بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلیمان نگینا الک ہے اجسر خاتم کا
سنا ہے نقش تھا شاہا تمہارے اسم اعظم کا

کہا جب یا علی گل ہو گیا شعلہ جہنم کا
ترے نام مبارک ہی تھا [illegible] اسم اعظم کا

تجھے سرتاج کہتے ہیں ملک اولاد آدم کا
یہ سارا عالم [illegible] وابستہ ترے دم کا

مسیحائی جو کرتے تھے سہارا تھا ترے دم کا
مراد اے شاہ تجھ سے دامن عصمت ہے مریم کا

خلاصہ ہی شہا دونوں کا [illegible]
[illegible] تھا اسکے پہلے سے فن نوح و آدم کا

[illegible] نہیں اسے پیتی ہے
بشا دینگی ترے در کے گدا ہی نام حاتم کا

محیط و بحر ہے شاہا ترا دست کرم ایسا
سحر کو نام تک لیتے نہیں محتاج حاتم کا

انگوٹھی پر لکھا ہی نام بعد اوسکے سلیمانی
نگینہ پہلے کہدیا تھا ہمنے ولکے خاتم کا

بن داؤد کو ہو فخر جس در کی گدائی پر
بھلا غافل وہاں کیا ذکر ابراہیم ادہم کا

۳

شہا کرو بیان عرش انکھو نکو لگاتے ہین
احسالہ اپکی پاولنکاہی کیا آب زمزم کا

طواف و ضہ اقدس کے جو حسرت میں و تابنو
گمان ہر دیدہ پر آب پیر ہی چاہ زمزم کا

نجف کے طوف مین ہی آب قلزم یا و ضر سے
کہان پہوٹا ہی دیکہو اکی سوتا چاہ زمزم کا

ہوے پیر بہی جدا ہونگا نہ شاتا پیر جو کہٹ سے
رہیگا حال جد شیر و شیر اطفال توام کا

قدم تیرا نہو تا درمیان تو قصہ آجاتا
نشان ہی ہتا نہ دنیا مین کہین اولاد آدم کا

نہوتی اپکی جلوہ نمائی گر مشیت مین
پڑا رہتا یو ہین تپلا بنا مٹی سے آدم کا

شہا پیدا کیا تجکو خدا نے طیب و طاہر
تری عصمت پہ مخصر کیون نہو دامان مریم کا

خدا کا قہر ہی اشک یتیک صریحیدر
لحد مین کانپتا ہوگا جگر سہراب رستم کا

کیا مثالی رنگ اوس محبوب سبزہ رنگ کا
لوگ دیوانے تھے یا نشا چہرا تہا بنگ کا

خلد کہتا ہی نجف کو یہہ گدا ہے بوتراب
جب غذا نان جوین دی بیچ سو سو رنگ کا

آج دنیا مین اوسے تیمور کا رتبہ ملے
ہاتھ اگر تہام لے وہ جس گدا لے لنگ کا

ہی سفیدی اور سیاہی روز و شب کی حکم سے
آج مالک ہی علی اقلیم روم و زنگ کا

حشر کے دن حلہ ہائے نور پائیگا ضرور
غاشیہ بردار اوسکے توسن شبرنگ کا

میر ساقی نے دیا جام مے عرفان مجھے
کور باطن جوش رہن بیکر پیالہ بنگ کا

قافلے والے نجف کے وجد مین کیونکر نہ آئین
نعرہ داودی گویا کہ بجا زنگ کا

چاندی شاہ خراسانکی زیارت کے لئے
شاہ سپاہانہ ہوے تربت پہ طوسی رنگ کا

منتظر گوشہ مرقد مین رہی بعد فنا | دوست آیا کوئی لینے نہ برادر آیا

خوش ہو سجدے کرو درگاہ خدا مین ای اشک
مہربان یار ہوا مطلب دل بر آیا

سجر مین دیکھا یہ عالم اشک کے سیلاب کا | تھا گمان ہر دیدہ تر ہی کنول تالاب کا
پیچ ہی ہے او ترک دنیا مین نہین تیر نظیر | تیر مین بھی پر لگانا چاہی سرخاب کا
[illegible] سکے ہونٹھون کا تصور ہی دم ساقی کشی | ہی مین پاتا ہون مزا جو شربت عناب کا
چشم بینا ہو تو غافل دیکھ اپنی اصل کو | عالم ہستی نظر آتا ہی عالم خواب کا
ایسے گم گشتہ ہوئے کہ آتے ہی چلے سوئے عدم | رنگ بگڑا دیکھکر اس عالم اسباب کا
یاد مین اوس مہ کے جانکلے جو دریا کی طرف | چاہ نخشب بن گیا حلقہ ہر اک گرداب کا
[illegible] کر کے دریا مین ہوئے قیدی جو اونکی زلف کے | طوق گردن بن گیا حلقہ ہر اک گرداب کا
ساقیا جان آ گئی تن مین تیرے بیمار کی | منہ مین [illegible] دیا قطرہ شراب ناب کا
زلف پیشانی پہ چہرے کو آج افشان ای قمر | [illegible] ہو مین عالم شب مہتاب کا

[illegible] پہ بھی باقی ہی ہوس
مقبرون مین فرش دیکھا قاقم و سنجاب کا

کہتا ہے نام لیکر وہ مجھ غریب کا | تو یہ بھی پیار کرتے ہین لکھا نصیب کا
صیاد باغ سے لئے جاتا ہے آج تو | تابوت کس طرح سے قفس عندلیب کا
کہتا ہے بعد مرگ بھی حسرت ہی اشک کا | شاہد یہی مزار ہی اونکے نصیب کا

٥

٦

تیرے نزدیک جو ناقص تہا وہ کامل ٹہیرا — غیر ای جان جہان پیار کے قابل ٹہیرا

خون تہوکا غم فرقت مین تہو نکلے آخر — دق سمجہتے تہی جسے ہم مرض سل ٹہیرا

فرقت یار مین بہلا یا ہی تسکین بہی دے — جب کئے لاکہہ جتن سینے تو یہہ دل ٹہیرا

خون ثابت نہ کسیطرح ہوا قاتل پر — حشر کے روز بہی دعوی مرا باطل ٹہیرا

وصل کسطرح میسر مجہے ہوتا اوسکا — نظر یار مین کب مین کسی قابل ٹہیرا

ای تبو لفظ انا الحق کو بہلا دو دلسے — دیکہہ تو دعوی منصور بہی باطل ٹہیرا

جان سے دور تری شب کو عجب عالم تہا — تجکو اسوقت جو دیکہا تو مرا دل ٹہیرا

صفت آئینہ شفاف ہے چہرہ اوسکا — یہہ صفائی ہی کہ منہہ پر نہ کوئی تل ٹہیرا

اسقدر شوق عدم تہا نہ لیا راہ مین دم — اپنے گہر سے جو اوٹہا مین سر منزل ٹہیرا

گہر خدا کا ہی وہی ہے جسمین تہو نکا ہی مقام — زاہدو نسے بہی جو تحقیق کیا دل ٹہیرا

دہیان ایک بحر لطافت کا جو آیا پس مرگ — خود بخود میرا جنازہ لب ساحل ٹہیرا

٧

ہجر مین سنکے مرا حال یہہ کہلا صاحب
اشک اتنا نہو بیتاب ذرا دل ٹہیرا

شور عالم مین ہی اپنی نالہ شبگیر کا — تا کہین دم اگیا ہی آسمان پیر کا

زخم ایک ایک بیل بوٹا ہی سنان و تیر کا — جامہ ... بہی لبادہ بنگیا کشمیر کا

فصل گل مین جو ورقی ہین بلبلین آوازیر — آکی سنئے گا کبہی نالہ مری زنجیر کا

مان جاتی ہی پریہی حسن آدم زاد کو — سب سے عالم ہی جدا کچہ اس گل تصویر کا

[illegible]

چشم ایسا ہین ایک غنچہ دہن کے ہجر مین
رات دن رہتا ہی عالم بلبل تصویر کا

قبر کے پردے سے بہی چونکا اوٹہی ہین سنکے صدا
صور محشر ہی جو ہی نالہ مری زنجیر کا

یہ فقیر مست جب بیٹہی پہ جا کر سو رہا
کہنہ کمل بہی دوشالہ ہوگیا کشمیر کا

پہیر کر اوس شمع رو کو خود نما دیتے ہین ہم
کام کرتے ہین ہمارے چٹکیان گلگیر کا

جی گیا تیغ ادا سے قتل جب او سنگدل
اب جوان ہوگیا پانی مجہے شمشیر کا

سرد مہری دیکہنا ای اشک میرے یار کی
لکہنو پر بہی گمان ہوتا ہے اب کشمیر کا

حال فرقت ابرو مین ہوا کیا میرا
کوئی ٹکڑے کئے دیتا ہے کلیجا میرا

قتل کرکے مجہے جس سمت مڑا وہ قاتل
صورت قبلہ نما پہر گیا لاشا میرا

شب فرقت کی جو یاد آتی ہی وہ تاریکی
کانپ کر قبر مین ہلجاتا ہے مردا میرا

ایسا اندہیر زمانے نہین دیکہا ہے
روز رہتا ہی چہلکے پہ پچہلا میرا

شب تنہائی فرقت نہ کبہی بہولونگا
دہوم سے لاکہ اوٹہائے کوئی مردا میرا

دوش احباب سے ورنہ پہ بہی اللہ رے شوق
گر پڑا کوچہ قاتل مین جنازا میرا

جسطرح گہر سے نکالا مجہے تمنے ہیجان
پہینکدو گے یونہین مرنے پہ بہی مردا میرا

لیس مردن بہی ہوا وحشت نوردی کی مجہے
کشتی خیمہ ہستی کا ہے تپلا میرا

انقلابات فلک حشر کے دن کام آیا
ہوگیا دفتر عصیان تہ و بالا میرا

ظاہری تہی فقط اسباب یہ سب دنیا کی
قبر مین خاک تہا جو عضو بدن تہا میرا

[illegible]

مین کسطرح سے ٹہرتا بہلا نہ خنجر
مرے لہو مین تیغ قاتل مرا الٹہر جاتا

بتونکو دل مین نہ لینے اگر جگہہ دیتے
حرم کی طرح سے یہہ بہی مکان اوجڑ جاتا

دم آخیر وہ آئے نہ تہا نصیب مین وصل
نہ مرتے ہم تو کوئی اور بیچ پڑ جاتا

بہلا ہوا نہ پہرے وہ دشت گرد مین
کہ ناتوان تہے ہم اور دم اوکہڑ جاتا

سوار دوش ہیچ جانا کسطرح پس مرگ
ضعیف جسم کڑی راہ دم اوکہڑ جاتا

جلاکے خاک کیا سوز دل نے بعد فنا
بہلا ہوا نہین مردہ لحد مین سڑ جاتا

مجہے بہلے کو نہ اونکے خبر ہوا سودا
سپید ہے تیرا قید ہی زلف سڑ جاتا

گہستیا نہ سوے دشت ناتوانی مین
کسیطرح جو یہہ پو جنون بچہڑ جاتا

زمین تہوڑی سی ملتی اگر مجہے قاتل
اسی گلی مین یہہ تیرا شہید گڑ جاتا

جو میرے سامنے کرتا جو قتل غیرونکو
زمین مین آپ ہی شرمندگی سی گڑ جاتا

نکل چکا تہا ہمارا دل اونکے قابو سے
اگر نہ گیسوے پیچا نکا جال پڑ جاتا

نہ کسطرح سے بہلا غیر دب نکلتے آج
جو منہہ پہ چہینٹی ہمارے تو منہہ بگڑ جاتا

زبان کاٹتے ہم اپنی رفع شر کے لئے
جو لیتے شعر کا مضمون کسی سے لڑ جاتا

شب فراق مین شب سحر دہر دیتے ترے
جو پاس آگ نہوتی تو مین اکڑ جاتا

چہا ہوا ہے وہان اندہون میں انقشا
بہلا کسیکے اوکہاڑے کیا اوکہڑ جاتا

نہ ترک عشق جو کرتا تو آتشک کیا کرتا
مین ان حسینونکی جو کہون ہی مین ادہڑ جاتا

کفر کا بھی سلسلہ پنہاں عبادت میں رہا
رشتہ تسبیح اپنا رشتہ زنار تھا

جعل سے غیر ونکے کہتے ہیں وہ جل کر میرے بعد
اشک بھی غارت ہوا عیار تھا مکار تھا

تیرے مکان تک جو ترا ناتوان گیا
دم چڑہ گیا ذرا جو یہانسے وہان گیا

دنیا سے گو عدم کو مین وا مکشان گیا
حرص و ہوا نے ساتھ نچھوڑا جہان گیا

دیکھے آیا کون باغ مین عالم بہار کا
کسنے ابھی کہا تہا کہ دور خزان گیا

چاہ عالم مین یوسف دل رہ نجائیگا
جب فور سے طرف سے کوئی کاروان گیا

عقبے کی مینے کچہ تو سمجھلی تھی بہتری
دنیا کے مخمصونسے جو دامکشان گیا

اس منزل فنا مین یہہ وقفہ ہی زیست کا
اک ٹہیرا آکے دم لیا اک کاروان گیا

اب کیا ہوئی وہ آپکے آنکھونکی موہنی
یا تو نہین تہا جو سحر تمہارے کہان گیا

وہ زار ہون کہ دیکھکے کہتے ہین پاسبان
جسکی یہہ بیڑیان ہین وہ قیدی کہان گیا

زندان سمجھکے پاون نہ رکہا پس از فنا
قیدی جو تیری زلف کا سو جنان گیا

اچھا کیا جلا کے مجھے مار آپ نے
جھگڑا تو روز روز کا ای مہربان گیا

پہنچا نہ تیرے بام حقیقت کو ای صنم
جب اوڑ کے اپنا طایر وہم و گمان گیا

ہم سر پٹک کے رہگئے ای اشک حیف ہے
سنتے ہین کربلا کیطرف کاروان گیا

منصب سحر تابان جو مرا حصا ٹہیرا
میرے ہی سر یہہ خدا لیکا بکہسر اٹہیرا

لگے رکہتا ہون بعد از مرگ اوسے پر فاتحہ سیاہ
تو اپنے پاؤن جس پانی سے طفل برہمن دہونا

سیہ کاری پر اپنے اشک خجلت کیون بہائین ہم
لگائی منہ کو خون کا لک تو ہی دیوانہ پن دہونا

لہو ہم بیگناہون کا مقرر رنگ لائیگا
مگر تیغ نہ اپنے خون کا ای کوہکن دہونا

ولا گر وصف کرنا اوس پری خو کے دانتون کا
زبان کو آب گوہر سے دم فکر سخن دہونا

چہوڑا دی گرد کلفت جامہ ہستی سے رو رو کر
کوئی ہم غمزدون نے سیکہ لے رخت بدن دہونا

چہوڑا ڈالا ہر اک کا خون دہو کر آستینون سے
بہلا دامن سے میرے بہی لہو تیغ زن دہونا

بہت گلچین کے رویا حسرت سے عندلیبون کی
جو دیکہا آنسوؤن سے رو کے گلہا چمن دہونا

کوئی نازک بدن آتا ہی شاید باغ عالم مین
نہین خالی بہاران کا ہر اک نخل چمن دہونا

جتا کر سوز دل لی جان پروانون کی آخر کو
غضب ہے منہ تیرا اشکون نے شمع لگن دہونا

نہانا ہجر مین مردہ دلون کو کب خوش آتا ہی
نہین کم غسل میت سے بہی اپنا بدن دہونا

گلون کو دیکہتا ہون شبنم آلودہ جو گلشن مین
تر منہ یاد آجاتا ہی ای رشک چمن دہونا

نہین رو کر چہپانا ہو نشہ حسرت سے تمہین دن بہر
لگانا سرمہ آنکہون مین پہر ملنا دہن دہونا

بس اب جا قتل کرکے تو بہی بدنامی بچتا ہے
نہین تلوار کا قاتل بہین پہ بانگین دہونا

مری الفت کا تنجر حال کہلجائیگا ای قاتل
تمہری مشکل پڑیگا آج خون پیرہن دہونا

اگر اون گیسوؤن کے وصف کرنیکا ارادہ ہی
تو پہلے اشک اپنا مشک عنبر سے دہن دہونا

فرقت مین سارا کہیل ہمارا بگڑ گیا
وہ بگڑے ایک کیا کہ زمانا بگڑ گیا

۱۰

[illegible]

ناتوانی سے اولجھکر مین نہ اروں جا گرا
موکے سر پاؤنکو جو لپٹا سلاسل ہوگیا

مار ڈالا آج قاتل نے نگاہ ناز سے
تیر وہ کاری لگا دل پر کہ بسمل ہوگیا

وار اوس صیاد کا خالی نہین جاتا کبھی
بچ گئے عشاق تو خون حنا دل ہوگیا

پھر گلگشت چمن آیا جو وہ لیلے ادا
شاخ پر ہر غنچۂ گل بڑہکے محمل ہوگیا

ہون اسیر غم جو اک مدت سے ای زہرہ جبین
کیا ترا چاہ زنخدان چاہ بابل ہوگیا

کل نہ اروں نوجوان قید طلسم چشم تھے
آج سارا انکہڑیونکا سحر باطل ہوگیا

فرقت ساقی گلرو مین یہ ویران ہو گہو
شیشۂ مے کی طرح خالی مرا دل ہوگیا

کب نشانہ چوکنے دیتا ہے اپنا جذب شوق
عضو جو اوس ترک نے تاکا وہی دل ہوگیا

یون نگاہ تیز سے دیکھا انکے اوس ترک ناز نے
طایر رنگ حنا تک نیم بسمل ہوگیا

نیند اوڑا دیتا ہی نالو نسے ہر ایک کی اونکو
صبح شب آہنگ فرقت مین مرا دل ہوگیا

رنج فرقت سے گلے کٹنے لگے عشاق کے
اونکے اوٹھنے سے دگرگون رنگ محفل ہوگیا

اشک اوس رو کی تابی پر جو دل مایل ہوا
مین حدیث عشق مین پڑھ پڑھ کے فاضل ہوگیا

اندنون کسکی نشیلی آنکھ کا سودا ہوا
بات بھی کرتا ہون تو جیسے کوئی بہکا ہوا

حال تب انسان پہ انسانکی فضیلت کا کھلا
بعد یوسف کے زمانے میں جو تو پیدا ہوا

تیرہ بختی کھل گئی سب پہ ہماری بعد مرگ
جھلا کر جب چراغ قبر بھی ٹھنڈا ہوا

منہ لگا کر خم سے پی لینے دے مجھکو ساقیا
مدتون کا ہے ترا بیخوار سے ترسا ہوا

[illegible]

خود حسین ہو تمہیں کیا کام ہی آرایش سے
زندگی بہر کف افسوس ہی ملتے یوسف
مسی دانتوں نہیں مرے غنچہ دہنے جو ملی
بہاری جوڑا قد نازک پہ قیامت لایا
غیر نے لا کے جو تربت پہ چڑہائی چادر
ہم فقیروں نکا ذرا جذب محبت دیکھو
پر احسان نہ لیتے کبھی دربانوں کے
اوسنے زانو جو ہٹایا مرے تیور بگڑے
ایکی اس وحشت دلنے نئی صورت پکڑی
بچپنے ہین ہی تجھے دیکھکے ہم کہتے تھے
خاک مرنے پہ جو رہتے ہین مرے چکر مین
قتل کہہ مین وہ تڑپتا ہی مجھے چھوڑ گئے
داغ دل راتکو مشعل کیطرح روشن ہین
کیا ہوے طبل و علم قصر و مکان شاہونکے
کسطرح جھانکئے اوس پردہ نشین کو اے دل
کیا کہون فرقت گیسو مین بسر کیونکر کی
دیکھنا ہجر مین مرجاؤنگا پھانسی دیکر

بو جب ان ہاتھوں سے اوٹھیگا بہلا کنگن کا
دیکھ لیتے کبھی عالم جو ترے جوبن کا
اوڑ گیا رنگ وہ سوان ہنگی گل سوسن کا
بل کمر کہا گئی لنگر جو پڑا دامن کا
ایک اک پہول ہوا مجکو ہزاروں منکا
سانگ بن بنکے نکلتے ہین پہر جوگن کا
پاس ہوتا کوئی نسخہ جو الوپ انجن کا
یون ہی ڈہلتے ہوے دیکھا ہے کسیکا ٹھکا
نہ تو صحرا ہی کا ہی قصد نہ ہی گلشن کا
آدمی ہوتا ہے خونریز اسی چتون کا
گردش چرخ ہی کا وا ہے ترے توسن کا
کم سنی کا عجب کام ہے الھڑپن کا
ان چراغونمین کہین نام نہین روغن کا
بعد مرنیکے نشان ہین نہ پتا مدفن کا
در و دیوار مین تو نام نہین روزن کا
ایک عالم رہا تا زیست مری الجھن کا
یاد آیا کبھی ڈورا جو تری گردن کا

رقیب رشک سے جل جل کے آپ خاک ہوئے | کیطرح سینے نہ نکلا بخار جب دل کا
محبت لب لعلین مین یہہ لہو تھو کا | طبیب تو ہوئے برسون مرض رہا سل کا
جہان مین فقط اپنی ہی دم سے رونق تھی | بگڑ گیا مرے مرتے ہی رنگ محفل کا
جنون کی اپکی برس تھی یہہ گرم بازاری | تمام شہر مین توڑا رہا سلاسل کا
عدم کی دیکھئے کسطرح منزلین طے ہون | خدا ہی سہل کرے راستہ ہی مشکل کا
وہ گا رہی ہین کلیجا ہر ایک پکڑے ہے | کچھ آج رنگ دگرگون ہی اہل محفل کا

گلون کے ہجر مین ای اشک کیون نہ کرو نالے
کہینگے لوگ مقلد مجھے عنادل کا

کسیطرح مرے گھر وہ قمر نہین آتا | ہزار کرتا ہے وعدے مگر نہین آتا
کبھی کبھی جو ادھر جو دیکھین جاتا ہون | پکارتے ہین ارے او ادھر نہین آتا
ہزار ہو کوئی یوسف جمال ای مہ حسن | پسند دل وہ ہی نہین آتا جدھر نہین آتا
شب فراق ہے کسقدر تیرہ و تاریک | مین دیکھتا ہون جدھر کچھ نظر نہین آتا
رقیب گرد ہین دو چار خوف ہے تو یہہ ہے | کہ سات پانچ او نہین اسقدر نہین آتا
یہہ مجھسے کہتی ہی فکر رسا کہ کیا یاہو | خیال مین کمر موئے کمر نہین آتا
خدا برا کرے اس ضعف ناتوانی کا | کہ اب مین آپ مین دو دو پہر نہین آتا
بلند ہوگا نہ اپنا غبار بھی پس مرگ | تو انگرون کی طرح گرد فر نہین آتا
شب فراق کوئی جیسے کیل دیتا ہے | مری زبان پہ نام سحر نہین آتا

[illegible]

دشمنی مجھ ناتوان سے تھی کہان کی ای زمین
استخوان ایک ایک یہ پیسا کہ سرما ہو گیا

گل کھلائیگی لہو سے آبلہ پائی مری
چار دنمین دیکھنا گلزار صحرا ہو گیا

ملگئی جسدن گلے وہ اوڑ گیا زنگ ملال
آئینے کیطرح دل اپنا مصفا ہو گیا

تو جو کرسی پر لب بام آگے بیٹھا ای صنم
عرش سے کچھ اترا دو ہاتھ اونچا ہو گیا

یاد مین ان نرگسی آنکھونکی ای گل پیرہن
روتے روتے یہ ترا بیمار اندھا ہو گیا

تیرہ بختی نے نہ چھوڑا ساتھ بعد از مرگ بھی
سرد آہون سے چراغ گور ٹھنڈا ہو گیا

منہ نہین کرتا کوئی تصویر یوسف کیطرف
حسن کا ای بت تری ہاتھ سے پیٹا ہو گیا

ملگئی گلچین کو بلبل کے ستانے کی سزا
فصل گل جانے نپائی تھی کہ اندھا ہو گیا

مژدۂ جان بخش وصلت کے سنا جاتا ہے تو
آدمی اوسکا مسیحا حق مین سیحا ہو گیا

تو گرفتار رہین ہو وہ بلبل شیرین بیان
جسطرف نکلا قفس کے گرد میلا ہو گیا

رقص مین جب دست فندق بند ابو نکلا اوٹھ گیا
لوگ سمجھے کہ روش پنجہ شاخا ہو گیا

جو مکان اونچا نظر آیا کیا برباد وے
چرخ کو ہر قصر سے کا گھروندا ہو گیا

تو حسینان جہان مین آسمان حسن ہے
کان کا جھمکا ترے عقد ثریا ہو گیا

دیکھئے دلدار سے کسدن ملاتا ہی خدا
اشک آنکھون سے ہمارے اونسے مچلکا ہو گیا

ابرو پہ بل چڑھا ہوا چلہ کمان ہی
لے آئین بوسہ جاکے ترے آستان کا

کچھ آج گل ہی اور ہی تیور ہی جوان
او بت ہمین بتا تو بتا دی مکان کا

[illegible]

دل ترے گیسو پہ جب آ گیا	اژدہا بنکر یہ اوسکو کھا گیا
اوس ستم پیشہ پہ جو دل آ گیا	کوئی کیا جانے مجھے کیا بھا گیا
ناوک مژگان کا جب دھیان آ گیا	کانپ اوٹھا دل جگر تھرا گیا
سنکے میرا حال بولا سنگدل	مر گیا اچھا ہوا جھگڑا گیا
چھپکے بیٹھا گھر میں جب وہ ماہرو	میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا
ہجر میں کیا پوچھتے ہو حال دل	اک کنول کا پھول تھا مرجھا گیا
پر خطر کیا کوچہ ہائے زلف ہیں	جو گیا ان راستوں مارا گیا
لوگ کہتے ہیں ترا بیمار ہجر	شربت دیدار کا پیاسا گیا
آشنائی خلد میں حوروں سے کی	مر گئے پھر بھی نہ یہ لپکا گیا
آدمی کا دل نہ آجائے کہیں	گالیاں دیں اوسنے پیار آ گیا
عشق گیسو اپنے دم کے ساتھ تھا	مر گیا جب قبر سے سودا گیا
لیکے دل بیٹھے بٹھائے کھو دیا	ہم ہوئے برباد اونکا کیا گیا
وصل جو اوس سے ہوا پہلی پہل	صبح کو منھ دیکھکر شرما گیا
دونوں مذہب پر رہا میں بعد قتل	سر ہوا مدفون بدن پھونکا گیا
روکے لاشہ پر مرے کہتا تھے	مرنے والے مر گئے پر دا گیا
سرد آہوں سے بنیگا زمہریر	میں جہنم میں اگر جھونکا گیا
غیر کی صحبت سے تھا انکار اوسے	جب پتے میں نے دئے کھویا گیا

۱۵

١٦

نہ جانے کنہ حقیقت کو ہی جب ہی تک حیر
بس اپنے جامی سے باہر ہوا جہان سمجھا

شبہ ہا یہ عشق مجازی مرا حقیقت سے
فروغ طور ہی ایک جلوہ بتان سمجھا

کہان کا قصہ نار و جنان نکالا ہے
کبھی مین ترے واعظ یہ داستان سمجھا

اسیر طرہ گیسو ہوا جو اک گل کا
مین اپنے پاؤن مین پہولونکی بیڑیان سمجھا

نہ احتراز ہو کیون اعتراض سے ای اشک
کسیکو کیا کہون اپنی نہین زبان سمجھا

جب سے وہ ترک ستم ایجاد دشمن ہوگیا
خنجر بران مجھے ہر موے گردن ہوگیا

دل کئی کرتے کی زیبائش کے پیچھے ہوگیا
یار نے انگیا جو پہنی او رجوبن ہوگیا

اوس صنم کی یاد مین مرنے پہ بھی نالان رہا
استخوان ایک ایک ناقوس برہمن ہوگیا

ہجر گلرو مین بہے رو لخت دل انگھونسی ہم
دامن مژگان تر گلچین کا دامن ہوگیا

تیرے دم سے ای گل رعنا ہی عالم مین بہار
تو نے جس گھر مین قدم رکھا وہ گلشن ہوگیا

وہ بت خونریز بھی رکھتا ہی پیکان خون
پنجہ فولاد کا چھوتے ہی کندن ہوگیا

اوس لب نازک پہ مستی کی او واہٹ ... یکبیک
یہہ ہوی خجلت کہ پینکا رنگ سوسن ہوگیا

رنگ رخسارونسے چھٹتا ہی یہ نازک ہی وہ گل
جب پسینا منہہ کا پونچھا سرخ دامن ہوگیا

دہیان جب آیا تونکو آیا کاٹنی دوڑا کوئی
زلف پیچان کا تصور مجکو ناگن ہوگیا

یار نے نقشہ جو کھنچوایا ہمارا روز وصل
اور ہی تصویر کھینچی رنگ روغن ہوگیا

میرے مرجانے کا غم کیا ذکر بھی کرتے نہین
چار دن بس نالہ و فریاد و شیون ہوگیا

غش آگیا جو حضرت موسیٰ کو طور پر | چمکا تھا ایک ذرہ تری گرد راہ کا
دو ایک بیگناہ نہ کیون قتل ہون | تیغے چڑھا ہے نیمچہ ابرو ترہ کا
ہوتا ہے یہ غرور کا انجام ای حسین | بندہ ایاز جا کے ہوا بادشاہ کا
موقوف غیر پر نہین ای بادشاہ حسن | دشمن ہے ایک جہان تری خیرخواہ کا
ہرجائیون سے دلکا لگانا تو سہل ہے | انسان پہلے سوچلے پہلو نباہ کا
ہمسے کبھی خبر نہین ہوتا یہ دیو چرخ | سکہ پڑا ہوا ہے ضعیفونکی آہ کا
رہتا ہے سنگ پاے صنم پر نیاز | زاہد جواب ہے یہ ترے سجدہ گاہ کا
پھرنا جواب لیکے ذرا جلد قاصدا | دیتا ہون واسطہ مین رسالت پناہ کا
قاتل کا ہاتھ یہ پاس کہ قاضی سے کہدیا | دہوکے مین خون ہوگیا مجھ بیگناہ کا
بربادیون کا اپنے بھلا کسکو دہیان ہے | عاشق ہوا ہون اک بت عالم پناہ کا
الفت نہ کسطرح ہو غزالان دشت سے | دیوانہ ہون مین اک بت وحشی نگاہ کا
اعمال بد سے اپنے خجل ہوکے روئے ہین | دہویا ہے ہمنے بہیکے دفتر گناہ کا
عبرت یہ کہہ رہی ہے سر گور کیقباد | الٹا پڑا ہے قصر ترے خوابگاہ کا
چاہ ذقن سے ڈوبکے نکلے جو دلربا | پھر نام بھی نہ لون کسی یوسف کی چاہ کا

زخمی دل و جگر بھی ہی قاتل کے ہاتھ سے
ای **اشک** حکم شرع مین ہے دو گواہ کا

واہ ری قسمت کے اوڑنے سے کبوتر رہگیا | جبکہ تہوڑی دور بام قصر دلبر رہگیا

[illegible]

آپ سے باہر ہر اک دیوانہ و فرزانہ تہا
طور پر بہی کیا کسیکا جلوہ مستانہ تہا

جب وہ تہا پردہ دوئی کا بیچ سے تب کہلا
اپنی ہی شکل و شمایل کا ہر ایک دیوانہ تہا

کیا بہلا اوس شمع رو سے مانگتا فانوس جواب
جل گیا چہوتے ہی خط تہا یا پر پروانہ تہا

قصر تنکا کوئی گانک سے ہے نہین مرنے کے بعد
کیا کہین کسکا مکان تہا کون سا کاشانہ تہا

وصل کا انکار لکہا دیکہتے سے جان ہی
نامہ بر جلاد تہا خط قتل کا پروانہ تہا

جسنے دیکہا حسن کا جلوہ وہ سے غش آگیا
یار کا دامن پکڑتا کون مین دیوانہ تہا

قبر مین آیا فرشتہ جب کوئی بہر عذاب
دور کر لیتا یہہ شوق وصلت جانانہ تہا

گوہر دندان و لعل لب کا رہتا تہا خیال
خانہ ہے چشم و دل ایک اک جواہر خانہ تہا

عشق جو چاہے کرے لیلے تو کچہ شے نہ تہی
کہتے ہین مجنون نہین اک انداز معشوقانہ تہا

مول لیتے حضرت یوسف کو ہم وحشی صفت
درہم داغ جنون اپنا زر بیعانہ تہا

روے جو تر دامنے پر حشر کو بخشے گئے
اپنا ہر اشک ندامت گوہر یک دانہ تہا

زاہد اک ذردی کی علت ہیچ میخانہ قبیح
کہتے ہین شیشہ سیان دلق سالوسانہ تہا

دل گرفتار بلاے زلف اک مدت سے ہے
مین بہی کمسن تہا فرا جب یار بہی طفلانہ تہا

حلوہ کا ناز کیا کیا مجنون کا رہا
دل نہ تہا پہلو مین اپنے اک سا خانہ تہا

گیسوے پیچان کی فرقت مین عجب عالم رہا
دیدہ کے قابل ہمارا حال بیتابانہ تہا

تہا گرفتار بلا جاتا کہان یہہ ناتوان
بیڑیان پاؤن کی عشق گیسوے جانانہ تہا

دیدہ کے قابل تہے گل یہہ بلبلونکے آشیان
ایک ایک پہولونکا گلدستہ تہا جو کاشانہ تہا

اتفاق روز وصل ایک روز ایسا ہو گیا
تہا مین عاشق تن وہ تہا معشوقانہ تہا

وصل کی بشارت پر بیٹہے وہ سمجہا یار کو
دوستی ایسا سے تہی حضرت سے یارانہ تہا

[illegible]

عالم تہ و بالا ہوا وہ چال نکالی
ایسا کبھی رفتار سے محشر نہوا تھا

ہر اک یہی کہتا ہی تجھے دیکھکے قاتل
چنگیز بھی ایسا تو ستمگر نہوا تھا

آگے کبھی غیرون کی یہ چاہت تھی نہ اوب
دل میری طرف سے ترا پتھر نہوا تھا

ای اشک نہ جو رونے قیامت کے اوکہرتے
دل مین تب کا فرکے ابھی گھر نہوا تھا

قتل کرنے جو مجھے وہ ستم ایجاد آیا
ہونٹھ غصے سے چباتا ہوا جلاد آیا

فصل گل آتے ہی بلبل پہ فلک ٹوٹ پڑا
آشیان تک نہ بنایا تھا کہ صیاد آیا

ہجر مین بات کسی نے مجھے پوچھی نہ سنے
ملک الموت کو بھی مین نہ کبھی یاد آیا

مجکو دفنا کے جو دھیان آیا مری الفت کا
ہاتھ ملتا ہوا گھر تک ستم ایجاد آیا

تھی جو کاوش مژہ یار کی سودا ہی سے
ڈوب کر تا رگ جان نشتر فصاد آیا

اوسطرف سے کبھی نکلا جو ترا دیوانہ
کوہ شیرین سے صدا آئی کہ فرہاد آیا

گرم بازار جنون ہو گیا دیوانون کا
گھر سے باہر جو ہین وہ طفل پری زاد آیا

گیا ہنستا ہوا مین گھر مین تو روتا نکلا
اوسکی محفل سے کسی روز نہ دل شاد آیا

ہوا اس مرتبہ صدمہ مری بربادی کا
قبر پر خاک اوڑاتا ہوا جلاد آیا

مین جو غربت مین ہوا بے سر و سامانی سے
کیا ہی دلکو سر و سامان وطن یاد آیا

کیون نہ سامان کرون جشن سلیمانی کا
بعد مدت کے گھر مین وہ پری زاد آیا

ہم تری چاند سی صورت کے مقابل کرتے
لیکے تصویر بھی یوسف کی نہ بہزاد آیا

19

بجان پس از مرگی ہی پروا نہیں جاتا
منہ پہیرے سے بیٹہے وری میت کیطرف سے
آب ورے خال کا وہ ہوگا نہیں جاتا
ہوگیا کہلا کہ دن شکل کا عقدہ
جب سامنے آئے ہیں تو دیکہا نہیں جاتا
الفدر ہے جہک عارض پر نور صنم کی
قدیم کا لکہا تو مٹایا نہیں جاتا
سرپہوڑ نہ تیشہ پہ کسطرح سے فرہاد
سنگ کبہی صبا کا کہٹکا نہیں جاتا
یا فضل بہار میں شگفتہ ہو طبیعت

ڈرتا ہوں کہ منعم نہ کہیں کاٹنے دوڑے
ہوے سے ہے سوسا سگ دینا نہیں جاتا
اصلاح مرض کی ہو طبیبوں سے بہلا کب
عیسے سے ہے یہہ درد دل اپنا نہیں جاتا
مرجائیں پہرکی کر چکی سیدن تعجب کیا
صدمہ غم ہجر اٹہا او اٹہایا نہیں جاتا
پہر حال نقاہت کا شب ہجر نہ پوچہو
بیتو راے جو گر پڑتا ہوں تو اٹہا نہیں جاتا

۲۰

حسن میں دعوہ جو یکتائی کا تہا سو مٹگیا / اک صنم پیدا کیا تمنے تری تمثال کا
ہو نمایان عالم ایجاد میں طوفان اشک / بہیک گر ٹپکی اگر گوشہ مری رومال کا
جامۂ کمخواب ہو تمکو مبارک منعمو / بہا فقیروں کی بہی ہی گدڑی پہ عالم شال کا
عمر بہر دیکہے نہ شکل اوج دو سپہر چرخ میں / پست ہے کس مرتبہ اختر مری اقبال کا
سقف گردون کجی کا ہیکو ہوتی اسقدر / جانتا گر کام معمار ازل بنیال کا
دانہ اسے خال پر گر نہ پہنستا دام میں / مرغ دل اپنا گرفتار ہوتا کال کا
پیر کی اپنے کرے تقلید جو وہی مرید / اوڑہ لے کمل ہنسکے بیٹہہ کرتا چہال کا
غرق ہوں بحر خجالت میں گناہوں کے سبب / گورکن کا سر پہ احسان ہے نہ بچہ غسال کا
دم نکلجاے نہ اپنا حسرت دیدار میں / اے صبا پردہ اوڑا دے یار کے سکہپال کا
کم نہیں ہوتی پس از مردن بہی خوشبو بدن / مرگ چہالا ہوتا ہے اکثر ہرن کی کہال کا

فہم کسکو ہی کہرے کہوٹے کا جو چاہیں کہیں
اشک ہے چہو تو نشان ہیچ تاہی کیا ٹکسال کا

عاشق سے پس از مرگ بہی غمزہ نہیں جاتا / تابوت اب آیا ہے تو آیا نہیں جاتا
اب لیسے یہ وحشت کا لسر کا نہیں جاتا / مرکر بہی تری زلف کا سودا نہیں جاتا
تم روتے ہو صدمہ مجہے ہوتا ہے دم نزع / ہٹ جائے گر ایسے دیکہا نہیں جاتا
فصدوں نے بہلا کم کہیں ہوتی ہے یہہ وحشت / کٹجاے اگر سر بہی تو سودا نہیں جاتا
آرام سے مرقد میں تو سوتے ہے پس از مرگ / او وحشت دل تیرا ستانا نہیں جاتا

[illegible]

صبح تک رستے مین دل پکڑے ہوے بیٹہے لوگ | گل خرام ناز اونکا سر جہیونے کم نہ تہا
زرد چہرہ ہوگیا اونکا زوال حسن سے | دوپہر ڈہلتے ہے وہ خورشید کا عالم نہ تہا
خلقت آدم سے ہم قید تعلق مین رہے | عالم ارواح مین جب تک کہ تہی کچہہ غم نہ تہا
تہا خجالت سے عرق آلودہ اوسکو دیکہہ | شاہد گل کے جبین پر قطرۂ شبنم نہ تہا
آج خالق نے دیا ہے جو مے ساقی کو عروج | بزم عالم مین کبہی یہہ دور خم نہ تہا
زہر تہی ہر گل کے حق مین صبح وہم باد خزان | ریزۂ الماس سے کم قطرۂ شبنم نہ تہا
ہاتہ پہیلاتا تو گل پیشہ کیا جا کر ہلا | جو غنی دل تہا وہ محتاج زر خاتم نہ تہا
سور خاطر مین سلیمان کو لائے جن تو کیا | نام جب تک آپکا رونق دہ خاتم نہ تہا
تجہسے پردہ چاہئے اور روسیکے حجاب | کوئی عاشق کے سوا اوس گہر مین محرم نہ تہا
جسم صاف اوسکا ساخت مین نہ پایا جوہر کا | آئینہ اتنا صفا کوئی قد آدم نہ تہا
تو جو انہین سے مرنیکا اسکو غم ہوا | کونسا گہر تہا کہ جسمین نالہ و ماتم نہ تہا
خاک کرتے بسمل تیغ تغافل کا علاج | پاس جراحونکے میرے زخم کا مرہم نہ تہا
در پے ایذا نہ تہا کب تفرقہ انداز چرخ | مجمع احباب کسدن درہم برہم نہ تہا
نالہ و سینہ زنی کرتے جو آکر لاتی ہم | شادیانے تہے مبارک باد تہی ماتم نہ تہا
کیا عجب رہتا ہی جو کوے صنم مین خاکسار | باغ فردوس بریں مین مسکن آدم نہ تہا
فصل گل جب تک رہی کیا کیا رہا سامان عیش | کون تہا رند خراباتی جو رشک جم نہ تہا
کوے جانا نہین نہ مرنیکا جو داغ اک لیک | گلشن فردوس ہے دوزخ سے ہمکو کم نہ تہا

٢٢

اک تو سوز غم فرقت سے کلیجا تہا کباب
اوسپہ تا صبح نے ہر انتظار پکایا کیا

نعمتین مل گئین جب نفس کشے کے تو نے
آدمی آپکو کہو بیٹہا تو پایا کیا

دلق سالوس کہین تہا کہین عمامۂ پاک
آج زاہد کو بہی رندو نے بنایا کیا

عمر بہر تارک دنیا کو ملی نان جوین
حشر مین کیا کوئی پوچہیگا کہ کہایا کیا

مجکو حیرت ہے ترے دلکو اثر کچہہ نہ ہوا
عرش کو آہ نے جا جا کے بلایا کیا

نبکے سامان جو وصلت کے سراسر بگڑے
نہین معلوم رقیبون نے لگایا کیا

بعد مر نیکے نہ کسطرح رہے دلمین غبار
خاک مین مجکو حسینون نے ملایا کیا

کوئے جانان کی زمین بعد فنا جو پکڑی
نہ اوٹہا لوگون سے لاشے کو اوٹہایا کیا

پوچہتا صانع قدرت سے مین اتنا بہی اگر
ایک مجکو جو بگاڑا تو بنایا کیا

عمر بہر اشک مصیبت مین ہی رنج سہے
بخت بد نے ہمین آنکہون سے دکہایا کیا

آفتاب حشر سے ابدل ہمین کیا باک تہا
مسکن رندان ساغر نوش زیر تاک تہا

کل سوار آیا جو مقتل سے وہی سفاک تہا
خون ٹپکتا سر کسیکا بستۂ فتراک تہا

جان دینے پر تلے تہے ہجر سے تنگ آکے ہم
گل قسم دیتے نہ وہ تو آج جگر چاک تہا

کون تہا جسکی نہین پرسش ہوئی روز حساب
کسکا اس دنیا کی آلایش سے دامن پاک تہا

یار کا دامن پکڑتا دوڑکر کیا ناتوان
پاؤن مین طاقت تہی جب ہاتہہ بہی چالاک تہا

کچہہ خبر دنیا و مافیہا کی نشہ مین نہ تہی
مطمئن تہا دور گردون سے جو زیر تاک تہا

تیغ ادا کا وار لگایا نہ ایک سے
خجلت سے رنگ اوڑا رخ روشن کے سامنے
پیغام بر ٹھہر نہ سکا خوف غیر سے
مر مرکے صبح کے ہی مریض فراق نے
فرقت مین آہ سرد کی ٹھنڈی ہوا چلی
دو گام چلکے راہ حقیقت مین مر گئے
پیری مین داغ دل کی نہین وہ چمک دمک
اقرار وصل کرکے نہ آیا جو وہ صنم
دس بار بنکے بات ہماری بگڑ گئی
ایک نازنین کے دام محبت مین پھنسکے
ڈوبے نہ بحر غم مین مرے نور قیات

قاتل کے آگے سینہ سپر ہو کے رہ گیا
گردون پہ آفتاب قمر ہو کے رہگیا
کچھ حال سے مرے وہ خبر ہو کے رہگیا
دو بار شکوہ درد جگر ہو کے رہگیا
جب اشک بار دیدۂ تر ہو کے رہگیا
یہہ ملک اپنے ہاتھ سے سر ہو کے رہگیا
نے نور چاند وقت سحر ہو کے رہگیا
کیونکر کہون دعا مین اثر ہو کے رہگیا
سو بار دلمین یار کے گھر ہو کے رہگیا
پھندا گلے کا موے کمر ہو کے رہگیا
پانی ہمین لاکھ بار بھنور ہو کے رہگیا

اکثر ہمین بہار مین سودا ہوا ہے اشک
کچھ اپنی حال نوع دگر ہو کے رہگیا

دام گیسو کو سلجھا نہ قاتل میرا
جنس بازار محبت کی گران قیمت ہے
تنگ آیا ہون یہہ صحبت سے ہین ناجنسون کی
دیکھکر شکل نکل آتے ہین دشمن کے بھی اشک

غم سے مچھلی کیطرح لوٹتا ہے دل میرا
کیا خرید یگا خریدار کوئی دل میرا
بھاگ جا شہر سے کہتا ہے یہہ ہی دل میرا
واقعی حال ہی رونے ہی کے قابل میرا

١٣

آتش رشک سے جو جائین ہزارون جگر
گر سنین نالۂ جان سوز عنادل میرا
نالۂ پر درد کسیکا ہون مین رو دیتا ہون
دل دکھا دینے سے فریاد سلاسل میرا
منہہ تعریف مری گو وہ نہین فرماتے
ولیکن کہتے ہین کہ ہی عاشق کامل میرا

دولت دیدار سے ایک ایک مالا مال تھے ‏ جو گدا آیا ترے در پر تو انگر ہو گیا

قلب ماہیت ہوئی اعجاز دست یار سے ‏ سنگریزہ جو اوٹھایا ہاتھ میں ہیرا ہو گیا

واہ کیا شیرین ادا ونکی ہی الفت کا اثر ‏ جسم مرنے پر ہوا مٹی تو شکر ہو گیا

غم ہوا ایسا ترے بوٹا سے قد کو دیکھکر ‏ سوکھ کر کانٹا ہر اک سرو صنوبر ہو گیا

حال ہم خانہ بدوشوں کا نہ پوچھو ضعف میں ‏ دم ذرا لینے جہاں ٹھہرے وہی گھر ہو گیا

لوٹتا ہوں رات بھر بستر پہ مچھلی کی طرح ‏ درد فرقت کا دل آفت زدہ گھر ہو گیا

سخت جانی سے تو نکلا ناک میں دم کر دیا ‏ وہ ستمگر تھک گئے تو میں بھی پتھر ہو گیا

انتہا پائی تھی بام بلند یار کی ‏ آسمان پر جا کے جب تارا کبوتر ہو گیا

اوڑ گیا بستر سے جسم زار جب آئی ہوا ‏ واہ ری کاہیدگی تصویر پیکر ہو گیا

ہو گئی آئینہ حیرت مری محشر کے دن ‏ جوہر شمشیر قاتل خط محضر ہو گیا

آئینۂ دل کیوں نہ ہو اک تیرے در کا گدا ‏ خاکساری جس نے سیکھی وہ سکندر ہو گیا

بچ گئے صیاد سے تو کشتۂ حسرت ہوئے ‏ عندلیبوں کو پر پرواز خنجر ہو گیا

یاد میں دندان جاناں کے جو میں رویا کبھو ‏ قطرۂ اشک آنکھ سے گرتے ہی گوہر ہو گیا

تجھکو پیتا ہے جو تو دعوی خدائی کا کرے ‏ اک ذرا سے حسن پر یوسف پیمبر ہو گیا

بزم میں اوس گلبدن نے جب قدم رکھا گیا ‏ جسم کی خوشبو سے پھیلی گھر معطر ہو گیا

سو رہا اگر مرے پہلو میں جب اک آفتاب ‏ جلوۂ عارض سے گھر انور کا امر ہو گیا

نام تو مر کر مٹا پر کچھ نشان قبر ہے ‏ وہ بھی سن لو گی کبھی کھدکر برابر ہو گیا

وارفتہ دل ہے ترک کی خونریز چشم کا | قصاب سے مقابلہ برہمن ہوا

عریان جنون نے کر دیا فصل بہار مین | ٹکڑے قبائے گل کیطرح پیرہن ہوا

گیسو جوبت کے عارض تابان پر آگئے | غل تہا ہر ایک نمونہ مین کہ سورج گہن ہوا

پرویز کی بہی غمزۂ شیرین نے جان لی | کشتہ فریب حسن سے کیا کوہکن ہوا

عالم مین مین وہ نے سرساماں غریب ہون | شرمندہ جسکو لوٹ کے خود راہزن ہوا

صحت ہوئی نصیب مریض فراق کو | اکسیر میرے واسطے سیب ذقن ہوا

اوتنے سنپولیے ہوئے پیدا مرے لیے | جتنا زیادہ یار کے بالون مین گہن ہوا

کیا کیا رقیب دلمین کُڑہے دیکہ دیکہکر | ہے جو ہم بغل وہ سر انجمن ہوا

ای آتشک مین عتاب مین خالق کے آگیا
جوبا یہاں ناز بتان وطن ہوا

ہرگز دماغ سے نہ جنون کا خلل گیا | گہبرا کے فصل گلمین لحد سے نکل گیا

سمجہو نگا اب مریض محبت سنبہل گیا | جسدم ذرا لیکے دل ترے گہر سے نکل گیا

شہری وصال کی جو کبہی گہر سے ٹل گیا | پہنچا ادہر سے مین وہ ادہر سے نکل گیا

جی چاہا اپنا آپ گلا کاٹ لیجیے | قاتل کا جب نیام سے خنجر اوگل گیا

رحم آیا اوس ستمگر کو میرے حال زار پر | رہتی ہی آہ گرم سے پتہر پگہل گیا

کیا کیجئے آہ تفرقہ اندازی فلک | ایک چاندرات آکے بغل سے نکل گیا

پہنچا ضرر نہ اوس بت کافر کی ذات سے | ہوسکے کیطرح طفل دل زار بہل گیا

۲۵

[illegible]

مجھ ناتوان سے اتنا بھی ہمدم نہ اٹھ سکا
یہ غم ہوا کہ سوکھ کے کانٹا ہوا رقیب
ملجائیگی سزا سے بدا عما لے رقیب
ٹھیری زوال حسن میں جیسے وہ ہر نفس
فرقت میں سچ ہی خاک و پہنچانتا مجھے
بہلا کبھی نہ دل بت ترسا کے ہجر میں

نام فراق سنتے ہی بس دم نکل گیا
اکبار میرا نخل تمنا جو پھل گیا
جس وقت میرا وہ کسی سبب سے چل گیا
ہستی کیطرح جل گئی لیکن نہ بل گیا
صورت ہی اور ہوگئی نقشا بدل گیا
وحشت سوا ہوئی جو فرنگی محل گیا

خورشید طلعتوں کا ہوا جب زوال حسن
جوبن بھی دوپہر کیطرح اشک ڈہل گیا

جنون کب مجھے جوش بہار پر نہوا
تپ فراق نے بیخشک کی رطوبت چشم
او مجھ او مجھ کے نکلے گی تن سے جان حزین
جلا کے خاک کیا پر وہ صاف باطن ہون
نہ چھپ سکا مرے عاشق سے راز عشق ترا
مثال ماہ نے آیات بہتر ہیا
بہار آئی چلی بھی گئی گلستان سے
غرض ہمیں ہوے الفت میں سیطرح برباد
وہ ناتوان ہون جنون میں ہرا جو کانٹون پہ

یہ لحلحہ تیری زلفون کا کارگر نہوا
کہ دامن قطرۂ اشکبار تر نہوا
خیال زلف شب انتظار گر نہوا
کبھی گمان شرارت کا یار پر نہوا
قرار صورت منصور دار پر نہوا
جو اونکا ہاتھ دل داغدار پر نہوا
ہمارا نخل مراد آہ بارور نہوا
تمہارے دل کیطرح یار گھر نہوا
کبھی لہو سے مرے کوئی خار تر نہوا

[illegible]

[illegible]

کون دیوانہ گلستان جہان سے اوٹھ گیا
ہر گل تر پر ہی عالم دیدۂ نمناک کا

حرص رفعت مین سوائے خاک کچہ حاصل نہین
کیا بگولونکو ملیگا مرتبہ افلاک کا

مل گئی اکسیر قسمت سے مجھے بعد از فنا
ہے کفن کے ساتھہ اک صرّہ خاکِ پاک کا

قبر اپنی باغ مین ساقی بنے گی بعد مرگ
تاک رکہا ہے سر میکش نے سایا تاک کا

کام آئیگی ہماری خاک بہی بعد از فنا
شیشہ ساعت ہے خالی گنبد افلاک کا

دہر کی سیر بلند و پست پر ہے فرین اشک
ڈہونگ اپنی خاک مین ہی گردش افلاک کا

جو مین دفن کوے بتان ہوگیا
لقب میرا جنت مکان ہوگیا

ترا نام ورد زبان ہوگیا
جو دل مین نہان تہا عیان ہوگیا

یہ فرقت سے مین ناتوان ہوگیا
قد راست جہک کر کمان ہوگیا

گل انگارے سنبل دہوان ہوگیا
سقر ہجر مین گلستان ہوگیا

رگڑتے ہین سر مہ جبین سنگ سے
یہ کیسے قدم کا نشان ہوگیا

خدا تجکو اس خیر کا اجر دے
کہ پامال نازِ بتان ہوگیا

خبر لی کسی نے نہ آکر کبہی
لحد مجکو بید امکان ہوگیا

ہوے فتح ہم دفن ہی ہوچکے
بس اب جائے امتحان ہوگیا

شب و روز ہے میکشونکا ہجوم
مرا گہر بہی مغ کی دکان ہوگیا

قصور ایسا کیا بلبلو نے ہوا
عدو جان کا باغبان ہوگیا

۲۷

۲۸

غزل میری سنکر وہ کہتے ہین اشک
برا تو بھی سخن مین زبان ہو گیا

نہ وہ شہر کا محتسب ہے نہ کہنگا پیر گردونکا
ہمارا میکدہ بھی اجکل خیمہ ہے فلاطونکا

مہکتا ہے وہ رستہ جسطر فکو تو نکلتا ہے
ہر اک نقش قدم گویا چمن ہے تیرے گیسونکا

ترا نہین بھی مرا دامن بھرا رہتا ہی ہو لوسے
ہمیشہ سلسلہ جاری ہی اپنے اشک گلگونکا

مقدر چاہئے پتال کی شے ہاتھ آتی ہے
نکالینگی زمین سے کھود کر ہم مال قارونکا

عجب اللہ نے تجکو ہی خوش قامت بنایا ہے
جو قمری ہی وہ دم بھرتی ہی تیرے قد موزونکا

سحر سے شام تک جہلکائے دو جام انکہونکے
تصور بندہ گیا جیسے اونکے چشم میگونکا

پڑے رہتے ہین بند انکہین کیئے دن بہر تصور مین
ترے خال سیہ کا عشق بھی گہولا ہی افیونکا

تعین ہے ہوا ہے کچھ تو نہین لوگ یوسفکو
یہی عالم رہا گر تیرے حسن نو افزونکا

شہر ہی ہو کر ہوا دیکھا نگاہ ناز سے جسکو
اثر رکھتی ہین تیری سب بھری انکھین افسونکا

صوسے پیر ہی تیونکی کاوش مژگان نہین جاتی
خیال آیا جہان گر رگ سے فوارہ اڑا خونکا

بڑے زوروں پہ ہے وحشت جنون فصل بہار ہی مین
خدا حافظ ہے اپنی وحشیوں دامان ہامونکا

کبھی دام رکے سامنے آئے پھول نرگس کے
ہوا منظور جسدن باندہنا انکھونکے مضمونکا

سر پر سلطنت سی کم نہین ہے بوریا اپنا
کلاہ فقر سر پر تاج ہی گویا فریدونکا

خرابات جہان مین اشک کسکی عیش سے گذری
قیامت سے نہین کم دور اس مینائے گردونکا

درد فرقت سے تڑپتا ہوں میں بسمل کیطرح
حیف خنجر بکف اسوقت وہ قاتل نہوا

سختیاں عشق بتانکی ہی اوٹھا لیتا میں
اب یہی غم ہی کہ پتہر کا مرا دل نہوا

کم نہوتا کبھی کعبے سے شرف اوس گھر کا
حیف ہی جلوہ گہ ناز بتان دل نہوا

سیرے وادی بلاخیز سے سب ڈرتے ہین
اپنی سرحد مین ہی مجنون کبھی داخل نہوا

عشق مین سبزہ خط کے ہوے لاکھون بیجان
اک مجہی کو اثر زہر ہلاہل نہوا

جن چڑہا سر پہ مرے جب مجھے غصہ آیا
غیر کیا دیو بھی آ مجھسے تو مقابل نہوا

ہوگیا گھر مرا دوزخ کی برابر مجھکو
کبھی پہلو مین جو وہ حور شمایل نہوا

مجرم عشق ہین زہرہ و شوخونکی مین چلا
غیر کوئی بھی اسیر چہ بابل نہوا

ان بتونکے ستم و جور اوٹھاتا کب تک
کوئی پتہر ہوا کیا آدمی کا دل نہوا

مرگیا خون نہین کسی غیر کو جو ذبح کیا
یہان میلا ابھی کبھی دامن قاتل نہوا

ولیکن حسرت بس مرون لیئے جاونگا
ہاتہ میرا ترے گردن مین حمایل نہوا

کتنے ہی زلف چلیپا نے کیئے سودائی
اشک ابتک کوئی اس نقش کا عامل نہوا

نہ پوچھ فصل گلمین حال مجھ رند شرابی کا
گمان ہوتا ہی ایک ایک غنچہ گل پر گلابی کا

برا بول ان حسینونکے کسیدن پیش آئیگا
رہینگے پچہ آنچل بھرتے ہین دم عصمت مآبی کا

پھرا کرتے ہین دن بھر دونون ہاتہون سے جگر پکڑے
نہ پوچھو حال فرقت مین ہماری اضطرابی کا

اگر اسوجگہہ مکتوب اپنا دست قاصد سے
کبھی جو لکھا احوال انکا اضطرابی کا

کوچۂ دلدار مین جا کر جو مین لاغر پڑا
لوگ کہتے ہین یہہ خالی کسکا ہی بستر پڑا

جان دیکر کنج مرقد مین چھپا پائین ہاتھین
مین یہہ سمجہا کوڑیونکے مول مجکو گہر پڑا

دل ہوا ٹکڑے جگر پہلو مین چہید کر گیا
ابرو و مژگان ہلی برچھی چلی خنجر پڑا

بوسہ لینے مین کہلی شیشے حسن صبح
لب تمہارا یار سچ مچ دودہ مین شکر پڑا

اپنے دل کی ہی مجھے یاد آ گئی افتادگی
راہ مین دیکھا جہان ٹوٹا کوئی ساغر پڑا

شان دولہا کی بنا دی کچہ عرس مرگ نے
کیا بھلا لگتا ہی مدفن پہولونکی چادر پڑا

یار کے مژگان کے سودے نے ہماری جان لی
فصد جب لینے لگے شریان نشتر پڑا

یار اپنے بیقرارون کی نہین لیتا خبر
کوچۂ گیسو مین ہی صد پا دل مضطر پڑا

رات دن برپا ہین دود آہ سے کالے علم
ہی فضا ہی دلمین اپنے غم کا اک لشکر پڑا

بوسۂ دندان ملے کیا مفت دیکر نقد دل
ایک کوڑی سے ہی کم قیمت مین گوہر پڑا

دلمین خوش ہو کر کہا واعظ کا یہہ تابوت ہے
دیکہا اوجالا سا جو اک کپڑا سر منبر پڑا

آئی ہستی مین عدم سے چل بیچے بعد مرگ
دو قدم کی راہ مین اللہ یہہ چکر پڑا

اونکے ہونٹھون پر دل ناکام تصدق کیجیے
سب کہین شیشہ کہیکا ہی لب کوثر پڑا

ایک عالم شیفتہ ہے اوس پری رخسار کا
وادئ وحشت مین دیوانونکا ہی لشکر پڑا

انکہ اوٹہا کر بھی مسیحا نے نہ دیکھا اشک اودھر
سڑ گیا آخر مرا مردہ قریب در پڑا

آتش فرقت سے دل سینے کے اندر جلگیا   ایک تماشا ہو گیا اونکو مرا گہر جلگیا

صورت منصور لبپہ انا الحق دم بدم
کھل گیا مستی مین پردہ اوس بیہوش کا

کان ہین مشتاق صدا آنکھونکو حسرت دید کی
آج کل ہے نہ پوچھو حال چشم و گوش کا

پاؤن پھیلا کر اکیلے گھر مین سو رہتے ہین ہم
کنج عزلت ہے نمونہ قبر کے آغوش کا

شب کو مردہ سا پڑا رہتا ہی پہلو مین مرے
دید کے قابل ہے عالم اس دل بیہوش کا

میکشی کی لت نہین جاتی خرابی ہو یا بہا
رہتا ہی بارہ مہینی شغل نا و نوش کا

اشک ہی شادی و غم مین شریک دوستان
ذائقہ کچھ تو ملے دنیا کے نیش و نوش کا

گیا پسینے مین سرخی زر گلابی ہو گیا
لو تمھارے کان کا جھومر گلابی ہو گیا

غازہ ملنے سے رخ دلبر گلابی ہو گیا
گیا شفق پھولی سہ انور گلابی ہو گیا

حسن سے منبر عارض دلبر گلابی ہو گیا
غنچہ گل جب بڑا کھل کر گلابی ہو گیا

بہر گلگشت چمن آیا جو مین وہ مست ناز
غنچہ گل شاخ پر بڑھ کر گلابی ہو گیا

وصد سو دین نہ لو مجھ ناتوان زار کی
مری جاونگا اگر نشتر گلابی ہو گیا

رنگ کتنا ہے پسینے سے یہ نازک ہے وہ گل
دو گھڑی لیٹا جہان بستر گلابی ہو گیا

عارض گلرنگ کی چار و طرف پڑتی ہی چھوٹ
آئی وہ جسپر وزسار اگھر گلابی ہو گیا

رنگ لائیگا حشر کے دن بیگناہو کا لہو
ہاتھ مین خود دکھا غذ خنجر گلابی ہو گیا

فصل گل آنکی مسجد مین جو باتی ہوتین
اسقدر چلے منبدی منبر گلابی ہو گیا

ایسا آغشتہ بخون ہی ہم شہید انکا غبار
چھو گیا جب دامن دلبر گلابی ہو گیا

خود آفتاب تھا وہ ترک آفتاب پرست — قمر تھا زیر قدم حلقۂ رکاب نہ تھا
جو محتسب کبھی ان زاہدوں میں جا نکلا — کسیکا ظرف وضو خالی از شراب نہ تھا
ہمیں بھی دیکھکے موسیٰ کی طرح غش آتا — بھلا ہوا رخ پر نور بے حجاب نہ تھا

جو لفش گور میں نہ ملتی جگہ لپٹ مردن
تو کہتے اشکؔ غلام ابو تراب نہ تھا

ہاتھ آئی جسے دولت وہی مغرور بنا — گھر تو کیا قبر بھی اپنوں سے ذرا دور بنا
مرتے دم حسن پرستی تباں کام آئی — ملک الموت بھی خاطر سے مرے حور بنا
خرمن دل پہ گری برق کف رنگین سے — دست جلاد بھی شاخ شجر طور بنا
حسن چہرے کی صفائی نے بڑہا یا کیا کیا — عکس پتلی کا مرے خال رخ حور بنا
بیسکہ شک بھی تھوڑا سا ملا یا ہمنے — زخم دل کے لئے جب مرہم کافور بنا
دیکھیے درد و غم ہجر سے کیونکر ہو نجات — دل کا پھوڑا مرا پھوٹا بھی تو ناسور بنا
خاک ہونے پہ بھی تقدیر کا جلنا نہ گیا — صرف گلخن ہوئی مٹی کبھی تنور بنا
فاتحہ کو بھی پس از مرگ نہ آئیگا وہ شوخ — کوئے جانان سے مزار اپنا بہت دور بنا
جی نہ ہارا کبھی اس بار کہ عالم میں — بار غم سر پہ لیا عشق کا مزدور بنا
مرشے او سپہ بھی طینت کی صفائی نکلی — مدتوں خاک سے عشاق کے بلور بنا
جلوۂ حسن سے مانی کو لگے غش آنے — ابھی پورا بھی نہ تھا چہرۂ پر نور بنا
دل بھی ہی یار کے دزدیدہ نگہ کا گھایل — چور زخموں میں جہاں رہ گیا ناسور بنا

کم سخن یار سے صحبت نہ رہی کچھ روز ون
ہین وہ آفت تہا کہ گونگے کو بھی گویا کرتا

غم زدہ ہون کہین ملتا جو لحد کا کونا
منہ لپیٹے ہوئے دن رات ہین رویا کرتا

مجکو ایجان چھپرکھٹ کا مزا مل جاتا
بے تکلف تری چوکھٹ پہ جو سویا کرتا

چین دم بھر نہ دیا کاوش مژگان نے تری
مین وہ پتھر تہا کہ سولی پہ بھی سویا کرتا

اشک غربت مین جو مرتا کبھی دیوانۂ عشق
غول راتون کو مری قبر پہ رویا کرتا

پھر جائے ہوا دور چلے ساغر مے کا
اوکھڑے چمنستان سے قدم بہمن و دے کا

اللہ سوال اپنا کبھی رد نہین کرتا
منعم سے طلبگار ہون مین کیا کسی شے کا

ہی آج جہان مین کوئی مجھسا بھی شرابی
مرجاؤن تو ساغر نہ چھٹے ہاتھ سے مے کا

دن رات ہی آنکھون سے رواں اشک کا دریا
صحرائے جنون خیز مرا ملک ہی رے کا

شاہی کے برابر ہی ترے در کی فقیری
مین بوریے کو جانتا ہون تخت ہی کے کا

مرنے کی ہی شادی مجھے احباب کو غم ہی
شیون کی صدا مین نہین غل ہی دف و نے کا

پھرتی ہی اجل سامنے آنکھون کے شب ہجر
دم کھینچ رہا ہی کوئی میرے رگ و پے کا

ہمسا بھی نہوگا کوئی دنیا مین تہیدست
محشر مین بھی لنگر نہوا کشتئ مے کا

نقد دل و جان دے کے خریدین گے یہ پیکش
کچھ غم نہین بازار مین توڑا ہی جو مے کا

دو ہاتھ مین شیشے لیئے آتا ہی وہ اے اشک
ساقی سے خریدین گے یہ جوڑا بطِ مے کا

۳۳

دل بجھ گیا شباب کا موسم نکل گیا
اب بھی حسین جو دیکھلیا دم نکلگیا

اتنا کوئی نہین جو عدم تک نباہ لے
ہم پا شکستہ رہ گئے عالم نکلگیا

اتنی ہی دل کو تاب جدائی نہ ہو سکی
پہیرا مری طرف سے جو منہ دم نکلگیا

دشمن کو بھی خدا نہ دکھائے زوال حسن
وہ دن ہین ابروؤن کا تیرے خم نکلگیا

انکھین بھر آئین غم سے تو ہم ضبط کر گئے
گھر گھر کے ابر دیدۂ پرنم نکلگیا

اوس حور وش نے گھر مین رہنے دیا مجھے
فردوس سے ہین صورت آدم نکلگیا

تھا عاشق مژہ دل نالان نہ تھم سکا
پہلو سے گونجتا ہوا ضیغم نکلگیا

ایسا جلایا آتش فرقت نے یار کی
دلسے ہمارے خوف جہنم نکلگیا

پہیلے جو بوے گیسوے عنبر شمیم یار
دیوانہ ہو کے شہر سے عالم نکلگیا

تاب ہوا جو غنچۂ گل کی گرہ کھلی
مٹھی مین آکے گوہر شبنم نکلگیا

محشر کے روز رحمت حق سد رہ ہوئی
گھبرا کے مین جو سوے جہنم نکلگیا

پہلو مین سو رہا تھا جو اک رشک آفتاب
کترا کے صاف نیر اعظم نکلگیا

اچھی شب وصال نکالی یہ دل لگی
تیوری چڑہائی تمنے مرا دم نکلگیا

سمجھا ہین دیکھکر مسی مالیدہ لب
انگشتری سے ٹوٹکے نیلم نکلگیا

روتے ہین حال زار پر اپنے جو رشک ہم
کہتا ہے اتنو ماہ محرم نکلگیا

گلون پر پہیر کر خنجر جو وہ قاتل نہ ٹھہریگا
کہے رکھتے ہین مقتل مین کوئی بسمل نہ ٹھہریگا

وصل کی شب تم جو پہلو سے سرک جاتے ذرا
دیکھتے اپنا سر بستر تڑپنا لوٹنا

دل لگانیکا حسینوں سے نتیجہ ہی یہ ہے
تیر غم کھا کر کلیجے پر تڑپنا لوٹنا

بیقراری سے کہا مرنے پر اتنا ہمکو شک
اب نجائیگا یہہ تا محشر تڑپنا لوٹنا

دکھایا ذروں نے عالم ہمیں ستاروں کا
پڑا زمین پہ جو پرتو ترے عذاروں کا

خرام ناز سے فتنے بپا نکر او طفل
ابہی سے خون نہ گردن پہ لے ہزاروں کا

ترے فراق نے انسونکو یار مارا ہے
کوئی شمار تو کرلے بہلا ہزاروں کا

کہاں گئے وہ جو نام آوری پہ مرتے تہے
کہیں نشان بہی نہیں اونکے اب مزاروں کا

کبہی فلک کو بہی ہم دہیان میں نہیں لاتے
دماغ عرش پہ ہے تیرے خاکساروں کا

ہوا ہی لوٹ یہہ دل بہولی بہولی باتوں پہ
بہت لٹن سے ہوں پامال سواروں کا

غم جدائی سے تڑپا کروں گا غربت میں
جو یاد آئیگا رونا لپٹ کے یاروں کا

مٹایا رحمت حق نے کلنک کا ٹیکا
سفید ہوگیا نامہ سیاہ کاروں کا

مثال کیا کوئی دے انکو عقد پرویں سے
جواب ہے نہیں کانوں کے گوشواروں کا

فراق یار میں خانہ بدوش رہتے ہیں
بہلا مکان کہاں ایسے بیقراروں کا

نہ ہونگی طی وہ پر آشوب کوچہ گیسو
یہہ کام اے دل غافل ہے ہوشیاروں کا

رہینگے داغ محبت کے دل سے بعد فنا
رہیگا شوق بہی شک ماہ پاروں کا

وہان قیب نے بالوٹین اونکے کشتگی کی
لحد پہ بعد فنا دو دآہ چہایا ہے
شب وصال بھی کچھ اضطراب کم نہوا

یہان شروع ہوا ہمکو درد شانے کا
جواب ہے نہین انچہ نے شامیانیکا
وہی ہے رنگ مرے دل کے تلملانیکا

جو میر ذکر سنا اشک اونسنیکے کہا
کہ وہ بھی ایک ہی ہے فیلسیا زمانیکا

یہی عالم رہا تجھسے اگر دلکی محبت کا
ہوا آخر تو وارفتہ بتونکی حسن صورت کا
کرون کیونکر نہ یکتائی کا دعوی باغ عالم مین
ثنا ہے یار مین کیا کیا دمضمون نکلتے ہین
جو چلنا ہے قیامت مین چلو جلدی گنہگارو
عجب کیا جو ملجاے بہت سمین بدن مجکو
محبت ہے کسی آئینہ رو کے ساتہہ در پردہ
قدم کیونکر ٹھہرتا سعر کے مین حشر کے اپنا
خدا کے سامنے حل ہونگے اپ عقدہ دل
سوال وصل کرتا ہون تو منہ کو پہیر لیتا ہے
بنالے عاقبت کے کام جو کچھ ہو سکین غافل
شہید ناز مین اک خط طلعت کا ہوا جب سے

بنالیجے کوئی تیتہر کا بت ہم تیری صورتکا
تماشا دیکھلے دو چار دن دسکی قدرتکا
مین ہون اک بلبل شیرین بیان گلزار و حدتکا
جو سچ پوچہو تو مین غواص ہون دریا مدحتکا
سنا ہے آج دریا جوش مین ہے اوسکی رحمتکا
خدا سامان کردے نے سر سامانی راحتکا
سبب کہلجائیگا اک دن اپنے دلکی حیرتکا
نہوتا آسرا ہمکو اگر تیری حمایت کا
رہیگا حشر تک ہمکو تیرے رشتہ محبت کا
کوئی یہہ بھی طریقا ہی پری سے آدمیتکا
بہت پچہتائیگا جاتا رہا گر وقت فرصتکا
دہان زخم کہتا ہے مین دروازہ ہون جنتکا

بعد مردن شکل گرد آلود اپنی دیکھتا	قبر میں آئینہ بھی لیکر جو اسکندر گیا

آرزو ہی شان کی پوچھے کوئی تو سب کہیں
ہند سے سوئے مزار سبط پیغمبر گیا

قسمت نے جام زہر محبت پلا دیا	اس موت نے بھی زیست کا ہمکو مزا دیا
سوز دروں کا حال نہ کچھ مجھسے پوچھیے	اس آگ نے تمام مرا گھر جلا دیا
چاہت نہ آئی راس مجھے کوہکن کیطرح	شیرین وشونکے عشق نے آخر مٹا دیا
کیا ہا نے کہا نکی عداوت تھی چرخ کو	بیٹھے بٹھائے کوے صنم سے اوٹھا دیا
اتنے دنوں بسر ہوئی غفلت میں زندگی	ہوشیار جب ہوئے تو لحد میں سلا دیا
برباد کر غبار بھی ای چرخ بعد مرگ	آخر تو خاک میں ہمیں تو نے ملا دیا
ڈرتے بھی ہیں بھلا کہیں مرنے سے جان نثار	ڈوڑی وہ تیغ کھینچ کی یہان سر جھکا دیا
انکار وصل سنکے مرا دم نکلگیا	جلتا ہوا چراغ کسی نے بجھا دیا
مد نظر تھا دل کا جلانا بہت اونہیں	اس گھر کو ہمنے آپ ہی لوکا لگا دیا
صیاد نے فریب دیا عندلیب کو	گل دام لیکے سارے چمن میں بچھا دیا
رویا کبھی جو میں دُر دندانکی یاد میں	اک موتیوں کا فرش زمیں پر بچھا دیا
اللہ رے جو یاد میں گیسو کے شب کٹے	قصہ تو مختصر تھا مگر اب بڑھا دیا
گیسو کی بو سونگھا کے جو بیچین دل کیا	سوتا ہوا یہ آپنے فتنہ جگا دیا
کیا ایڑیاں رگڑ کے نکلتی یہہ جان زار	اچھا کیا گلے پہ جو خنجر پھرا دیا

یہ ضعف ہے کہ اُٹھ نہیں سکتا میں کوے اشک
گھل گھل کے جسم نقش کف پا سا ہو گیا

دل ڈوب سا ہے کوئی بیڑا نہ سمجھنا
طوفان مری اشکوں کا ہی دریا نہ سمجھنا

دشمن جو ہوا اپنا اوسے اپنا نہ سمجھنا
دم باز ہے وہ اوسکو مسیحا نہ سمجھنا

معلوم ہوں جسمیں ہزار دن یہ وہ گھر ہے
وسعت ہی بڑی قبر میں کوتا نہ سمجھنا

ای بت نہ کبھی تیرے مٹانے سے مٹیگا
کعبہ ہے یہ دل اسکو کلیسا نہ سمجھنا

مرنے پہ تو او ترک فلک چین دے مجھکو
یہ ڈھیر مری خاک کا تودا نہ سمجھنا

کیا رسم زمانہ ہے کہ دشمن سے محبت
جو دوست ہوا اپنا اوسے اپنا نہ سمجھنا

ہل جائینگے بت سنکے مکبّر کی صدائین
یہ نالۂ ناقوس کلیسا نہ سمجھنا

شادی کوئی دنیا میں نہیں جز غم و آفت
ہے دام بلا سر پہ یہ سہرا نہ سمجھنا

تم گھر سے سدھارے کہ ہوئے آپ سے باہر
ایجان نہیں ہوش میں آیا نہ سمجھنا

آنے میں جھجکتے ہو مرے پاس جو ای گل
بستر پہ تن زار ہی کانٹا نہ سمجھنا

گل کوئی کہلا چاہتا ہے آج ہی گل میں
مجذوب کے سر ہے کہیں سودا نہ سمجھنا

دل چاہ زنخدان کی کیطرف کھینچکے لایا
مجبور ہوں صاحب مجھے اندھا نہ سمجھنا

پھکا لگینگے دس بیس کے گھر ساتھ ہمارے
اس سرو چراغان کو تماشا نہ سمجھنا

دیوانہ کیا ہے مجھے اک شکل پری نے
جن کا مرے سر پہ کہیں سایہ نہ سمجھنا

جل جائین فلک شعلے سے اہو اُف جو کریں ہم
آہ شررافشان کو تماشا نہ سمجھنا

پہنچے ہو سے دیکھا نہیں بیمار غم ہجر
مرجاؤ ... اچھا نہ سمجھنا

مجنون سے نہ ... ہوگا مرا اوسا وحشت
گھبرا کے اسے نجد کا صحرا نہ سمجھنا

طوفان مری اشکوں کا پہنچا ہے فلک تک
ہو جائے حباب اوسے دریا نہ سمجھنا

کسدن تری رفتار سے آفت نہیں آتی — کس روز زمانہ تہ و بالا نہیں ہوتا

کس دھوم سے مجھ کشتۂ مژگان کا ہو عرس — ایسا کبھی چہلمونکا بھی میلا نہیں ہوتا

سب کہتے ہین اوس بت کو مہ چہرہ ہی ہے — سیندور کا ماتھے پہ جو ٹیکا نہیں ہوتا

لپٹے ہے طالع ہے غبار اپنا پس از مرگ — دو ہاتھ زمین سے کبھی اونچا نہیں ہوتا

عریان بدنی ہمکو پسند آئی نہ کیونکر — برسون ہی جامہ ہے جو میلا نہیں ہوتا

ہین متفق اللفظ یہی سارے اطبا — بیمار اون آنکھونکا بھی اچھا نہیں ہوتا

ساقی کی جدائی کا ہے صدمہ مرے دلکو — یہ درد فلاطون سے بھی اچھا نہیں ہوتا

بدنام زمانے مین کیا عشق نے تیرے — کسجا مری رسوائی کا چرچا نہیں ہوتا

کہتا ہے مجھے دیکھکے حیرت سے وہ گلرو — ایسا بھی کوئی سوکھ کے کانٹا نہیں ہوتا

شعلے مین سراپا تپش غم سے ہوا ہون — اب خاک مین گر جاؤن تو ٹھنڈا نہیں ہوتا

کٹوائین گلا غیر ذرا ہم بھی تو دیکھین — مرجانا کوئی منہ کا نوالا نہیں ہوتا

کیا ہوگئی او ترک تیری تیغ جہازی — مدت سے روان خونکا دریا نہیں ہوتا

درد و غم دوری سے نہ کسطرح مین بولون — پھر کوئی انسان کا بچا نہیں ہوتا

عاشق کے لئے شرم و حیا کا ہے بہانہ — آجائے کوئی غیر تو پردا نہیں ہوتا

کچھ بھول بھلیان نہیں ایدل رہ فانی — اس راہ مین اندھے کو بھی دھوکا نہیں ہوتا

خالی نہیں دل اپنا تصور سے بتونکے — کعبہ مرا کیونکر کلیسا نہیں ہوتا

کافر ہوئے ہم حسن پرستی کی بدولت — کسدن تیری تصویر کا پوجا نہیں ہوتا

[illegible]

غم ہے ہجر یار کا
دل کو سودا ہوگیا
ہجر مین اوس گل کی ہے
سر ہے مجھے بال ہما
مرتے ہین حسرت مین ہم
موسم گل مین دلا

اللہ رے بیمار کا
اوس گیسوِ خمدار کا
پہولون مین عالم خار کا
سایہ تیرے دیوار کا
بوسہ تو دو رخسار کا
چہوٹے نہ در خمار کا

خاک ہو جا اشک پہ
احسان نلے زردار کا

پوشیدہ دل مین عشق ہی اک آفتاب کا
ہمنے کیا ہے ترک جو پینا شراب کا
گلشن مین سند یار نے کہولا نقاب کا
پیرہن عشق سے ہوئی دلکو شگفتگی
آنکہون سے اونکے اشک ٹپکتے ہین قہر پر
ہر صبح جلوہ گر ہو نہ کیونکر وہ بام پر
رونق ہے خشک تر مین تیرے دم قدم سے آج
کوچہ تمہارا وادی ایمن سے کم نہین
بیہوش ہوگیا ہون جو اوس گل کو دیکہکر

شیشہ دبا ہوا ہے بغلمین شراب کا
اولٹا ہوا پڑا ہے قدح آفتاب کا
ہر گل ہی شبنمین پہینکے شیشہ گلاب کا
فصل خزان مین پہول کہلا ہے گلاب کا
شیشہ شیشہ ٹوٹ رہا ہی گلاب کا
چوتہا فلک یہی ہی مرے آفتاب کا
دریا مین بہ رہا ہے کٹورا حباب کا
ذرے دکہا رہی ہین فروغ آفتاب کا
دیتی ہی چشم تر مری چہینٹا گلاب کا

[illegible]

ہزار وحشی او جہل پڑتے ہین مرے کیا نیت ہے
صدائے صور کا دیتا ہے دہوکا شور جہا گل کا

نہ دیوانون کو زندان سے مقدر نے رہائی دی
ہمیشہ خواب ہے دیکہا کئے راتونکو جنگل کا

نزاکت سے کمر چلنے مین سو سو جا لچکتی ہے
بہلا او نازنین اوٹہیگا تجہسے بوجہہ ہیکل کا

کبہی قید تعلق سے اولجہتا ہے جو دم اپنا
لگا کر آگ گہر کو راستہ لیتا ہون جنگل کا

در دندان و لعل لب کا جسدم عکس پڑتا ہے
گمان ہوتا ہے لوگونکو مرصع کار ہیکل کا

ہوئی بیکار اعضا جب عناصر مین فساد آیا
خدا نے آدمی بہی کیا بنایا ہے کسی کل کا

شبہہ دیتی تہی میری گران باری مجہے قاتل
جب اوسکے سر سے اترا بوجہہ شانونکا ہوا ہلکا

یقین ہوتا ہی سب کو شمع ہی فانوس مین روشن
پہنستا ہی کبہی وہ مہوش کرتا جو ململ کا

مسیحا کی فرشتونے زا اپنا ورد سر جاتا
اثر خاک در جانان مین گر ہوتا نہ صندل کا

بڑہا حسن اور اوس نگین ادا کا خط نکلنے سے
دکہایا سبزۂ عارض نے عالم خواب مخمل کا

اندہیری رات مین دیکہے کوئی وہ چہرہ روشن
گمان ہوتا ہی گیسوئے سیہ پردہ ہو مشعل کا

اثر ہے آمد فصل بہاری کا گلستان مین
جنون خالی نہین ہے پہوٹنا شاخ نسی کو ہل کا

مجہے ہر ایک عالم رشک اوسکا قتل کرتا ہی
کبہی انداز کا کشتہ کبہی بسمل ہون چہلبل کا

غم فراق سے یہ کہل کے جسم زار ہوا
گلے کسی نے لگایا مجہے فشار ہوا

دل ان گلون سے لگا کر گنہگار ہوا
غم فراق تو اچہا گلے کا ہار ہوا

برس پڑے وہ ادہر چہیڑ کے رقیبون نے
کسیکا کچہہ نہ گیا مفت مین شکار ہوا

۱۴۱

حور و نکی ناز خلد مین اوٹھتے نہ تھے مگر
اچھا ہوا جو کوچہ جانان مین رہگیا

افتادہ اک مجھہ ہی پہ نہین عشق مین ٹھی
صدہا دل اونکی چاہ زنخدان مین رہگیا

برسون ریاض خلد مین اوسکا نہ جی لگا
دو چار دن جو کوچہ جانان مین رہگیا

اولجھا کیا ہون وحشت دل سے مین جنون
باقی جو کوئی تار گریبان مین رہگیا

گل ہی رہی چمن مین نہ صیاد و باغبان
بلبل کا ذکر خیر گلستان مین رہگیا

عالم تھا شب کو تیرے شہیدونکی قبر پر
صدہا حسین شوق چراغان مین رہگیا

کاٹی گئین نہ موسم گل مین جو بیڑیان
سُن لیجیے کام کے مین زندان مین رہگیا

طاقت جواب دیگئی فصل بہار مین
دست جنون اولجھکے گریبان مین رہگیا

پس پس گئے ہین گل رخ رنگین یار پر
بلبل پھڑک پھڑک کے گلستان مین رہگیا

چاہا تھا یار کے قد موزون نے بن نہال
ہو وا اک ہو کے سرو گلستان مین رہگیا

جس روز آگیا سوئے مقتل وہ ترک ناز
خون جوش کہا کے جسم شہیدان مین رہگیا

سنتے ہین اونکی جوش پہ ہے موسم بہار
دیوانہ جو گیا وہ گلستان مین رہگیا

کعبے کا اشتیاق جو دل کو سوا ہوا
دو ایکدن کلال کی دوکان مین رہگیا

سمجھا تھا مین کہ آتا ہے محمل نشین مرا
گرد و غبار اونکے بیابان مین رہگیا

الفت کا ان بتون کے نتیجہ ملا یہہ اشک
بستر پہ مرکے مین شب ہجران مین رہگیا

ساتھ ساتھ اپنے بہار و ستان لیگیا
جس گلستان سے اوٹھا کر آشیانہ لیگیا

۳۳

زمین نے آسیا بنکر مجھے پیسا پس از مردن
شکنجے میں رہا جب تک کہ زیر آسمان میں تھا

نکالا کوچہ جانان سے مجکو صورت آدم
کدھر پھینکا مقدر نے مجھے لا کر کہاں میں تھا

جوانی کی حلاوت اب کہان پھر کی باتون مین
پھڑک جاتے تھے سنکر لوگ وہ شیرین بیان میں تھا

کسینے بھی نجانا کب ہوا پیدا ہوا کس دن
کوئی دنیا میں ہے جیسا کہ بے نام و نشان میں تھا

کیا چورنگ مجکو ترک نے کہہ تیر برسا کے
مری لوٹی رقیبوں نے برای امتحان میں تھا

حقیقت پوچھتا ہی کیا گرفتار مصیبت کی
بہار آئی ہی جب وہ روز قفس میں باغبان تھا

کھٹکتا ہون بنگ خار اب گلچین کی نظرون مین
کبھی تاج سر گلہائے نخل بوستان میں تھا

کہان سے کھینچکر لایا مقدر اس خرابی مین
فرشتونکے بھی پر جلتے تھی وہ جا پر جہان میں تھا

خدا سایہ سے کرتا کیون نہ ہر اک مجھ جلے تن کی
تپ غم سے برنگ شعلۂ آتش فشان میں تھا

خدا جانے لیا کسنے سر زاہد سے عمامہ
قسم تو دخت رز کی کہا تو او پیر مغان میں تھا

بہت اچھا ہوا جو اٹھ گیا اس دار فانی سے
گران روز روشن تھا بار طبع دوستان میں تھا

کسینے گر نہ پوچھا شک کیا نقصان ہوا امیر
طبیعت تھی سخن کی آپ اپنا قدردان میں تھا

عشق سے پیچیدہ بالون کا
دل مین گھر ہو گیا ہے کالونکا

دیکھ حال اپنے پایالونکا
قافلہ ہے شکستہ حالونکا

غم سے جاری ہین متصل آنسو
لطف ہے موتیونکے مالونکا

کالی کالی وہ آنکھین یاد آئین
غول دیکھا جہان غزالونکا

۴۳

قد موزون جو اوس رشک چمن کا دیکھا
ہوئی معدوم الیسے فرقت جاناں ہیں پتلا

نہیں اتری ہے کمر تیغ دم بہر نا صنوبر کا
پتا ملتا نہیں مرنے پر اپنے جسم لاغر کا

عجب نازو ادا سے شوخ مردے جلاتے ہیں
ٹھہر جائیں مسیحا دیکھ کر انداز ٹھوکر کا

برق چمکی کوئی یا حسن کا جلوہ دیکھا
خشک تر وحشت دل نے جو دیکھا یا دیکھا
روئے میں کاوش مژگان صنم یاد آئی
کسکو ملتا ہے پتا اوس بت ہرجائی کا
حال کھل جائیگا عاشق کی پرارمانی کا
کیا ہی طے راہ عدم ہوتی ہے آسانی سے
یار سے خلوت جلوت میں ملاقات ہے
کونسی شے کو ہی اس عالم فانی میں ثبات
رنج غربت کہ ہم آوارہ وطن کیا جانیں
چاک رہتا ہی گریبان قبا دامن تک
راتدن طالب دیدار کھڑی رہتے ہیں
پوچھنا کون ہی غربت زدگان کو پس مرگ
مرقد حضرت یوسف کی زیارت ہوگی

کہیے تو طور پہ کیا حضرت موسیٰ دیکھا
کہیں صحرا نظر آیا کہیں دریا دیکھا
چرخ پوچھے کا تماشا لب دریا دیکھا
کعبہ سو مرتبہ سو بار کلیسا دیکھا
خوب رہینگے جو تابوت پہ سہرا دیکھا
یون چلے جاتے ہیں گویا کہیں رستہ دیکھا
خوب ہی وحدت کثرت کا تماشا دیکھا
قصر شاہانہ تو ہستی کا گھروندا دیکھا
دل کو سودا ہوا گیسو کا تو صحرا دیکھا
فصل گل میں مرا آپنے سودا دیکھا
جب گئے کوچہ دلدار میں میلا دیکھا
عرس دیکھا کبھی مرقد پہ میلا دیکھا
خواب میں چاند سا چہرہ ہی تمہارا دیکھا

45

ہجر میں ہوتا ہے ہر پھول پہ شعلہ کا گمان
زر گل دیتا ہے دہوکا مجھے چنگاری کا

الجہون آپسے باہر سمجھے ہو جانے دی
فصل گل آئے ہے موقع نہیں جھگڑے کا

وحشت دل سے مین جا جا کے جو سر ٹکرایا
در تو پیدا ہوا اس گنبد زنگاری کا

فرقت یار مین رونیکے سوا کام نہین
مشغلہ ہوگیا اپنے لئے بیکاری کا

بیٹھی جاتی ہے زمین پانون جہان رکھتا ہون
حال پہنچا یہ گنا ہونکی گرانباری کا

جسد و روح کا خلطہ ہوا ہی موقوف
ساتھ اک بوجہ لئے پھرتے ہین بیگاری کا

سینہ جل جل کے ہوا ہے مہ کامل کا سیاہ
رشک ہی پایہ ہے رشید بیکی اندہیاری کا

دل مجروح کو ایذا مین ہے راحت اے رشک
پہایا ہر زخم پہ ہی مرہم زنگاری کا

دو گھڑی کے لئے رونیکو جہان بیٹھ گیا
اوٹھتے اوٹھتے مری سار او ہکان بیٹھ گیا

آدمی کیا کسی طائر کو نہ زندہ چھوڑا
لیکے وہ ترک جہان تیر و کمان بیٹھ گیا

پائی خالی جو کبھی پہلوے ساقی مین جگہہ
چوم کر مین قدم پیر مغان بیٹھ گیا

جان پر کھیل گیا جسنے دیا دل تجکو
مرکے اوٹھا وہ تیرے در پہ جہان بیٹھ گیا

خط نکلتے ہی ذقن یار کا بے روپ ہوا
چاہ مین غرق تھے جسکے وہ کنوان بیٹھ گیا

ڈر یہہ ہی غیر پکڑ لے نہ کبوتر میرا
جا نور ہے نہیں معلوم کہان بیٹھ گیا

خاک پیری مین کرون وحشت نوردی کی ہوس
دست و پا مین نہی تاب و توان بیٹھ گیا

دیکھکر کہتے ہین وہ میرے سیہ خانے کو
در و دیوار مین آہون کا دہوان بیٹھ گیا

نیش کی مانند فرقت مین کلیجے کو لگی
نکلی ای شنک میری جانکو بچھو ہو کے لپٹ

قید ہستی سے کہین ہو جو مفر کیصورت	پھر تو بہولے سے بھی جانکو لگا نہ گہر کیصورت
شام صلت ہی مین بچہ تھی نہ سحر کیصورت	کان بجتے تھے یہہ کم بخت گجر کیصورت
بعد مردن کوئی دیکھے تو بشر کیصورت	بے نمکین سچ ہے بگڑ جاتی ہے گہر کیصورت
نیل پانی کی کنول جیسے جلا کرتے ہین	سوز فرقت سے یہہ ہے دیدۂ تر کیصورت
رات بھر فرقت ساقی مین یہہ رویا ہون	ابر برسا نہ مرے دیدۂ تر کیصورت
سو تا آجا کہین دشت نوردی سے جنہین	چین مرقد مین ملیگا ہمین گہر کیصورت
کی بڑی کوہ کنی عشق مین اوس شیرین کے	جب تھی یہہ سیل ہوا شیر و شکر کیصورت
سچ ہے دنیا کی ہوس عقل بھی کھو دیتی ہے	نبار سے خاک سے مٹیا گئے زر کیصورت
ناتوانی سے نہ اوٹھیگا کبھی بار فراق	زار ہین ہم بھی بہت ہوئے کمر کیصورت
چین دشمن نہ بغل کا مجھے دیگا شب وصل	نعرہ زن دل ہے مرا مرغ سحر کیصورت
بادشہ تو بھی ہے پریونکا سلیمان کی طرح	گیسو اوڑتے ہین جو ملتے ہین جنبور کیصورت
ناف اوس بحر لطافت کی جو یاد آتی ہے	رات دن رہتا ہے چکر مین بہنور کیصورت
تم جو آئے ہو تو اسوقت تھمے ہین آنسو	آج بدلی ہی مرے دیدۂ تر کیصورت
ہمسری کیا تیری ابرو سے کریگا مہ نو	تیرے ناخن سے ملیگے نہ قمر کیصورت
کیون نہ اوس پردہ نشین کا ہو مشتاق	سبکی آنکھون مین سمایا ہے نظر کیصورت

خاک دروازے پر اوڑتی ہی وال حسن ہے	رہ گیا ہون مین فقط اک یادگار کوے دوست
ایک ایک ہوذی ہے وہ جسکا کہین منتر نہین	ہین مرے نزدیک سب اغیار یار کوے دوست

گر نہین ممکن درِ دولت سرا پر بود و باش
اشک جا رہئے کہین قرب جوار کوے دوست

رات دن گھیرے ہوے ہین خانۂ خمار مست	اوٹھتے پھرتے ہین ڈاکو کیطرح بازار مست
اک جہان تیری ہی الفت سے ہی ای یار مست	جس گلی کو جھین دیکھو لوٹتے ہین چار مست
معجزہ ہے یا کوئی جادو تری آواز مین	وجد مین انسان ہین سارے در و دیوار مست
دل جلونکو مے کے دینے مین اگر حذر کیا	پھونک دینگے آگ لیکر خانۂ خمار مست
آپ سا باہر نظر آتا ہے اک عالم مجھے	ہین مے الفت سے تیرے کافر و دیندار مست
باغبین ور شراب ناب ہو تو لطف ہے	ابر ہے طاؤس پھرتے ہین در و دیوار مست
چشم میگونکی محبت نے ہمین بیہوش کیا	دو کٹورے وہ نہین ہیہ عاشق تیرے ای یار مست
تیرے شیشہ کی ابجان جان خالی نہین	شش جہت کیسا سا تا ہے تجھے جہان مست
کشتۂ تیغ نگاہ ناز ساقی گر ہوون	آپ ہی اینچے گلے پھیرین تلوار مست
سچ تو یہہ ہے فتنہ پرداز انکو کہتے ہین آپ	جسطرف ساقی نے دیکھا کشمکش و چار مست
چشم و ابرو کا تصور یاس سے ٹلتا نہین	سر پہ وہ موجین کھنچے ہوے تلوار مست
میرے مرنیکا یہہ غم خمخانہ عالم مین ہے	خاک اوڑاتے ہین کوچہ و بازار مست
فرقت ساقی مین زہر آلودہ پیتے ہین شراب	زندگانی سے ہین اپنے سقدر بیزار مست

کیا کرین آکے یہان آپ ہین وہ صحبت غیر — ہمسے دیکہا نہین جاتا ہے یہہ ارا باعث
غیر کیا کہتے وہ خود قتل پر آمادہ تہے — کہین موت آنے مین ہوتا ہی کسیکا باعث
یون تو ہر فصل مین ہمکو خفقان رہتا تہا — ہوا سودیکا مگر ہجر تمہارا باعث
دل کے بیتابی سے مجبور چلے آتے ہین — ورنہ کیا کام تہا آنیکا یہان کیا باعث
شوق دیدار ہترہا دیکہ کے اوس ماہ کو اور — اس خرابی کی ہوئے دیدۂ بینا باعث
کوئی عاشق نہ گلا کاٹکے اپنا مرجائے — آپنے خوب ملنے کا نکالا باعث

حال سنکر مرا ہنسکے وہ فرماتے ہین
زہر کیون رشک نے کہایا یہہ ہوا کیا باعث

فصل گل ہی ہی قاضی کو ہے زر نذرانہ آج — جی مین ہی چلکر اجاری لیجئے میخانہ آج
جا بجا ہین کتنا ہی جل جل کے ہر مستانہ آج — جل کے چلنا چور کردے شیشہ و پیمانہ آج
لے نکل زندان سے سوئے دشت آپہنچی بہار — ایجنون تو بہی دکہادے ہمت مردانہ آج
لائے ہین صندوق زندان یا ابہی اوٹہا نیکے لیے — اوپر بردہ گیا شاید ترا دیوانہ آج
قابل عبرت ہے کیکاوس و کیخسرو کا حال — جسجگہ اورنگ شاہی تہا وہی ویرانہ آج
بنیے وہ جانباز یان کین معرکے مین عشق کے — جنگ ستم سے نہین کچہہ کم مرا افسانہ آج
سچ اگر پوچہو مراد دل کہین حاصل نہین — ڈہائی کعبے کو چلکر پہونکیے بت خانہ آج
نکل اوسی یوسف لقا کی ہونگے لاکہون مشتری — نقد دل موجود ہی دو آئے بیعانہ آج
فرط شادی سے وہ لا جامے سے باہر کیون نہ ہو — یار نے بہیجا ہے میرے قتل کا پروانہ آج

[illegible]

ہوں وہ کشتہ کہ موئے پہ بھی مرا پاس کیا
دوش پر اپنے اوٹھاتے ہے جنازہ جراح

عید قرباں سے زیادہ ہے شہادت کی خوشی
خود میں ہنستا تھا کہ ہنستا ہوا آیا جراح

قتل ہونیکی تمنا میں ہوے زخمی [illegible]
سبکو بکنے دو وہ [illegible] کیا رنگ کا جراح

وحشت انکھوں میں نہیں ہے شبہ ہے آہو کیطرح
سر نگہ سے لیتی ہیں اثر کرتی ہی جادو کیطرح

خالی ایذا سے نہیں جنبش مژگانکا خیال
نیش انسا انکو چبھجاتا ہی بچھو کی طرح

آج کسکا چمن دہر میں تجسے نہیں عشق
ہے محبت تری ہر گلمیں نہاں بو کیطرح

پانچے ہاتھ میں لیکر نہ چلو نازک ہو
بل کمر میں کہیں آجائے نہ گیسو کیطرح

کچھ دہن سے بھی سوا شرم و حیا ہے انکو
سمٹے جاتی ہیں وہ چھونے سے لجالو کیطرح

دلکو ان شوخ نگاہوں سے بچائے کوئی کیا
شعبدے آنکھوں کے چلجاتے ہیں جادو کیطرح

کبھی ٹکڑے ہوا اک ناوک مژگاں سے جگر
یہ بھی کیا ٹوٹتا ہے تیر سے پہلو کیطرح

مار کھائی ہے بھلا ان گیسوؤں کے چھونے پہ
سر سے پا تک ہیں نشان جسم پر الو کیطرح

کیا کہیں کاوش مژگان صنم کا احوال
دل سے اک چھیڑ چلی جاتی ہے نیچے کیطرح

ہم بھی اس عہد میں کچھ کم نہیں سکندر سے
صاف دل ہیں ترے آئینۂ زانو کی طرح

چشم [illegible] ابرو کو دکھا کر مجھے کہتا ہے وہ ترک
اسمیں تلجاتا ہے انسان ترازو کیطرح

جلوہ افگن جو ہوا اسکو ہلال ابرو
خال عارض بھی چمکنے لگے جگنو کیطرح

ابر تیرہ کا گمان ہو شہوں کی مسی ہو ہوا
دانت چمکے جو شب وصل میں جگنو کیطرح

[illegible]

مرقد پہ میرے پھول چڑہانے ہین گلبدن | رہتا ہے فصل گلبین گلونسے مزار سرخ
یارب ہے دور فصل خزان باغ دہر سے | چھانٹے کپڑے آکے گلونکو بہار سرخ
ہولی کہین ہرائی اوڑے رنگ جشن ہے | ٹکونسے ہو گلال کی روشے نگار سرخ

وہ سبز بخت ہون جو لیا نام فصل کا
ہوش غضب ہے شکل ہوا روے یار سرخ

اوس خال و خط سے کہتا ہے نقش و نگار چاند | صدقے اوتارتا ہون مین ایسے ہزار چاند
تیرا سا حسن یار کہان تہا اوسے نصیب | مجنون نے کچھ لگا دے لیلی کو چار چاند
شہرہ ہے یار چاہنے والونسے حسن کا | عاشق لگاوین آج جسے چاہین چار چاند
تو بھی نقاب ورے ضیا بار اولٹ ذرا | آیا ہے منہ سے پونچھکے گرد و غبار چاند
منہ بھی نہ ہمکو آکے دکھایا فراق مین | کیا گھر بچا گیا ہے شب انتظار چاند
کسکو تمہاری چشم فسونگر کا ڈر نہین | ہالے کا گرد رکھتا ہے اپنے حصار چاند
رہتا ہے شب کو صورت زیبا کے سامنے | اچھا بنا ہے آپکا آئینہ دار چاند
نکلی کدورت اوسکی نہ دل سے شب وصال | پہلو مین رات بہر رہا اک پر غبار چاند
وہ مہ جبین شریک ہے عاشق کے دفن مین | اوترا ہے مجھکو لیکے میان مزار چاند

اولٹی نقاب شکل ہوا وسنے قبول سجا
حیران فلک پہ رہگیا آئینہ دار چاند

قفس مین بلبل شیدا ہو گر بند | رہین صیاد و گلچین بھی نظر بند

ہم غریبون ہی پہ مدت سے کرم فرما ہے
گھر رقیبونکا بھی کر او شب ہجران آباد

بوریا چھوڑ کے اپنا نہین جاتے یہ فقیر
راتدن رہتا ہے شیرونسے نیستان آباد

دم اولجھتا ہے الٰہی کہین جلد آئے بہار
چلکے دیوانے کرین دشت و بیابان آباد

کرین چون رنگ جو وہ اشک لقول آتش
ہین زخم کہین خانۂ احسان آباد

جان دی ندو نپہ حسد آگ مے گلنار بند
پھوڑ ڈالا سر جہان دیکھا در خمار بند

اس بلا سے دل خدا سے گر بچائے تو بچی
جسطرح پیچھے پڑا ہے اک بت زنار بند

بام پر حسد نسے وہ یوسف نظر آنے لگا
رہتا ہے اوس روز سے دو دو پہر بازار بند

قید کر رکھتے ہین افسونگر پریکو یون ہین
جسطرح شیشے مین رہتی ہے گلنار بند

گھر کہان چھوپی گلین کی ورتیغا سوے
مر ہی جائین پھر اگر ہون روزن دیوار بند

سنگ داغ جنون سینے مین رکھتا ہون نہان
رہتے ہین صندوقچے مین درہم و دینار بند

بھاگ کر زندان غم سے آدمی جائے کہان
دن مین گر سو بار چھوٹا تو ہوا سو بار بند

ظالم کرنیکی سزا دیتا ہے خالق بعد مرگ
مثل زندانی لحد مین ہین غریب آزار بند

سرکشونکی سرکشی سچ ہے کبھی خالی نہین
اہل دخمہ بعد مرنیکے بھی ہین ہتھیار بند

ہر کس و ناکس کا صحبت مین گذر ہونے لگا
بخت اور ونکے کہلے میرا ہوا دربار بند

بستر غم پر پڑا رہتا ہون مردے کیطرح
ضعف سے رہتے ہے چشم عاشق بیمار بند

خط تلف ہوتے ہین ہون یہان دیئے لکھوانا
غم نہین اسکا اگر ہوں سے اخبار بند

[illegible]

ٹوٹکھتا ہے دل بھی کتنے ہی دلکو دیکھکر
روتا ہون نالہ ہاے عنادل کو دیکھکر

روتے ہین جسے پربت ہی لپکے ہچکیان
ساقی اولٹ پلٹ تری محفل کو دیکھکر

آیا اودہر جو غیر بھی او ترک سنگدل
آنسو ٹپک پڑے ترے بسمل کو دیکھکر

واقف نہ تھا جو راہ عدم سے مین بعد مرگ
کیا کیا ڈرا ہون قبر کی منزل کو دیکھکر

بہایا ہے عاشقون کو جو نور عذار یار
اوڑتے ہین پتنگے مہ کامل کو دیکھکر

اور ونکو ذبح کرتا ہے پہر اتیغ ناز سے
رہ رہ گیا مین پاس سے قاتل کو دیکھکر

جنت مین بعد مرگ مریدان مینفروش
خوش ہونگے اپنے اپنے منازل کو دیکھکر

بالین پر آیا جب ملک الموت وقت نزع
وہ بھی جھجک گیا مرے قاتل کو دیکھکر

کامل کے ہر کمال مین تقلید شرط ہے
عاشق ہوے گلونکے عنادل کو دیکھکر

کہتے ہین جنونے ابھی کچہ خبر نہ ہو
چلدین کہین نہ طوق و سلاسل کو دیکھکر

پہنچا جو ایک ہر حبیب کی تلاش مین
دل اوٹ ہو گیا چہ بابل کو دیکھکر

ای ثاقب چاہ کے طائر دل کیا ہی پہنسگیا
زلف بتان حور شمائل کو دیکھکر

شکستگی دو لے کہانی ہے لبہا دلبہو
چہنا چہین کو چھٹی ہین اپنی جو دن تر پہ

بوے خیال سے ہے عالم عجب رخسار دلبر
ہوا لیے زمین تخت سلیمان [illegible]

خیال زلف مین [illegible]
اندہیری رات مین [illegible]

ہوا لے کو چہ دلدار مین گیا اوڑتا پہر تا ہون
گمان ہے کاغذ باد یکا لیے جسم لاغر پہ

۵۲

[illegible]

برا کہنا ہے آب تیشہ کے پینے والون کو	الٰہی آگ برسے چرخ سے واعظ کے منبر پر
او داسی ہے شب فرقت کی ہولیگی مجھے تنگ	گمان تابوت کا ہوتا ہے مجھکو اپنے بستر پر
مگر کیا قتل پر میرے فقط باندہی ہے قاتل نے	ابد ہی میں سے آیا کہ پہنچا ہاتھ خنجر پر
لکھا قسمت کا ہے مجھکو چھوٹا سنتے ہیں لیلا	گمان ہے کاغذ جعلی کا میرے خون کے محضر پر
لہو ہم بیگناہون کا ہے لایا رنگ آخر کو	ہمارے خون کے دہبے ہیں قاتل کے خنجر پر
کبھی جو لوٹون بھی وصف ساقی کو شر ہیں کرتا	گرے بجلی فلک سے یا خدا واعظ کے منبر پر
نہ ہولا فصل گلمین ہیچ کبھی یاران رفتہ کو	دیا ہے فاتحہ اون سب کی پھولی کے ساغر پر
غم و رنج فراق یار سے پہیل گیا ہون مین	گمان ہوتا ہے جسم زار کا ہر تار بستر پر
ترے بیمار کو کیا کیا شب فرقت ڈراتی	گمان افعی کا ہوتا ہی مجھے ہر تار بستر پر
غم فرقت مین رونے سے فراغت کب ملے مجھکو	رہا رومال بھی سونا مین ہمارے دیدہ تر پر

مقدر مین جو لکھا ہے بسند ... ملتا ہی
گرا پڑتا ہے اندھون کی طرح ہی شیشہ گر ... پر

دل آگیا ہی لف سے مژگان یار پر	منصور کیا او چکے گرا ہو نہین دار پر
اوسکے مقابلے مین جو نکلا نہ ایک گل	کیا اوس نے پڑ گئے چمن روزگار پر
دیوانہ جانکے مجھے زلفون کا بیدھرک	وحشی بسیرا لیتے ہین آکر مزار پر
دی جا فصل گلمین گلون کے جو ہیں ...	سہرے پڑے ہین سب کے ہمارے مزار پر
گریہ ملال دل پہ نہ لایا کبھی ذرا	کیا کیا گذر گئی نہ ترے خاکسار پر

ہجر کوئے یار چین نہ آئیگا بعد مرگ
کہتا ہے باتین سُنکے ہماری جلی بھنی

کشتا نیونہین شور ہے حسن ملیح کا
جس روز اپنی آہ نے پیدا اثر کیا

جنبش ہے ابروؤنکو تو آنکھونمین گردشین
آخر کو آہ بلبل ناشاد پڑ گئی

اور جا ہین گے لگا کے استخوان پر
چنگاریں لیکے آگ کی رکھدی زبان پر

مصری تو لوٹ ہین تری میٹھی بان پر
دل پکڑے دوڑے آئینگے میرے مکان پر

تلوارین چڑھ رہی ہین ستمگر کی سان پر
کیسی کڑک کے برق گری باغبان پہ

ای شمک امتحان پہ طبیعت ہی یار کی
شکوے کا حرف تک ہی نہ آئے زبان پر

مرحلہ عشق کا آسان ہوا مشکل ہوکر
جائیگا گنج شہیدان سے جو قاتل ہوکر

رنج میں سینے نہی دیا ترک کو بسمل ہوکر
وہی ہوتا ہے مقدر میں جو کچھہ ہوتا ہے

ناموافق ہے اگر لاکھہ زمانہ ہمسے
بعد مرنیکے نہ مٹی مری برباد ہوی

قید الفت سے کسیطرح رہائی نہوئی
شوق کس عارض رنگین کے بہرے ہین دلمین

دفن اِکگل ترے کوچہ مین جو ہوتے ہین شہید

رہگئی سینہ مین پیکان ستم دل ہوکر
ایک اک عضو پکاریگا مرا دل ہوکر

آپ گردن پہ چھری پھیر لی بیدل ہوکر
کیا کریگا بھلے مانہ مرا قاتل ہوکر

آبرو ہاتھہ سے دیتے نہین سایل ہوکر
رہگئی یار کی دیوار مین کہگل ہوکر

زلف لپٹی مرے پانوؤنکو سلاسل ہوکر
پہول شاخونپہ چہکتے ہین عنادل ہوکر

روحین جنت مین چہکتی ہین عنادل ہوکر

سمندر کا گمان دہو کا کسیکو ابر تر کا ہے
برے طوفان جو رہے ہین تار چشم گریان پر

بہت کچھ کہل کہلا کر شاہدان باغ ہنستے ہین
گریگی برق کیدن خندۂ گل ہے گلستان پر

حسینونکی ہمین وحشی نگاہین یاد آتی ہین
کسیدن آنکہہ پڑجاتی ہے گر دو چشم غزیان پر

عدو بھی بیکسی مین بعد مردن کام آتے ہین
چراغ اکر جلاے غول ہے گور غریبان پر

تڑپنے کا مزا کچھ زخم کہانے مین نہین ملتا
مری نیت لگی رہتی ہی قاتل کے نمکدان پر

بلا سے ہجر سے گہبرانہ اتنا او دل مضطر
محبت مین ہزارون آفتین آتی ہین انسان پر

کبھی وحشت مین ہم ہیان آیا جو اوسکی زلف پیچان کا
ہوا دہو کا مجہے افعی کا ہر تار گریبان پر

ہنسا مین رات بہر اوسکو تو دانتونکے چمکنے سے
پہیگی چاندنی جیسکی در و دیوار و ایوان پر

پہیلی روشنی ہم تیرہ بختونکے مزارون کی
گمان ہے گر مگس شب تاب کا سکو چراغان پر

بجائیگی نحوست ہم گرفتارون کی قسمت کی
ہوا ہے آشیانہ چغد کا دیوار زندان پر

ادہر فصل بہار آئی ادہر کالی گہٹا اوٹہی
مزا ہے مور ناچین آج دیوار گلستان پر

مری ایذا پسند ہے وہ ظالم دنگ رہتا ہے
نمک چہڑکا ہے سیرون لیکے مین نے داغ ہجران پر

بلا وہ ذائقہ جلنے سے دلکو اوسکی فرقت مین
کبھی کافور کا پہاہا نہ رکہا داغ سوزان پر

کیا ہے مضمحل ایسا غم دوری ساقی نے
پڑے رہتے ہین دن بہر منہہ لپیٹے شیشی و کہ پر

ہماری روح شوق دید مین پہرتی ہے
کسیدن تو قدم رنجہ کرو گور غریبان پر

کفن کیسا لوز کا پایا ہے تیرے عوض نے مر کر
پڑی ہی چادر مہتاب اپنے جسم عریان پر

کسی معشوق نے حسن صفا ایسا کہان پایا
گمان ہوتا ہے آئینے کا اوسکے جسم عریان پر

نکلے آنکھ ہین مری سارے فرشتہ ذمہ — حور جنت تو گری پڑتی ہی منحواروں پہ
عندلیبان چمن گرد ہین صیادونکے — طرے پہولونکے لگاے ہین جو دستاروں پہ
دیکھنے اپنے مریضوں کو جو تو آتا ہے — رشک کرتے ہین مسیحا ترے بیماروں پہ
دل جگر صدمۂ فرقت سے گہلے جاتے ہین — رحم کر یار آ اہا مرے غمخواروں پہ
قتل عشاق کو کرتا ہے ترا حسن ملیح — تیز رہتی ہی چہری اتبو نمکخواروں پہ
ابروون پر ہین فشانکی عیان تحریرین — باڑہ جلا دینے رکہوائی ہی تلواروں پہ

کیفیے سے کہین شوخی پہ گلابی رنگت
پہول ایکے ہوے ہین شکت رخساروں کے

جمتے ہین ضعف سے اپا نو دکہان زمین پہ — سو سو جگہ گرا ہون مین ناتوان زمین پہ
کیا ہوگئی ولاوہ شان و شکوہ شاہان — ٹوٹے ہوئے پڑے ہین طبل و نشان زمین پہ
کیا اعتبار اے دل کہنہ عمارتون کا — اک روز آرہیگا یہ آسمان زمین پہ
سبزہ کبہی ہوگا وہ شور بخت و نہین — آلہا رہا نودن مین لیکر کہا جہان زمین پہ
چارون طرف سے ٹوٹے اوٹہکر سگان جانان — منہ سے گرا اٹہاکے کیا استخوان زمین پہ
آیا نہ زنج کرنا اوس ترک سنگدل کو — پا نو دن رگڑ رہی ہین ہم نیمجان زمین پہ
پامال ہر قدم پر ہوتے ہین اونکے شیدا — چلتے ہین ناز سے جب دامن کشان زمین پہ
لائی پہ بلبلون پر باد خزان تباہی — گر گر پڑا ہوا ہے ہر آشیان زمین پہ
یون اشک بہ رہے ہین مژگان چشم تر سے — جاری ہو شک جیسے آب روان زمین پہ

عرق سے چہرے کا یا عطر گل ٹپکتا ہے | ہزاروں دوڑتے ہیں بلبلیں پسینے پر
عیان گو ریہہ ہی داغ دل کی کیفیت | چراغ جیسے ہو روشن کسی دفینے پر
ہے دل پہ نقش جو بوٹا سا قد کشتی کا | گمان ہے شجر لیکا مہر نگینے پر
ٹھہر گئے دل پر اضطراب کی دھڑکن | جب آیا ہاتھ اوس آرام جان کا سینے پر

جنون چڑھا گئی رندان بادہ نوش ہی اسکے
لگی جو موسم گل مین شراب پینے پر

زلف عاشق کو نگل جاتی ہے اژدر ہو کر | دلمین چھپتے ہین یہہ بلبلین تری نشتر ہو کر
لکھکے مکتوب دیا یار کا مضطر ہو کر | قاصدی کی ہے مرے دل نے کبوتر ہو کر
تھا مین کشتہ جو کسیکی نگہہ شیرین کا | قبر مین عضو بدن بنگئے شکر ہو کر
کیا خبر تھی کہ شب وصل لڑائی ہوگی | پھر اوجڑ جائیگا آباد مرا گھر ہو کر
لوگ کہنے لگے پھر نوح کا طوفان آیا | کبھی ٹپکا ہے جو دامان قطرہ تر ہو کر
فرقت یار مین یہہ سر کو مین ٹکرایا ہون | گنبد چرخ مین رہ گئے ہین در ہو کر
دیکھکر ذبح ہوا جاتا ہون مین رخ یار | آج نکلا مہ نو چرخ پہ خنجر ہو کر
سبزہ خط سے ہوا چاہ زنخدان معدوم | راستہ خضر بھی پاتے نہین رہبر ہو کر
ضبط و کیسے ہو سکے گلفام کا عشق | شیشے سے چھلکنے لگا ساغر ہو کر
شیر کی شکل بنائی ہے مری وحشت نے | آہوے دشت نہ نکلیگا برابر ہو کر
نہین یوسف سے حسینون مین یاد کوئی | کی زلیخا سے وفا کچھ نہ پیمبر ہو کر

کیا غم کسیکے مرنیکا ہی لیلیٰ شمایل نے
سیہ پوشش بنا کر لی لپیٹ روزن جو محمل پہ

کسے کعبے میں گرنیکی ہوس ہے بعد مرنیکے
مٹے بیٹھے ہیں اک مدت سے ہم کوئے قاتل پہ

تماشا قتل گہہ میں دیکھنے ہر روز آتا ہے
ہر اطفل حسین لوٹا ہوا ہے رقص بسمل پہ

کسی گل پیرہن کا جو گرفتار محبت ہون
گمان ہی نغمۂ بلبل کا آواز سلاسل پہ

لحد میں سو رہینگے پانون پھیلا کر پس مرگ
بڑی راحت مسافر کو پہنچ جانا ہی منزل پہ

ہمارے قتل پر سفاک نے بیڑا اوٹھایا ہے
نہیں ہو جیہہ سرخی لب شمشیر قاتل پہ

شب غم میں جو وہ بحر لطافت یاد آتا ہے
اکیلا بیٹھ کر دو دو پہر روتا ہون ساحل پہ

اوٹھیں خط غلامی آپ اہل مصر لکھ دیتے
جو ہوتے حضرت یوسف تری شکل و شمایل پہ

اٹھائے کیا نقاب اپنے رخ روشن سے دلبر نے
یکا یک چھا گئی زردی سی رخ شمع محفل پہ

ستارہ سا چمکتا ہے مہ کامل کے پہلو میں
عجب عالم ہے او قاتل ترے رخسار کے تل پہ

بنی منعم کے دم پر جب سینے ہاتھ پھیلایا
گمان تیغ کا ہی کیا مار سیہ کا دست سائل پہ

حسینون کے محبت میں ہم مجبور رہتا ہون
کرے کیا آدمی اے **اشک** جب قابو نہو دل پر

فصل گل آتے ہی جو بن چھا گیا گلزار پر
ناچتے پھرتے ہیں طاؤس چمن دیوار پر

برق کا عالم ہے تیغ ابروے خمدار پر
باڑھ رکھی ہے کسی اوستاد نی تلوار پر

فصل گل ہی دست قاضی کے شیاطین جمع ہیں
دوڑ جائینگی جب سے خانہ خمار پر

قسمت رندان میکش سے ترقی دی خدا
بیل انگورونکی دوڑے باغکی دیوار پر

حال کچھ شوق شہادت کا نہ پوچھو ترک ناز
وجد ہوتا ہی مجھی تلوار کی جھنکار پر

کیا ہوا قاتل نے دیکھو ڈالا جو دامن پہ لہو
تھی شہادت کے لئے سرخی لب سوفار پر

لن ترانی کی صدا آتی ہے جسدم کان میں
دور سے کہتا ہوں میں صدقے تری گفتار پر

آفتاب حشر کا اندیشہ میں کچھ کھٹکا نہیں
سایہ افگن ابر رحمت ہوگا ہر میخوار پر

تھی جو خالق پر نظر مجھ عندلیب زار کی
ایک پر صیاد نے کاٹا تو نکلے چار پر

محتسب کے ہاتھ دونوں یا الٰہی قطع ہوں
ایک اک شیشے کو توڑا ہے سر میخوار پر

پھر بھی اپنی اپنی قسمت ہے نہیں اونسے گلہ
دانت ہم پیستے ہیں پیارے اغیار پر

چھپ کے پوچھیں قصۂ ہجران کیونکر شہر
حال واضح ہے ہر اک صاحب اخبار پر

حال دل نازک مزاجی سے نکر کہتے نہیں
خوف سے قفل خموشی ہے لب اظہار پر

اشک نا محرم نے پیا کی مجھے مطلب نہیں
وجد ہوگا قدر دانوں کو مرے اشعار پر

سامنا ہو روز دل حاضر ہے اس اقرار پر
میں بھلا کب مانتا ہوں حشر کے دیدار پر

جیسے پامال ہو لئے ابروئے خمدار پر
شکل بانکی پھر اٹھاتے مجھے تلوار پر

فریفتہ ہے دل کسیکی ابروے خمدار پر
ہاتھ رکھتا ہوں قسم کھانیکو میں تلوار پر

بے زبانوں کا ہوا گلچیں کی گردن پر عذاب
مرکے بلبل رہگئی سب پھولونکے انبار پر

زلف لٹکائی جو اوسنے بنگئی زنجیر پا
جیب گردی سر پہ طرہ ہوگئی دستار پر

رو دیا کرتے ہیں لب بام آکے اوسکی یاد میں
بہا دریا اشکونکا جاری ہے سنہری دیوار پر

٥٩

کبھی چھوڑے سے بھی دیتا نہ دل گر یہ خبر ہوتی — نکل جائیگی اوسکی زلف کچکوا ثر دہا ہوکر
ہماری زندگی ہے یار یا دسبزہ خط سے — وکہا یا فائدہ زہر ہلاہل نے دوا ہوکر
مجھے لوٹا بلا کر گھر مین اوس نے دو بالی — گیا تھا دولت دل لیکے مین آیا گدا ہوکر
حسینو کو کمان خونریزئے عاشق گوارا تھی — جہا ئین ظلم پھیلا ہی تم سے ابتدا ہوکر
نگاہ ناز سے عاشق ہزارون ذبح ہوتے ہین — بنے خونریز آخر لگہ تیری سر مہ سا ہوکر
جہا ئین صاف باطن آدمی اتنا کہان ہوگا — جو سچ پوچھو تو آئینہ بنا ہے دل صفا ہوکر
روانہ قافلہ یار و نکا جب ملک عدم ہوگا — رہیگا ساتھ یہ نالہ مرا بانگ درا ہوکر

کبھی تو چہپا نہ اوس نے بحر مین کیونکر گذرتی ہے
یونہین ای شنک رہجا ئینگے ہم اکدن فنا ہوکر

تم جہان ہو وہین پہنچیگا پھلا نگ اوڑکر — مثل بوئے گل ترجاتا ہون گھر گھر ہوکر
کشش عشق جو تاثیر دکھلائے ابھی — ابھی آئے وہ پری سات سمندر اوڑکر
لینگے بوسے لب شیرین کے جو قسمت ہے رسا — آئینگے خود وہین مور مین شکر اوڑکر
تیغ ابرو کا اشارہ ہی مجھے کافی تھا — جا پڑا پاؤن پہ قاتل کے مرا سر اوڑکر
پر لگا دی کشش شوق شہادت سدم — باز کیطرح گرے حلق پہ خنجر اوڑکر
اک پری قید تھی گویا کہ بہار آتی ہے — تم سے باہر نکل آئی مے احمر اوڑکر
تن کاہیدہ کا عاشق کے گمان ہوتا ہے — آگیا کوئی جو تنکا سر بستر اوڑکر
کشش شوق تو دیکھے کوئی میخوارونکی — دست ساقی سے چلے شیشہ و ساغر اوڑکر

اسقدر پتھر پڑے دیوانگی مین جسم پر
ہوگئین چورا ہماری ہڈیان سب ٹوٹ کر

دل بسمل ڈالا کسنے عشق کیا تجھسے کیا
مر گئے کتنے ہین تیرے غم مین چھاتی کوٹ کر

اونکے دانتونکے چمک سے گھر منور ہو گیا
لوگ سمجھے گر پڑے گردون سے اختر ٹوٹ کر

چار دن مین یار بھی جوبن کہان سے آگیا
بھر دیئے کسنے تری آنکھونمین بجلی کوٹ کر

آج ای قاتل شہادت تھی مری تقدیر مین
ہاتھ سے جو گر پڑا گردن پہ خنجر چھوٹ کر

زندگی بھر آسیائے چرخ نے پیسا ہمین
بعد مردن آ رہی چھاتی پہ تختے ٹوٹ کر

آفتاب حشر کا ہونا ہے لوگونکو گمان
گر پڑا اچھا جو داغ دل سے کوئی چھوٹ کر

بے حواس ای شک ایسا ہو گیا بوقت ذبح
ہاتھ سے گر گر پڑا قاتل کے خنجر چھوٹ کر

غایب ہوا دل لیتے ہی ای شک چمن چور
اللہ رے دزد حنا بھی ہے بدن چور

نے خود کیا شاد مجھے وصل کی ایسا
دل لیگیا پہلو سے مرے اسکے وہ دامن چور

عریان مین ہوا دفن پہ مفلس تھا جہان مین
کھودیگا جو مرقد تو خجل ہوگا کفن چور

دل لیگئی جب ناز سے تیوری کو چڑھایا
اللہ بری ہی ترے ماتھی کی شکن چور

پھولونسے بھرے رہتے ہین دن رات نشیمن
گلچین سے بھی کچھ بڑھ کے ہین مرغان چمن چور

رات انکو تو کیا دنکو دکھائی نہین دیتا
ڈھونڈے سے بھی ملتا نہین ایسا ہی ہے چور

ای شک چمن خال نہین قرب زنخدان
آیا ہی چرانیکو ترا سیب ذقن چور

چھپتا ہی چھپائے سے کہین زلف کا سودا
کھلجائیگا رہیگا جہان مشک ختن چور

سرو شرماتا ہے اُس بوٹا سے قد کے سامنے
گل خجل ہوتے ہیں تیرا جسم خوشبو دیکھکر

وصل میں بھی صدمۂ جانکاہ سہتا ہے مجھے
شام فرقت یاد آجاتی ہی گیسو دیکھکر

ابر تیرہ میں وہ مجھے یاد آتی ہے مجھے
دہیان آجاتا ہے دانتونکا جگنو دیکھکر

قتل کو خنجر تو کھینچا تھا سوال وصل پہ
رہگیا قاتل مری آنکھونمیں آنسو دیکھکر

یاد جو آئی گناہونکی گرانباری مجھے
چلدیا میدان محشر سے ترازو دیکھکر

دم نکلجائے تری فرقت میں گر او بحرِ حسن
دفن کردینا کھیں دریا میں ٹاپو دیکھکر

شوق تو صید افگنی کا ہو مرے صیاد کو
آپ جنگل سے نکل آئینگے آہو دیکھکر

اپنی گردنمیں حمائل ہون کسیدن اونکے ہاتھ
جی بچھڑ جاتا ہے گورے گورے بازو دیکھکر

الفت گیسو میں ہمسے چھٹگیا دل سا رفیق
مدتون روئینگے خالی اپنا پہلو دیکھکر

زخمی تیغ ادا جو ہے چمک اوٹھے گا وہ
جانکے لالے پڑینگے تجکو خسرو دیکھکر

اشک آنکھ سے ہتھیلی پر گرے پھرتے ہیں ہم
گھورتا کیا ہے ہمیں ترک جفا جو دیکھکر

اوٹھا کر باندہ لیتے ہیں جو زلف پرشکن سر پہ
نظر آتے ہیں تجکو وہ نافۂ مشک ختن سر پہ

نہو الزام شیریں پر مقدر میں یہی لکھا تھا
لگائے آپ اپنے ہاتھ تیشہ کوہکن سر پہ

بلایا حشر میں دیوانگان عشق کو جسدم
ہزارون قبر سے نکلے سری باندہ کفن سر پہ

عدم سے آکے اس غربت کدہ میں جان دی ہمنے
بھی گھبرائے ہوتے تھا سوار ایسا وطن سر پہ

ہو مجروح ایسا فرق اپنا سنگ طفلاں سے
لئے پھرتے ہیں دیوانے ترے گویا چمن سر پہ

چھالے ہین یون ہمارے جلے دل کے آس پاس	اختر ہون جسطرح مہ کامل کے آس پاس
عالم دکھا رہی ہین عجب پاکے خون چکان	یاقوت جڑ دئی ہین سلاسل کے آس پاس
دیتا ہے کیا بہار ستارو نمین ماہتاب	افشان چھڑکدی یار نے آنچل کے آس پاس
جنت نہ ہاتھ آئے تو اعراف ہی سہی	بستر لگا ہین کوچہ قاتل کے آس پاس
جانے نہ دیگا اور طرف اپنا جذب شوق	آئے تو کوئی تیر ترا دل کے آس پاس
آنسو نہین گرے دُر دندان کی یاد مین	موتی جڑے ہوے ہین سلاسل کے آس پاس
چپٹی ہر اک نے خوشۂ انگور کی کہی	چھالے جو سوز غم سے پڑے دل کے آس پاس
گر جائیے عدم تو کفن تک نہ لیجئے	بیٹھے ہین چور گھاٹ مین منزل کے آس پاس
زہرہ وشونکے عشق مین لاکھون خراب ہین	میلا لگا ہے اک چہ بابل کے آس پاس
اونکا بھی ہی شمار قصور بہشت مین	جتنے مکان ہین کوچہ قاتل کے آس پاس
اتنا ملا ہے زر ترے صدقے مین الصنم	پھیرے پڑے ہین کاسۂ سائل کے آس پاس
ای حرص کل کہ ہڈیان کھائین سگان یار	بیٹھے ہین انتظار مین بسمل کے آس پاس
ای یار کیا کہون ابھی کسنے اڑا لیا	کوئی گیا نہ آیا مرے دل کے آس پاس

کس طرح اونسے شوق شہادت ادا ہو شائق
جب دیکھو غیر بیٹھے ہین قاتل کے آس پاس

کیا بیابان مرگ کرتے ہے ولا زر کی ہوس	رنگ لائی تیرہ کی آخر کو سکندر کی ہوس
فصل گل مین رہ گئی جی مین مرے سر کی ہوس	ساتھ لڑکونکے لئے پھرتی ہی پتھر کی ہوس

٦٦

بائل چشم حسینان بزم عالم مین ہا ۔ پتلیون کا ونکھتا ہے یہی دل ہا کام رقص
لغزش مستانہ ایدل دست ساقی مین نہین ۔ موسم عشرت ہے میخوارونکین لایا جام رقص
قطع امید تو جسم ہی دلاسے آجکل ۔ حال بتیا بانہ کو سمجھا ہے وہ گل فام رقص
دل پسے جاتے ہین نیدونکی تری ٹھوکر کے ساتھ ۔ رو حکو مردونکے کردیتا ہی بے آرام رقص

اشک سچ ہی مصرع آتش یہہ فرق اسمین نہین
ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہے ہمارا کام رقص

در سے مطلب ہے ہمکو یار کے گھر سے غرض ۔ ہاتھ دہو بیٹھے ہین وس تس کی ستمگر سے غرض
تارک عشرت ہون ہجر ساقی مینوش مین ۔ اب شیشہ سے مجھے مطلب نہ ساغر سے غرض
روز دو اک گھر گرا دیتے ہین اپنی سیل اشک ۔ تنگ ہی ہر آگیا اپنی دیدہ تر سے غرض
در پر اوسکے پڑے ہین وصل کی امید مین ۔ گر خدا ہی مہربان نکلے گے تو ہر سے غرض
چھوڑ کر اسباب راحت در پہ بیٹھے ہین ترے ۔ اپنے گھر سے کام ہی ہمکو نہ بستر سے غرض
تہا گلا کٹنے مین شک کہیلے کہ نازک ہے وہ ترک ۔ اوڑ گیا وہ چارہی رگڑ نکین خنجر سے غرض

حال دنیا کا یہی ہی اشک آتش کے بقول
زہر ملتا ہے اوسے جسکو ہو شکر سے غرض

یار تک جانے نہین دیتے ہر اغیار خط ۔ راستے ہی سے اوڑا لیتے ہین سب یار خط
چشم تر کا حال لکھکر دل مین پچھتاتے ہین ہم ۔ ڈر ہی ہے نم ہو کر نہ ہو جائے کہین بیکار خط
دل تڑپتا ہے جو دور رہتے ہین تسلی کے لئے ۔ دیکھ لیتے ہین تمہارا طالب دیدار خط

ہے قسم پیر مغان کی نہ انھیں مانیگے
جا کے اوروں پہ چلو مشق جتائیں واعظ

ہے مثل جھوٹ ہی بولے تو کہا انکا صرفہ
جتنا جی چاہے بھلو فان اٹھائیں واعظ

سنتے ہیں بیٹھکے مسجد میں اکتے ہین
رند ہیں ہم ہمیں غصے میں نہ لائیں واعظ

میکدے کی کہیں حرمت ہی بہلا مٹتی ہے
لاکہ بیٹھے اپنی عداوت سے مٹائیں واعظ

سننے والے کہیں ہاتھ انکے اگر آ جائیں
پھر قیامت ہی کا غل شور مچائیں واعظ

ہے کشو وصل بہاریں سمجھلینگے ہم
خیر اچھا ہے ستاتے ہیں ستائیں واعظ

آہ سوزان سے حذر چاہیے ہم رندونکی
دل جلے ہیں ہمیں اتنا نہ ستائیں واعظ

سیا کشو سیچ ہے پر لطف ہو گر محشر کو
حکم ہو خلد کے درتک بھی نہ آئیں واعظ

ہم کبھی اگلی کہانی نہیں سننے والے
نئے قصے ہوں تو ہاں لا کے سنائیں واعظ

ہوں شہید اک صنم حور لقا کا میں بھی
قبر پہ پھول نہ کیوں لا کے چڑہائیں واعظ

خلد کہتے ہیں جسے حور کہاں رہتی ہی
اسقدر جھوٹ تو دل سے نہ بنائیں واعظ

انکی باتوں کا کبھی مجھکو باور آئے
لا کہ قرآن سرے آگے اوٹھائیں واعظ

اشک سیچ تو یہ ہی اک جھوٹ کا پل باندھا ہی
حشر کو دیکھیے کیا بات بنائیں واعظ

پانی پانی شرم سے کیونکر ہو اکھو شمع
سامنے تیرے رخ روشن کی ہے بے نور شمع

سامنے جلتے ہیں پروانے ذرا پر وا انھیں
تاج زریں سر پہ رکھکر ہو گئے مغرور شمع

عاشقوں کے دم سے ہی سب گرم بازار حسن تھا
دل پتنگوں کے جلا کر ہو گئی مشہور شمع

داغ دل لفونین تابان دیکھکر کہتے ہین لوگ
گرمک شب تاب ہین یا سنبلستان مین چراغ

ایسی ہین سحر ہین کین بجھگئی شمع حیات
لوگ اندھیرے مین چھپا لیتے ہین داماں مین چراغ

غم شب تاریک کا کیا رہ روان عشق کو
داغ دل ہین کوچۂ زلف پریشانین چراغ

داغ حسرت دلین گریبان چشم قصد کوے یار
گھر سے اپنے لیکے نکلے عین باران مین چراغ

موسم سرمامین وصل شمع رویان چاہیے
فی الحقیقت لطف دیتی ہین زمستانین چراغ

رات بھر اک نور پیکر کا جو رہتا ہے خیال
چشم روزن کو سمجھتا ہون زندانین چراغ

اس کنوین مین یوسف دل گرکے گھبراتا نھین
خال روشن ہے تری چاہ زنخدان مین چراغ

سقف و بام درانیسی مین نظر آتے نھین
رہتے ہین بے نور جیسے شہا بحرانین چراغ

عشق صادق ہے جنھین جل جاتے ہین کے مرتے ہین
بلبلین پروانہ ہر گل ہے گلستانین چراغ

کیچ مرقد کے اندھیرے سے نہ گھبرا دلمین شاد
نور ایمان کو سمجھ لے قبر انسانین چراغ

کسکو پروا ہے شب فرقت کی شب روشن چراغ
کچھ گھٹا دیتا نھین دل کی مرے الجھن چراغ

تیرے کشتونکا جلا کرتا ہے بے روغن چراغ
خون کی ہر دم رہا ہی گویا سر گردن چراغ

جسم خاکی مین امانت کیطرح رہتی ہی روح
ڈر سے اندھی کے لئے ہین ہم تہ دامن چراغ

میرے رونے سے دل پر داغ کیونکر لا اچھو
سیل سے پانی کے اکثر کرتے ہین شیون چراغ

اشتعال دیکھکے سب نے قتل کروا یا مجھے
آج تو گھی کے جلائینگے مرے دشمن چراغ

بعد مردن روح کو شادی گوی ہونیکو ہی
ہنس رہا ہی شام سے میرے سر مدفن چراغ

ور بان سے پوچھتا ہے وہ سنکر صدائے دل
کیا کون کہڑا تھا ابھی ہائے ہائے زلف

صدمے شب فراق کے کب تک اوٹھائیے
دل پھیر دیجئے مرا تیو ہرائے زلف

منہ سے اگر مین اُف بھی کرون تو گنا ہگار
جتنا ستایا جاے مرا دل ستائے زلف

اندہیر ہے زمانے مین بیدل سنیگا کون
کس سے بیان جا کے کرین ماجرائے زلف

گیسو کے عشق مین ہوے کیسے خراب ہم
ای رشک دیکھئے ابھی کیا کیا دکہائے زلف

کی حور غبت کی نظر مژگان قاتل کیطرف
چبہتے ہی ہی ایک برچھی سے مرے دل کیطرف

آگیا جب دل کسی زہرہ شمایل کیطرف
خود بخود کہنچنے لگا مین چاہ بابل کیطرف

روز محشر جب فرشتے لیچلے سوے جنان
مین چہوڑ کر یا تنہ بھاگا کوے قاتل کیطرف

یا خدا حور و قصور خلد کی خواہش نہین
کوئی گہر لیجائے مجکو کوی قاتل کیطرف

دیکھلون پھر اک نظر تھم جا ذرا او جانثار
ذبح کو دوڑیگا خود جلاد بسمل کیطرف

ساتھ دے راہ عدم مین کسطرح پھیا تون
قافلہ شل ہوا جاتا ہے منزل کیطرف

گر پڑے کوڑی تو دانتو لیسے اوٹھاتے ہین بخیل
اشرفی کیا اہل زر پھینکینگے سایل کیطرف

لوگ ہوتے ہین ہدف تیر نگاہ ناز کے
دیکھتے ہین رقص مین جب اہل محفل کیطرف

باغمین جسدن نیا یا تجکو ای رشک چمن
عندلیبون نے کیا رخ تیرے محفل کیطرف

ہوگا مجنون کیطرح آفاق مین شہرا مرا
دل اگر آیا کسی لیلی شمایل کیطرف

افعی گیسو کا دیوانون پہ چھایا ہے رعب
ڈر کے مارے منہ نہین کرتے سلاسل کیطرف

ایکدن باغ جوانی پہ خزان آنی ہے
چار ہی دن کا ہی ایجان جہان حسن شباب
متحمل ہوکہان تک غم دوری کوئی
سوز غم ہونکدے ایک گیسوونکے سوہین
میت اون سب اوٹھانی تھی مجھے مرنا تھا
بعد مرنیکے بہت یاد کرینگے ہمکو
بعد مرنیکے یہ آرام نہین مرقد مین
ناتوانی سے گہٹا دم ہدولے دست جنون
خط شبرنگ نے صیاد کے دل اولجھائے

یار گر ریگانہ ہے بیت نخدان کب تک
دل کی لینگے یہ تیر گیسو پیچان کب تک
آنسو ونسے ہو تر دامن مژگان کب تک
دلسے اونہین کے مرے دو دپریشان کب تک
سر پہ حباب کا لیتا ہین احسان کب تک
منہ نہ کہولین گے سخن فہم سخندان کب تک
سونے دیگا نہ مجھے صدمہ ہجران کب تک
دیگا پہانسی مجھے ہر تار گریبان کب تک
دام میں پھنکے چلین مرغ خوش الحان کب تک

ہو چکا عشق میں اپنی شکست چہ ہونا تھا
جانکی خیر مناؤ غم جانان کب تک

دل ہے کا تیر سے بازو سے میرا جوشن کا رنگ
تو نے ای گلرو مٹایا ہر گل گلشن کا رنگ
وہ جوان ہو نے ہی کیسے ہوئے پر نام خدا
سہل سمجھا تھا جانا ہے گناہون کا لہو
کیا غضب ہے راہ چلتونکو بھی سن جائے ہے
بیگناہ کا خون کیسا جمگیا تلوار پر

کیسے کا سی کہان رنگت کہان کندن کا رنگ
گرد مستی کے او داست کیا سوسن کا رنگ
پہوش نکلیگا کسو ریتے ہی چوبن کا رنگ
خشک ہونے سے چہوٹیگا دامن کا رنگ
گیسوؤن میں آپکے ہے نافعی رہزن کا رنگ
کیون ارے سفاک ہوتا ہے کبھی آہن کا رنگ

۷۰

جیتے جی چھوٹوں نے پوچھا بعد مردن دیکھنا
کیا جنازہ دھوم سے میرا لیجاتے ہیں لوگ

یا الٰہی جلد دنیا سے اوٹھا لے تو مجھے
اب تو نالونسے مری ایذا بہت پاتے ہیں لوگ

چھوڑوں اوس مطرب پسر کو جیتے جی ممکن نہیں
اپنی اپنی بھیک بنیا یدہ گاتے ہیں لوگ

گرد کلفت تو نہ اپنی دل سے جا سکیگی کبھی
کیا ہی میت کو مری ململ کے نہلاتے ہیں لوگ

پھر نظر آتے ہیں کچھ بگڑے ہوے تیور مجھے
پھر مری جانب سے شاید انکو بہکاتے ہیں لوگ

مفلسی میں آکے چھوٹوں بھی خبر لیتے نہیں
پاس دولت ہو تو کیسے دوست بنجاتے ہیں لوگ

چھپنا سے محلونمیں سوے اب ہوے پر دیکھنا
قبر میں جاتے ہو کیا پاؤں پھیلاتے ہیں لوگ

پاس جا سکتے نہیں اللہ ہی کیا رعب حسن
دور ہی سے دیکھکر اوسکو تھہراتے ہیں لوگ

عمر بھر ان شعلہ رویونسے نہیں سمجھا وصال
آتش فرقت سے جل ہی جل کے مرجاتے ہیں لوگ

موسم گلمیں ہوا عجب جو رند بادہ نوش
سر کو دیوارونسے میخانے کی ٹکراتے ہیں لوگ

دم گھٹا جاتا ہے یہاں دیوانگان عشق کا
اونکو منت کی وہاں زنجیر پہناتے ہیں لوگ

خاکساری کے بدولت مرکے پایا ہے عروج
دیکھ لو تابوت کاندھی پر لیجاتے ہیں لوگ

طالع خفتہ ہمارے آجکل بیدار ہیں
انکو بلواتے ہیں وہ جب ہم سے جاتے ہیں لوگ

بیگناہی کا خیال آیا نہ پہلے شاہ نہیں
سر مرا کٹوا کے ناحق دلمیں پچھتاتے ہیں لوگ

دیکھتے ہی عاشق بسمل کا حال
اور ہی کچھ ہوگیا قاتل کا حال

ہجر کی لذت سے واقف ہی نہیں
آپ کیا جانیں کسیکے دل کا حال

آواز نے پہ لوٹتے ہیں سانپ جسطرح — یون صوفیون کو وجد ہی سنکر فغان دل
کعبے سے سوے دیر مجھے کھینچ لیگیا — لاکھون ہی بار شیخ کیا امتحان دل
شرطونسے اب جو ہاتھ لگی ہی عروس زلف — دولہا کی شان سے نہین کم آج شان دل

ماتم زدونکی شکل سے بیٹھے ہین سب شکک
ای شک جو کہ سنتے ہین شور فغان دل

کیا کیا تبونکو وجد ہے سنکر صدائے دل — ناقوس پیکر ہا ہے ویانا لہائے دل
ای بت خدا کرے کہین تیر ابھی آئے دل — میری طرح سے تو بھی کہے ہائے ہائے دل
غم سے یقین ہے کہ تیرا منہہ کو آئے دل — ناصح نہ پوچھ پھر خدا ماجرائے دل
عیش و طرب کا ذکر نہین ہجر یار مین — رنج و الم سے بھر گئے مہمان سرائے دل
سہنے بھی تیرے ظلم اوٹھا نیکو الصنم — پہلو مین اپنے رکھ لیا تیہز بجائے دل
پروا نہین جو ہجر مین خون ہو کے بہگیا — پیکان غم ہی سینے مین اپنے بجائے دل
چاہت تونے کرکے مین آفت مین پہنسگیا — زلف دراز بنگئی زنجیر پائے دل
آخر کو چہدکے ناوک مژگانسے رہگیا — تیر قضا سے کوئی کہانتک بچائے دل
سچ ہے یہ سانحہ بھی عجیب و غریب ہے — دل مبتلائے زلف ہی مین مبتلائے دل
وہ کونسا حسین ہے جو ہیوفا نہین — نادان ہو جو آدمی انسے لگائے دل
گر تم نہین رہیگا کسی اور کا خیال — خالی کبھی پڑی نہ رہیگی سرائے دل
آیا کسیکا دہیان نہ زلفونکی یاد مین — مار سیاہ ہین طرف کو چہائے دل

[illegible]

کیونکر نہ کہیں یار تجھے ہم چمن حسن
ای وحشت دل میں کسی جنگل میں مرونگا
احباب گرانی سے نہ تکلیف اوٹھائین
مرنے پہ جنازہ ہے مرا دوش ہوا پر
تا زیست دئے خار فلک نے عوض گل
ہے ڈھیر گلوں کا ترے وحشی کی لحد پر
حیرت کدۂ دہر طلسمات ہے گویا
خوشبو سے معطر ہے دماغ اپنا ابھی تک

رخسار ترے پھول ہین پھول دہن پھول
درکار نہین تیرے مسافر کو کفن پھول
صندوق سبک چاہئے مردیکا کفن پھول
گھل گھل کے غم ہجر سے ہی اپنا بدن پھول
ہین بعد فنا قبر پہ اپ سینکڑون من پھول
لے آتے ہین منقار مین زاغان چمن پھول
ہر روز کھلاتا ہے نئے چرخ کہن پھول
یہ داغ ہین سینے کے و یار سر کفن پھول

دل لوٹ گیا اشک کا بھی صوت آتش
کانٹوں نہین تیر دیکھکے سو نیکے کرن پھول

گیڑا ہوا ہے ترک ستمگار آج کل
نام خدا بہار پہ ہے یار آج کل
کیون بل پہ ہون نہ گیسوئے خمدار آجکل
تڑپا ہے اک جہان تری الفت کی رو سے
تصویر کھینچتے ہین تصور سے یار کے
سیل فنا سے کب تن خاکی کو ہی مفر
اک بار چھو گیا جسے چھوٹون وہ مر گیا

کھینچتی ہے بات بات پہ تلوار آج کل
ہین پتیاں گلاب کی رخسار آجکل
اولجھے ہوئے ہین کافر و دیندار آجکل
خود حضرت مسیح ہین بیمار آجکل
رہتے ہین محو طالب دیدار آجکل
بیٹھا ہی چاہتی ہے یہ دیوار آجکل
اور زنا گئی ہے عشق کا آزار آجکل

۷۳

[illegible]

ثنا کرتے ہیں شوق و مدح ساقی کوثر کی اسد ہم | سر واعظ پہ صدقے کیجیے بالائے منبر دل
جفاؤں پر تمہاری کیا ہو جو اف نکلی منہ سے | خدا کے سامنے دیگا دوہائی روز محشر دل
فلک جا پہونچا نظر سے غم کا سر پر ٹوٹ پڑتا ہے | فراق یار میں مجھ سے سنبھالا جائے کیونکر دل
تو کہاں دونوں شانوں پر جو بل کھاتے ہوئے گیسو | تصدق کر دیا اسوقت تو نے بھی تم پر دل
رقیب روسیہ سے تم نے کیوں گیسو نکلوائے | یہاں تو رکھا ہی پیچ و تاب اسوقت کھا کر دل
کبھی آشوب حسن ایسا نہیں دیکھا زمانے میں | سر بازار کر چھین لے ترک ستمگر دل
میسر وصل کب ہمیں تمہوں کے دید رہتی ہی | ہوئی ہیں مالدار آنکھیں ہماری ہے تو انگر دل
مزا کیا زندگی کا گر نہو جمعیت خاطر | محبت میں رہی کہو بیٹھا یہ ہے سرگشتہ مقدر دل
تمہیں سمجھا گئے اپنا وہ نکلے خون کے پیاسے | بھلا امید رکھے کسی سے خاک تم پر دل
حرارت بڑھ گئی ہے اندروں ہے آتش غم کی | مرے پہلو میں پارے کی طرح کھاتا ہے چکر دل
خیال اتنا رہے قاصد مکان یار پر جا کر | جو ہاتھ آئے تو لے آنا مرا پھر پھر دل
نہ پھر جانے کی عادت ہے نہ ہی خلل شکست ایسا | وہی ہیں ہاتھ کے رکھتے ہیں یہاں سکندر دل
لہو کی بوند سے بھی کم نظر آتا ہے پہلو میں | غم فرقت سے ایسا ہو گیا گھل گھل کے لاغر دل
نکل جاتا ہے پہلو توڑ کر ہونٹوں کی الف میں | پڑا ہو گا کہیں لب ہو کنار حوض کوثر دل
گراں ہی ایک کوڑی کو بھی وہ سیمیں بدن مجھکو | انہیں ہے قدر وہ لیتے ہیں سونے کے برابر دل

رہا کرتے ہیں تم ہی پار میں ہی اشک جا جا کر
مثال خضر جسد نے ہوا ہے اپنا رہبر دل

سر پٹک کر مرگئے دیوانگان عشق سب
ایک مدت سے مقفل ہین در زندان تمام

جابجا کشتے جو اوس شنک مسیحا کے ہین دفن
بولتے ہین ونکی صوت شنکو گورستان تمام

ابتدا او ترک ستم ایجاد تجکو کل پڑی
تر بتر میرے لہو سے کر لیا دامان تمام

کیون نہ غیر و نمین مزے سے ہو لبسر اپنی مدام
دیکھ لو دشمن زبان کے منہ مین ہین دندان تمام

دفع دشمن کے لئے لازم ہے نرمی ای زبان
رفتہ رفتہ آپ ہی گر جائین گے دندان تمام

حشر تک رووینگے سب پڑہ کے غمکے داستان
صفحۂ عالم پہ لکھا ہی مرا دیوان تمام

کیون ہما آیا ہماری لاش پر بعد از فنا
ہڈیان کہانیکو بیٹھے ہین سگ طفلان تمام

آسمان سفلہ پرور ایک ہی عالم پہ ہے
دیکھئے ہوتی ہی کب یہ گردش دوران تمام

زندگی بہر عشق کے قصے رہینگے بر زبان
مرگئے ای شنک جسدن ہوگیا دیوان تمام

بہلا نہ ہجر مین کسی عنوان تمام دن
مچلا رہا مرا دل نادان تمام دن

اوس بد گمان سے کیا کہین کیونکر گذر گئی
رہتا ہے اپنے ہاتھہ مین قرآن تمام دن

کہینچا جو خود بخود مجھے سودا سا ہو گیا
پہاڑا کیا مین اپنا گریبان تمام دن

رووے ہی گذری چار پہر ہجر زلف مین
تھا آج کس غضب کا پریشان تمام دن

مر کر بھی تیرے زلف کے قیدی نجائینگے
چھوٹے کہلا رہی در زندان تمام دن

جب تک جنون کے ہاتھ سے ٹکڑے نہو لیا
گہونٹا کیا گلا یہ گریبان تمام دن

آمد سنی چمن مین جو اوس گلعذار کی
چبھتا پہرا مین خار گلستان تمام دن

واعظو کہنا تمہارا ہم نہ مانینگے کبھی
وہ بجا لا ئینگے جو فرمائینگے پیر مغان

منع کرتا ہے عبث کعبے کو جانے دی ہمین
ہو سکا کل تک تو ہم پھر آئینگے پیر مغان

واعظا ہین نام روشن انکے مثل آفتاب
کیا مٹانے سے ترے مٹجائینگے پیر مغان

چھینٹے دیدیکر شراب ناب کی رو حساب
آفتاب حشر کو چمکائینگے پیر مغان

آج ہم رندونکو جو ایک ایک دیتا ہے
کل مکان جنت مین وہ دلوائینگے پیر مغان

آفتاب حشر کی گرمی کا ناحق ہے خیال
اپنے ساقی سے تجھے ملوائینگے پیر مغان

آتشک سنتے ہین سچی کی سوفی ہی تھی تجھ
مرکے جنت مین مقرر جائینگے پیر مغان

مرجائینگے جو فرقت ابروے یار مین
تڑپا کریگی روح ہماری مزار مین

کیا جاؤن سوئے دشت جنون مین بہار مین
طاقت کہان رہی ہے مرے جسم زار مین

تو ایک ہی جو گل چمن روزگار مین
عاشق بھی انتخاب ہے تیرا ہزار مین

چنگاریان رہین پس مردن غبار مین
تختے چنار کے جو دئی تھی مزار مین

باقی تھی زندگی ترے بیمار ہجر کی
دم توڑ کھ چکا تھا شب انتظار مین

اے غیرت مسیح یہہ تیرا مریض ہجر
مرجائیگا تڑپ کے شب انتظار مین

بیچین دل کے ہاتھ سے ہون اور ہجر مین
پھوڑا سا پکتا ہے مرے جسم زار مین

دیکھا جو روح کو تن خاکی سے دور سے
اک آفتاب پھرتا ہے مشت غبار مین

یاد آئی سردمہری قاتل جو بعد مرگ
ہر سون رہی ہمین تپ لرزہ مزار مین

جو تجلی ہے ترے چلمن کی لو افشان ہے
پھر آب و تاب تو خورشید کے نگین مین

پس از فنا یون ہی مجھ ناتوان کو دفن کرین
کفن کے بوجھ کی طاقت مرے بدن مین نہین

او داس ہم ہین تو وہ بھی بہت پشیمان ہے
دل حزین جو مرا زلف پرشکن مین نہین

مہک رہی ہی گلی سارے زلف مشکین سے
پھولو گلو مین تو گویا نافہ ختن مین نہین

غبار دل مین نہین اشک صاف باطن ہون
دلیل یہ ہی کہ گنجلک مرے سخن مین نہین

یون نظر آتا ہے مجکو ہر کنول تالاب مین
چشم اشک آلودہ عاشق ہی گویا آب مین

تو جو او خورشید رو پیدا زمانے مین ہوا
جیسے دھبا لگ گیا اک عارض مہتاب مین

خال ابرو ہی ید بیضا کی صورت جلوہ گر
یا چراغ طور ہی کعبے کی بھی محراب مین

ہی ید بیضا ہوو انکا خال ہی ہی عصا
موسی عمران کھڑے ہین کعبے کی محراب مین

بوسے ان ہونٹھو کی لیتے ہین رقیب تلخ کام
مین بھی کہتا ہون کہ پھر کڑواہٹ کیا ع جی بہین

اک یہم خوبی کی الفت کا ہی اتنا زور شور
گھر بنایا چاہیے چل کر کہین پنجاب مین

فرقت جانانہ مین رویا اسقدر مین ناتوان
رات دن تیرتا پھرا جو اشک کے سیلاب مین

رات دن آنکھین ایسی جسطرح برستے ہین شدید
دیکھلوں اوس ماہ کو شاید کہین پھر خواب مین

تیرہ بختی دیکھنا سب ہوگئے کوچے سیاہ
ڈھونڈنے نکلا جو مین اوسکو شب مہتاب مین

اوس یہم خوبی کی الفت مین یون گردش مین ہون
جسطرح آجائے کوئی حلقہ گرداب مین

ٹکڑے ہو جاتا ہے دل جب تیغ بجاتا ہی ستار
ڈھنگ مین بانکپن کا ہے تیری سفر لاب مین

مدتو نسے بھی سودا ہے سمایا سر مین / فصل گل آئی جہان آگ لگا دی گھر مین
شکر صد شکر تمنائے دلی بر آئی / روح نکلی مری آغوش پری پیکر مین
واہ رے گردش مقسوم نپایا آرام / پس مردن بھی رہی خاک مری چکر مین
حشر کو ہوگا ہی خون کا میرے محضر / نہین جوہر ستم ایجاد ترے خنجر مین
کسطرح ہوگی بسر قبر مین ایدل پس مرگ / دم اولجھتا ہے جو رہتا ہون اکیلے گھر مین
کی جو وصلت کی تمنا ہوے بیمار فراق / درد پیدا ہوا صندل جو لگایا سر مین
کیا ہی گرتا ہی شرابی پہ شرابی آکر / مئے گلرنگ نظر آئی جہان کنٹر مین
دیکھنا فصد جو لی زلف کے سودائی کی / جا ہے خون دیکھی وہوان کے مری نشتر مین
گر یہی شعلہ فشانی دل پر داغ کی ہے / آگ لگجائیگی اک روز مرے بستر مین
مارے گرمی کے پہنکا جاتا ہون تو ساقی / مئے نہ تھی آگ کا شعلہ تھا کوئی کنٹر مین

آج کل درپئے ایذا ہے فلک ہی آتشک
چین سے بیٹھنے پاتا نہیں انسان گھر مین

ہمین پر اونکا ہے دار و مدار صحبت مین / بنینگی سرو چراغان یار صحبت مین
حسین بیٹھے ہین باندہی قطار صحبت مین / گلو نکی دیکھہ رہا ہون بہار صحبت مین
مجھے بھی ہی یہہ تمنا کہ اوڑکے جا پہنچون / اونھین بھی ہوگا مرا انتظار صحبت مین
لٹا دیا ہے ساقی نے آج میخانہ / دہرے ہین شیشۂ مے بیشمار صحبت مین
یہہ شکوۂ کش مکش غیر سے ہوا ہین تنگ / کہ جیتے جی ہوا جیسے فشار صحبت مین

فصل گل مین ہی یہہ عادت ہے دیوانونکی
بہار مین جہونک کے کپڑونکو نکل جاتے ہین

مر چکے ہوتے مریض غم فرقت کبکے
وہ جو آتے ہین وم نزع سنبہل جاتے ہین

پاؤن ان آئینہ رویونکی دباتے کیونکر
ہاتھ زانو کے صفائی سے پہسل جاتے ہین

وصل کے نام سے یون مجہین دم آجاتا ہی
مرنے والے کوی دم جیسے سنبہل جاتے ہین

سنکے وہ کہتے ہین مرتے بہی نہین ہجر مین شک
سنکہیا کہاتے ہین افیون نگل جاتے ہین

رہگیا یار کے کیا گیسوے عنبر بو مین
کس کا ماتم شب ہجرانمین ہا کرتا ہے

رات بہر دل کو ٹٹولا کئے ہم پہلو مین
کون روتا ہی الٰہی یہہ مرے پہلو مین

ایسا شفاف ہی اوس نازک بدن کا بدن
لوگ منہ دیکہتے ہین آئینہ زانو مین

کعبہ و دیر کلیسا مین پکار آے ہم
آپ بیٹہے رہی گونگے کیطرح پہلو مین

کسکی شمشیر نگاہ نے نکالی دل پر درد نے راہ
برچہیان کوی چہبوتا ہے مرے پہلو مین

اک طرف درد تو فرقت مین ہا کرتا تہا
ٹیس ہے آج مرے دوسرے بہی پہلو مین

بیخودی مین بہی کہتا ہون شب وصل صنم
خواب ہے یا کہ وہ سوتے ہین مرے پہلو مین

ناصحا عشق مین ہین لاکہہ طرح کے کہٹکے
خود سمجہتا ہون مگر دل تو نہین قابو مین

پہر گیا خنجر بیداد بت قاتل کا
سجدہ کرنیکو جہکا تہا مین خم ابرو مین

خون رلاتا ہے یہہ کس معدن خوبی کا فراق
رنگ یاقوت کی چنی کا ہی آنسو مین

روئینگے دوست جو مجہہ زار کو آکر پس مرگ
غسل میت مجہے ہو جائیگا چار آنسو مین

۷۹

ہر صنف مین کیا وہ اپنی مایل کو ڈھونڈتے ہین — ہم سربکف یہان غم و قاتل کو ڈھونڈتے ہین

اکبار قتل ہوکر ایسا مزا پڑا ہے — میدان حشر مین بھی قاتل کو ڈھونڈتے ہین

پھلوہ اٹھو لا زلفون مین اپنی ہیہے — مین غم سے رو رہا ہون وہ دلکو ڈھونڈتے ہین

کیا حال پوچھتے ہین ہر دم یہ اہل محشر — اس بھیڑ مین ہم اپنے قاتل کو ڈھونڈتے ہین

بحر حبابِ نہین وسکی ہے یون تلاش ہمکو — جیسے غریق دریا ساحل کو ڈھونڈتے ہین

اس عالم فنا مین خالی نہین بچھیرنا — ہم سب فرا اپنی منزل کو ڈھونڈتے ہین

سوز الم سے مثل پروانہ جل رہے ہین — کیا جانے کوئی ہم کس محفل کو ڈھونڈتے ہین

لیلی وشون نے ایسا دیوانہ کر دیا ہے — گویا کسیکے ہر دم محمل کو ڈھونڈتے ہین

کس بحر غم مین ڈوبے ابھرینگے خاک اب ہم — تحت الثری پہنچکر ساحل کو ڈھونڈتے ہین

ان زاہدون سے کہدو رندو نہین آگے بیٹھین — دل کی اگر صفائی کامل کو ڈھونڈتے ہین

جنت مین گھر ہے اپنا وہ نکار استہ ہے — اے دل ابھی تو پہلی منزل کو ڈھونڈتے ہین

مرکر بھی جستجو سے ہمنے نہ ہاتھ اوٹھایا — گرد و غبار بنکر قاتل کو ڈھونڈتے ہین

غارت کیا تمہین نے دیوانہ اب بناؤ — ہم تشنگے چمن ہی ہر یا دلکو ڈھونڈتے ہین

خنجر لیا کمر سے جسکو تڑپتے دیکھا — لاشے مٹا مٹا کر بسمل کو ڈھونڈتے ہین

اپنی جگہ پہ خوش ہین ہم غرق بحر الفت — کب مرد بان آبی ساحل کو ڈھونڈتے ہین

غربت مین رہ گئے ہین اک قافلے سے چھٹکر — پہنچے عدم کو سب ہم منزلکو ڈھونڈتے ہین

سبکے کمال کا تو اے اشک معتقد ہے — ناقص ہین وہ جو نقص کامل کو ڈھونڈتے ہین

زبان خلق کوئی بند کر سکتا نہیں پیارے
گمان لیلی کا تم پر ہی ہمیں مجنون بناتے ہین

دہان گور دیتا ہی پیام مرگ پیری میں
جو سوجاتا ہون مین تو خوابمین مُردے دکہلاتے ہین

ابل پڑتے ہیں آنسو آنکھ سے گو ضبط کرتا ہون
وہ دریا اور ہوتے ہین جو کوزہ میں سماتے ہین

جگہہ کیونکر کرے دلمیں کوئی ان حیلہ سازونکی
پکارا جائے جب در پہ کہا کہدو نہاتے ہین

سر و ساماں سے کیا مطلب عدم کے جانے والونکو
وہان سے ساتھ کیا لائے تھے جو یہان چھوڑے جاتے ہین

خدا بخشے پس از مردن بھی لڑکونکا تماشا ہی
کھلونے والے جو مٹی کا اب مجنون بناتے ہین

جنہیں جینا ہو بیٹھیں راہ قاتل کے بلا نیکی
قضا جنکی ہی اپنے پاؤن سے وہ آپ جاتے ہین

غضب کا توسن عمر رواں چالاک ہوتا ہے
اکھڑ جاتے ہین آسن جسجگہہ پیری جماتے ہین

حرم کے سر کے سن سنکے کہتا ہون غنیمت ہے
فقط نظرون ہی سے اپنی مجھے بیہوش کرتے ہین

قیامت مین کوئی تو واعظو ہمکو بھی پوچھیگا
وہان بھی دیکھنا کس شان سے میخوار آتے ہین

مجھے دیتے ہین دیوانے یہ فقرے سو ہم گلمین
کئے دل سے ہمارے خود بخود دلو سے کہجاتے ہین

اثر اپنی محبت نے دکہایا بعد مرنیکے
لحد پر چوڑیان وہ توڑتی ہین تیجہ بڑھاتے ہین

اشارہ ہی کہ تجکو خاک مین اکدن ملادینگے
جو غش ہین چاہنے والے تو مٹی سونگہاتے ہین

در دولت سر اپنے غول دیوانونکے بیٹھے ہین
نہ آئے آج منت کی وہ زنجیرین پڑاتے ہین

محبت مین جو اک گل پیرہن کے جان دیتے ہین
کفن لیکر ہمارے دوست پھولونکا بناتے ہین

فرشتہ بھی ہمارے ہجر مین گھٹ گھٹکے مرجاتا
ہمارا ہی کلیجا ہے جو یہ صدمے اٹھاتے ہین

میان عاشق تو جہانتک ہوسکا اپنے سے کر گذرے
ہمارے بعد دیکھین اب کسے وہ آزماتے ہین

۸۱

جس آئینے مین ولکے دیکھا نظر یہہ آئے	گویا بتان چہرو آنکھونکی پتلیان ہین

درکار شعر کو نہین ہوتا ہے جامہ نو
کہنہ لباس مین ہم اے اشک شادمان ہین

خوش پینے کی رہی حسرت سفر ورمین	چاہئے تیر آب کی پٹی مرے ناسور مین
تھی جو شکست سوز غم کی مرہم کافور مین	شمع سا روشن ہے پٹی مرے ناسور مین
بو ہے نخوت گر نہو فی خاطر مغرور مین	حق تو یہہ ہی کونسا پھر عیب تھا منصور مین
صبح فرقت جو ہر اک زخم جگر ہنسنے لگا	خاصیت تیر آب کی ہی مرہم کافور مین
کشتۂ تیغ تغافل ہین یہہ کس بیدست کے	بو ہے ٹھے ہے جو ہمارے زخم کے انگور مین
جائے عبرت ہی خرابات جہان ای غافلو	جغد رہتے ہین مکان قیصر و فغفور مین
مین نہ جنت مین قدم رکھتا کبھی بعد از فنا	گر نہوتین یار کی دو چار باتین حور مین
روح رخصت ہوگی آخر یہہ کہکر جسم سے	لے خدا حافظ کہ اب طاقت نہین مہجور مین
فرقت گیسو مین کالی لٹ ہی ہر تار نظر	تیرگی ایسی کہان ہوگی شب دیجور مین
دست ساقی مین نظر آیا ہی قرص آفتاب	جب مے گلگون بھری ہی کاسۂ فغفور مین

اشک مرجائین بلا سے ہجر مین وصل یار کے
بیوفائی کا چلن اپنے نہین دستور مین

شانون پہ جو گیسو ہین بل کھائے ہوئے ہین	پھندے سے مرے ہاتھونکے سلجھائے ہوئے ہین
پہلی جو شب وصل سے شرمائے ہوئے ہین	زانو پہ وہ سر ناز سے نہوڑائے ہوئے ہین

ہزاروں مُردہ آبی جلائے شعلۂ رخ سے — نہائے آپ کیا جا کر لگائی آگ پانی مین
لب دریا کوئی تو نور پیکر جلوہ فرما ہے — جدہر دیکھو حبابونکے کنول روشن ہین پانی مین
ہوئے پر کافر عشق صنم جانا خدا سمجھے — مسلمانون نے نہلایا مجھے گنگا کے پانی مین
چھپی بیٹھے ہین گھر مین طالب دیدار رہتے ہین — جوان ہوتے ہے کیسے آ گئے وہ لن ترانی مین
دکھایا مجھکو آنکھوں نے سر برگشتہ قسمت کے — سنا کرتا تھا آگے عشق کے قصے کہانی مین
اجل آئی تو آنے دو عدم کو کون جاتا ہے — یہ منزل ہم سے طے ہوگی نہ ضعف و ناتوانی مین
لکھا تھا خط مین کیا جو نامہ بر کو قتل کر ڈالا — مقرر پڑ گیا کچھ پیچ پیغام زبانی مین

موئے پر چھٹینگے ای اسمال ہم قید تعلق سے
رہے کیا کیا بکھیڑے چار دن زندگانی مین

قتل عاشق کی خوشی سے خانۂ جلاد مین — روح آئی ہی مرے رسم مبارکباد مین
پھر چھری اٹھنے لگی دست ستم ایجاد مین — پھر پڑا صیاد فکر بلبل ناشاد مین
سخت جانی نے مجھے قاتل سے شرمندہ کیا — سیکڑوں بل پڑ گئے تیغ ستم ایجاد مین
اوسکے سینے پہ نظر آیا جو پستانکا اوبھار — قمریان بولین شگوفے آگئے شمشاد مین
سوز فرقت نے اثر اپنا دکھایا وقت ذبح — پڑ گئے چھالے زبان خنجر فولاد مین
ہجر سا دشمن دوستو دنیا مین ہوگا دوسرا — پیار سے لوٹا کیا سر دامن جلاد مین
ایک عالم کو اگر کچھ دن یونہین سودا رہا — بیڑیونکی لوٹ ہوگی خانۂ حداد مین
نالہ پر درد سنکر دل پکڑ لیتے ہین وہ — بارے اتنا تو اثر پیدا ہوا فریاد مین

منہہ میں بھرے شیرین نے زبان بھی جو شب وصل
سمجھا میں کہ مصری کی ہے اک لوز دہن میں

آنکھیں تری آنکھوں سے ملاتے یہہ مقرر
حیوان کی اک شاخ نہ ہوتی جو ہرن میں

پامال کیا ضد سے عنادل کے گلوں کو
پڑھا میں کہیں داغ نہ گلچیں کے بدن میں

کہتا نہیں از مرگ ہے کرب و بلا کا
خاک در جانان کے جو صدقے ہیں کفن میں

اک آہ جو کی ہو گئے دنیا تہ و بالا
دو روز سے خاک اوڑتی ہے ہستی کی چمن میں

بھولا نہیں اب تک وہ رقیبوں کا جلانا
جب دیکھتا ہوں آگ سی لگ اوٹھتی ہے تن میں

زندہ ہے یوسف تو کنوین سے نکل آئے
وہ مرگیا ڈوبا جو تری چاہ ذقن میں

سمجھا میں کہ خورشید قیامت ہوا طالع
منہہ چاند سا دیکھا جو دوپٹے کی کرن میں

ساقی ہے مئ ناب ہے برسات ہے ہم ہیں
بجلی اوڑا کرتی ہیں دہرات چمن میں

یاد آئیں نہ کیونکر اشک مجھکو لکھنؤ والے
وہ شوخیاں بانکپن نہ حسینان دکن میں

لاش بلبل ناشاد میں صیاد پھرے ہیں
پھری کھینچی ہوی دن بھر ستم ایجاد پھرتے ہیں

ترقی تھی نہ سودے کی کبھی یہہ موسم گل میں
کرا بتو بیڑیاں کھر کھرائی صداد پھرتے ہیں

ہزاروں کو جنون ہے سیکڑوں سودائی پھرتے ہیں
پری کے بھیس میں جب بنی آدم زاد پھرتے ہیں

ہمارے قتل کی تیاریاں ہیں گھر میں قاتل کے
رقیب اللہ اکبر آج کیسے شاد پھرتے ہیں

گلستان جہان سے کوچ ہے فصل بہاری کا
جنون جاتا رہا بیکار اب فصاد پھرتے ہیں

گل و لالہ کے تختے باغ میں پامال ہوتے ہیں
اودھر لیتے ہیں چمن جب وہ سو شمشاد پھرتے ہیں

حق پہ گر ہوتا تو یون سولی دیا جاتا نہ وہ
شک نہی منصور کے دعوی باطل مین نہین

ڈوب مرتا ہین ہی اک مہ جبین کے ہجر مین
لوگ کہتے ہین کہ پانی چاہ بابل مین نہین

روی روشن پر جو کچھہ چہائیان ہین کیا
یون اگر دیکھو تو دہبا ماہ کامل مین نہین

پہنچ فرقت سے گیا او ترک صید نیم جان
اب تڑپنے کی بھی طاقت تیر بسمل مین نہین

سنکہیا سو بار کہائی دم نہ نکلا ہجر مین
میری قسمت کا اثر زہر ہلاہل مین نہین

پر خطر راہ عدم ہے پاس زاد و راحلہ
اوس پہ کوسون آدمی کا نام منزل مین نہین

تا چہے مجس بزم مین آیا پری پیکر مرا
پوچہتا ہے کوئی دیوانہ تو محفل مین نہین

پار کیسا کا کوئی ہوتا ہے عدم کی راہ مین
ساتھ جو آئے تھے وہ پہلی ہی منزل مین نہین

چٹکیان دلمین گگو نکے لیتے ہین نالے مرے
کہتے ہین یہہ درد آواز عنادل مین نہین

دو گہڑی بہی ایک جا تہک کر نہین بیٹہے کبہی
پانون دیوانو نکے جبتک سلاسل مین نہین

پا شکستہ کو جو گہر بیٹھے ملے احسان ہے
کو بکو پہرنے کی طاقت تیری گھائل مین نہین

پہنسا کلین ہون چشم ترکا گہر عدم کا قصد ہے
سنتے ہین آگے کنوان بہی کوئی منزل مین نہین

ناقہ لیلی کی وحشت کا سبب کہلتا نہین
شاخ کوئی بید مجنون کی تو محمل مین نہین

خوب مین پہچانتا ہون اوس بت عیار کو
پیار کی ظاہر مین جو باتین ہین وہ دلمین نہین

مین گرفتار بلا سودا سے گیسو تک رہا
اب مرے بار گلو طوق و سلاسل مین نہین

کہیل مین اوجہا لیا ہے یہہ کیسی عاشق کا دل
ڈہونڈنا اوس طفل کمسن کے حمایل مین نہین

افعی مردہ ہے جیب سے کیا سودا زلف
نام کو بہی اب کہین جنبش سلاسل مین نہین

وہی ہم ہین جنون مین راتدن صحرا نوردی تہی
تشفی کے لئے ہاتہو پہ گل کہانسکے قہر تہین
یہہ عالم ہے شب ہجر انمین اپنی چشم گریا نکا
عجب حسن صفا اللہ نے اوس بت کو بخشا ہے
اثر ہوتا نہین دل مین تو نکے جا حیرت ہے
ہمیشہ یہہ زمانہ بہی نیا نقشا دکہاتا ہے
لبون کے وصف مین مضمون نگین ہاتہہ آتے ہین
ترے اعجاز کے قابل جو دنیا مین نہین ہے

یہہ عالم ضعف کا اب ہے کہ دو دو گام چلتے ہین
فقط اے گلبدن اسواسطے چولا بدلتے ہین
کبہی برسات مین جسطرح سے دریا اوبلتے ہین
بہلا ہم رند کو کیا مال ہین زاہد پہسلتے ہین
مرے نالون سے پتہر موم کی صورت پگہلتے ہین
کہ جیسے ہر گہڑی بہروپئے صورت بدلتے ہین
دہن ہے ہمدم فکر سخن کیا لعل اوگلتے ہین
اونہین کو نقش قالین شیرین بنکر نکلتے ہین

ثمر الفت کا حاصل ہو نہین اسے اشک شکل ہے
درخت خشک بہی غافل کہین دنیا مین پہلتے ہین

سینے مین کیا ستمگر خنجر گہنگولتے ہین
کیا پہر عجیب جہٹ پٹ دروازہ کہولتے ہین
جاتا ہے جسطرف وہ خمار نگر دل و جان
قاتل کا نام لیکر ہر اک پکارتا ہے
منظور قتل کرنا کس بیگناہ کا ہے
رنگین لبون سے اونکے باتین سے تو کوئی
اے جان ہر کسیکو یون منہہ نہین لگاتے

دل ہی یہان نہین ہے کسکو ٹٹولتے ہین
جب مین پکارتا ہون پہر وہ نہین بولتے ہین
گہبرا کے لوگ اپنے پہلو ٹٹولتے ہین
عیسی وشون کے کشتے مرنے پہ بولتے ہین
ڈورا او لانپی کا غصے مین کہولتے ہین
دلکو بہی یقین ہو دو لال بولتے ہین
انسانکو پہلے عاقل نظرون مین تولتے ہین

کیا ساتھ دے سکینگے مرا راہ عشق مین
طاقت کہان ہے خضر علیہ السلام مین

یہان حسرت وصال مین ہی جان پر بنی
وہان روز اک کام نکلتا ہے کام مین

کیا پر لگا دیئے مری شبدیز عمر کو
طے منزل حیات ہوگی ایک گام مین

ساقی نے ہاتھ کھینچ لیا واہ رے نصیب
اپنے سرور ہی نہ ملے ایک جام مین

اے حور قصر خلد مین پائی نہ وہ شکوہ
جو شان ہے تری در و دیوار بام مین

اندھونکی طرح ٹاپتے پھرتے تھے گھر میں ہم
تاریکی اسقدر ہوئی فرقت کی شام مین

صیاد ہنسکے کہتا ہے گیسو ٹٹول کر
اک مرغ دل سیکا پھڑکتا ہے دام مین

دھوکے سے مرغ دل مرا لفظون مین پھنسگیا
سمجھا نہ یہہ کہ خال کا دانہ ہے دام مین

کیا اشک اونسے ترک ملاقات کیجیے
بدنام اب تو ہو چکے ہم خاص و عام مین

مثال سنبل تر گیسوی خمدار رکھتے ہین
گلابی رنگ نازک پھول سے رخسار رکھتے ہین

بلا کی ناز آتی ہین غضب رفتار رکھتے ہین
پری وش آدمی کو مار ہی سے مار رکھتے ہین

نیا یہہ روگ ہے ہمکو عجب آزار رکھتے ہین
خیال نرگس چشم صنم بیمار رکھتے ہین

بلا آتی ہے مشتاقون پر اک دن صورت ہوتے
ہر اک سے بے نیازانہ صنم گفتار رکھتے ہین

گرو پیر مغانکے گھر ہوئے وہ رند مفلس ہین
نہ کپڑے جسم مین نے سر پہ ہم دستار رکھتے ہین

خریدی جسکا جی چاہے پسند آئے تو حاضر ہے
یہہ جنس دل اوٹھا کر اب سر بازار رکھتے ہین

نہین پروا شہر و دشت ہم خانہ بدوشونکو
ڈرین وہ گردش دوران سے جو گھر بار رکھتے ہین

جنوں میں خانہ دلدار کی حد سے نہیں بستی
ہمارے پانوں گویا گردش پرکار رکھتے ہیں

عیاں ہے عکس یوں دانتوں کا سینے کی صفائی سے
کہ جیسے آئینے پر موتیوں کا ہار رکھتے ہیں

سمجھتے ہیں برابر اشک ہندو و مسلماں کو
لگے ہیں اسلئے ہم سبحہ و زنار رکھتے ہیں

جو مر جاتے ہیں دیوانے تری دشتِ بیاباں میں
پری بن بنکے آتی ہیں ملک گورِ غریباں میں

جنوں نے خاک چہنوائی ہمیں دشت و بیاباں میں
بہت اچھے رہے وہ جا پڑے جو کوئے جاناں میں

ہمیں وں سوی ہیں عشاق اونکے یاد و ندا میں
رہا ہے ہو تپا بند ایک مدت چشم گریاں میں

قفس ہے صورت بلبل جلے شوق گلستاں میں
نکلتی ہے بدن سے روح پیچھے کوئے جاناں میں

طبیعت ہتی ہے بہوت بحر زلف پیچاں میں
بنائیں مرغ دل کا آشیانہ سنبلستاں میں

جلا کر خاک کردیں ہڈیاں تک سوز فرقت نے
جہنم جیتے جی مجھکو ملا عشق حسیناں میں

مری تقدیر یا ور تھی جو قید ہجر سے چھوٹا
رگڑ رگڑ ایڑیاں مر مر گئے ہیں لوگ زنداں میں

کسیدن آنکلتا ہے اگر وہ فتنۂ عالم
رہا کرتا ہے پہروں تہلکہ گور غریباں میں

بری ہوتے ہیں او فتادہ ہیں گرفتاران الفت کے
جو قید زلف سے چھوٹے گرے چاہ زنخداں میں

جو دیوانہ ہے اوس گلرو کا اپنے دل میں کہتا ہے
نہیں یہہ سنگریزے پھول ہیں داماں طفلاں میں

عجب اللہ نے یہہ خاک کے پتلے بنائے ہیں
ہزاروں فلسفی حیران ہیں ترکیب انساں میں

کیا شرمندہ ظالم سے ہماری سخت جانی نے
تڑپتے ہیں لہو بھر گیا قاتل کے داماں میں

تصور اوس حسین کا خانۂ دل میں نہیں بستا
کیا ہے قید ہمنے یوسف کنعاں کو زنداں میں

اگر طلب کرے وہ شمع انجمن آنکھیں
ہر اک نکال کے رکھہ دے سر لگن آنکھیں

بڑی بڑی تو ہیں تیری سی جانمن آنکھیں
رسیلی ایسی کہاں پاینگے ہرن آنکھیں

کہلیگا غنچۂ گل کیا ہجوم بلبل سے
حیا سے اور نہ کہولے گی یہہ دولہن آنکھیں

ہوا ہے تک اس چمنستان دہر کی پہر جاے
جو مجھسے پہیرلے وہ یار گلبدن آنکھیں

چمن میں کیسکے ہے حسن صبیح کا شہرہ
طلب جو کرتی ہے نرگس سے یاسمن آنکھیں

نہ سیر باغ کا کر قصد او حیا تمکین
گلوں سے ہے ہمہ تن آجکل چمن آنکھیں

موی ہیں حسرت دیدار یار میں اے دل
کہلی رہینگی ہماری تہِ کفن آنکھیں

نہ دل سے جائیگا غربت میں دوستوں کا خیال
لگی رہینگی ہمیشہ سوے وطن آنکھیں

تمہاری چشم سیہ بوی مشک دیتی ہے
بجا ہے سمجھی ہیں جو نافۂ ختن آنکھیں

اگر ہو نرگس بیمار یار کو صحت
بنا کے دون تجھے سونیکی برہمن آنکھیں

خود اپنے صانع قدرت نے ہاتہہ چوم لئے
وہ دلفریب بنائے لب و دہن آنکھیں

ہزاروں ابتو اشاروں سے قتل ہوتے
بنی ہیں نام خدا ترک تیغ زن آنکھیں

دوبارہ غسل ہوا مجھکو آب رحمت سے
جو بت کی یاد میں روئیں تہ کفن آنکھیں

بجاے شیر رواں آنسوؤں کی نہریں ہیں
بنی ہیں کاوش مژگاں سے کوہکن آنکھیں

تمہارے کوچے میں لٹتے ہیں قافلے دل کے
بنی ہیں جانکو لوگوں کی راہزن آنکھیں

خدا نے شرم کا پتلا بنایا اوس بت کو
حیا سے اوٹھہ نہیں سکتیں دم سخن آنکھیں

ستم پروروں سے نکلتے ہیں بنکے آگ آنسو
جلائینگی ہر ادائی پیرہن آنکھیں

[illegible]

پار دریا سے فنا سے ہوی ہم مرکر	سخت تر ہوتی ہے ایذای سفر پانی مین
کیا دکہائی دیوے او سے بحر الم مین ہو جو غرق	کام کرتی نہین انسان کی نظر پانی مین
جا کے دریا مین عریضہ پہہ بہا دے قاصد	تار کیطرح پہنچتی ہے خبر پانی مین
پہلجہڑی کا نظر آتا ہے تماشا شب ہجر	آہ سوزان سے جو کرتے ہین شرر پانی مین
حرص گر چشمہ حیوان کیطرف لیجائے	آب شمشیر کا پیدا ہوا اثر پانی مین
لے سہی قد نہ دکہا پنجہ رنگین اپنا	جہک گئے شرم سے مرجانکے شجر پانی مین
ڈوبنے پر بہی مکافات عمل سے نہ چہٹے	تپش دل سے ہے ایذای سفر پانی مین

اشک کسطرح نہ بہا گون مین محیط غم سے
خوف سے ہوتا ہے اب آب جگر پانی مین

پیچ تو ہے سودا زلف یار لیکر کیا کرین	سر نہین رکہتے ولا بیکار لیکر کیا کرین
جان دی تہی اس تمنا مین کہ ہونگے در پہ غرق	پہر قدر جالیس دیوار لیکر کیا کرین
پہر قتل عاشقان کافی ہے اک برق نگاہ	تیغ سے وہ خنجر چہری تلوار لیکر کیا کرین
ناخن پای حنائی چومنے کا شوق ہے	بوسہ ہاے ابروی خمدار لیکر کیا کرین
کور آنکہین ہوں اگر تجکو نہ دیکہیں جان جان	چشم بینا طالب دیدار لیکر کیا کرین
اے طبیبو چاہیے درد جدائی کی دوا	نسخہ اکسیر ہم بیمار لیکر کیا کرین
عکس دندان سینے پر مالا ہے مروارید کا	مول پہر وہ موتیون کا ہار لیکر کیا کرین
نشتر مژگان جہین تو ذائقہ دلکو ملے	آبلے منہ مین زبان خار لیکر کیا کرین

[illegible]

یہہ باعث ہی جو کان حسن کہتی ہین وہ نہین عشق
تکلف مین جواہر پارہ وہ اندام رکہتے ہین

پہرے کعبے سے مفلس ہو کے ہم فصل بہار میں
کسی رنگ پاس ہن احبابہ احرام کہتے ہین

وہ جب ترک کرکے اشک گو بیٹھے مرے گہر مین
ابھی تک غیر سہم نامہ و پیغام رکہتے ہین

دل پر آفت آئی عشق زلف عنبر فام مین
قافلہ لوٹا گیا اپنا دیار شام مین

آسمان سے باتین کرتی ہی صنم کی چہت
کسقدر اللہ رفعت ہی تمہارے بام مین

مرتبہ جمشید کا حاصل ہوا جو رند کو
سارے عالم کا تماشا دیکھتا ہو جام مین

عشق کامل ہے جنہین آفت ہی وہ ڈرتے نہین
بلبلین ہنستی ہین خود صیاد کے گلدام مین

بیٹھی نظرون سے اشارہ کر تو آنکھین چوم لون
ذائقہ شکر سے ہوتا ہے سوا بادام مین

صورت نمرود سب کا ناک مین دم کر دیا
قہر کا پشہ ہے تیری تیغ خون آشام مین

تختہ لالے کا کہلا ہے سنبلستا نہین کوئی
یا دل پر داغ ہے اوس زلف عنبر فام مین

بولے جب برج آبی مین نزول آفتاب
غسل کو جس دن قدم رنجہ کیا حمام مین

ڈہ گئے قصر و مکان اسطرح سیل اشک سے
جسطرح گرتے ہین گہر برسات کے ہنگام مین

نیک باطن ہی مرا ظاہر مین ہون سب سے برا
شاخ گل کیطرح کانٹے ہین تمام اندام مین

ہجر کے سامان بند ہی رات کو نیندین اوڑ گئین
تفرقہ ڈالا فلک نے راحت و آرام مین

جان دیتے ہین مسلمان اوس صنم کے نام پر
آج کل ہے بت پرستی کا رواج اسلام مین

لیچلے دنیا سے دل مین حسرت بوس و کنار
قاصدون کے پانون ٹوٹے نامہ و پیغام مین

جسم مین پیدا ہی ہے ہوئی تاب و توان | آ گئی جب دم شراب روح پرور رہا تھا مین
فصل گلمین یون نکالیں غنچو نکو تھی | دوش پر ہر اک کے سجادہ ہو لستر رہا تھا مین
قتل ہوتے ہین ہزار وں یکہ لگا قصور | اونگلیو نمین یار چہلے ہین کہ چکر رہا تھا مین
گر مجہے کوئی اوٹہا لیتا ہے کہتی ہین لوگ | پیکر تصویر ہے یا جسم لاغر رہا تھا مین
یہہ اشارہ تہا الف سے ہاتھ بابر ہین مر | دیکہہ لو چہلے نہین جاتا سکندر رہا تھا مین
بعد مرنیکے ہواے کبر سے خالی ہین سب | دیکہہ غافل کوئے لیکر کاسہ سر رہا تھا مین
فی الحقیقت حاجت شغل نہین کیا قص مین | اونگلیان ہین دست جانانہ ای تو پیکر رہا تھا مین
دست رنگین مین ہمارا یہہ دل پر داغ ہی | یا کوئی پہولون کا گلدستہ ہی دلبر رہا تھا مین
عشق بازی مین کسیکا زور کام آتا نہین | سیم تن قابو مین ہین جتبک کہ ہی زر رہا تھا مین
عکس ہی آتشین یار سے تزئین کے وقت | آئینہ چاندی کا بنجاتا ہے مجمر رہا تھا مین
فیض صحبت سے حسینونکے ہنر ہی عیب بھی | بنگیا ذرد حنا سرو صنوبر رہا تھا مین
آئینہ کیونکر نہ سمجہین ہم ہتیلی کو تری | صورت جوہر لکیرین ہین سراسر رہا تھا مین
یوسف مصری کا ہوتا ہی گمان اوس شخص کو | دیکہتا ہے جو تری تصویر لیکر رہا تھا مین
شوق مین جلاد کے روز قیامت گر پڑا | یاد ہے مجہکو لیئے ہاتہون کا خنجر رہا تھا مین
ہین عجب نیرنگیان صبا دمیر حسن کی | بنگیا طاؤس آ لئے ہی کبوتر رہا تھا مین
آج تک وحشت ہے سودا کے مزاج کو تری | ایک دن لے لی تہی یہہ زلف معنبر رہا تھا مین
اللہ اللہ کیا بت نادان کو ہی الفت کا جوش | دل کہلونے کیطرح رہتا ہی ون رہا تھا مین

مرغ دل دیکہو تم اپنی پہڑک رہا تھا مین
دام گیسوی مین رسی و دغا کیوں رہا تھا مین
الکا اشارہ مین ہوا ہے کسقدر اللہ رہا تھا مین
کیا ہوا گر ساغر پیچ و تاب کو دلی رہا تھا مین
رنگ لالی روز محشر ہی دیوانگی رہا تھا مین
مین ہی حاضر ہون کلام اللہ لیکر رہا تھا مین
دست رنگین دیکہکر بیتاب ہو جاتا ہے دل
پیچ کہا کہا رکہتے ہین گرچہ جادو رہا تھا مین
وہ ہتیلی بھی اثر رکہتی ہے مانند صدف
قطرۂ آب رہ کے بنجاتا ہے گوہر رہا تھا مین
اشک حسرت مین ہوئے پاس اک فرد عمل
ہے جہان مین سر پہ عصیان کا دفتر رہا تھا مین
فلک مین مارے وہ تہہ کے تل تاری مین

[illegible]

تپش غم کی حقیقت کوئی ہمسے پوچھے
سنبلستان کو سمجھتا ہون ہوا ن فرقت مین
ایسے سوذی ہین کا فسون نہین چلتا جن پر
بار عصیان ہو کوئی جہہ سا اوٹھانیوالا
جو گرا چاہ ذقن مین نہ ملا اوسکا پتا
آہین کرتے ہین پس از مرگ تو ملتی ہین
انگلئی گرد کدورت سے ہوئی پر عاشق
کاٹ دین تن سے ابھی سر جو اونہین ہو منظور
بعد مردن بھی نہ صیاد اونہین چھوڑیگا
جان و دل کا جو ضرر بت کی محبت مین ہوا

دل جگر پہلو مین اپنے نہین انگارے ہین
پہول شاخون پہ دہکتے ہوئے انگارے ہین
سانپ والے بہت اون گیسوؤن کے مارے ہین
پیٹ پر نامۂ اعمال کے پشتارے ہین
ان حسینونکے زنخدان نہین اندارے ہین
تیرے عشاق کے مرقد نہین گہوارے ہین
سمجھو مردہ نہ انہین خاک کے پشتارے ہین
جان سے اپنی زیادہ وہ ہمین پیارے ہین
دام الفت مین گرفتار جو بیچارے ہین
وصل ہوجائے تو سمجھون ابھی کنوارے ہین

منہہ پر اب **اشک** رہا کرتے ہین لفونکی نقاب
ابر تیرہ مین نہان چاند سے رخسارے ہین

حسن کے پر تو سے ہے دریا روان آئینے مین
عکس مژگان سے ہے گویا نیستان آئینے مین
ہے عجب تماشہ بہار بوستان آئینے مین
مرح اسکندر کے عکس حسن پر ہونے لگے
رات دن کسکے رخ شفاف کی ہے سامنا

جوہرونکی بھر رہی ہین مچھلیان آئینے مین
تتلیان ہین شیر دونون تیلیان آئینے مین
روئی رنگین ہے یہہ کہ گل افشان آئینے مین
بن سنور کر اوسنے منہہ دیکھا جہان آئینے مین
پڑ گئین خجلت کی ماری جہائیان آئینے مین

کیا اوترا یار ہلال آسمان آئینے مین
ناتوان ایسا ہون دیکھی شکل جو صبح فراق
کس لیا ایک پلک مین کا استخوان آئینے مین
تجھکو بھی کیا چشم سخن گو سے ترے
ہین اشارون سے جو باتین جابجا آئینے مین
جلوہ گر یاقوت کے ہین چھپان آئینے مین
سانپ پانی مین نظر آتے لہراتے ہوے
پہول دیکھو زلف مین امتحان آئینے مین

وحشیون کو خبر شام و سحر کچھ بھی نہین
کام پہ مرے حسن آ [illegible] پھر کچھ بھی نہین

کوئی رہنے کی جگہ ہے یہہ مکان دنیا
جس خرابی مین نہ دیوار نہ در کچھ بھی نہین

ذبح ہوتے ہی مجھے لیگئے جنت مین ملک
کوئی جانان مین نشان تیغ و سپر کچھ بھی نہین

دم اولجھتا ہے لحد مین تو یہہ دل کہتا ہے
جسمین انسان کو وحشت ہو وہ گھر کچھ بھی نہین

حور وش کو مری کیون لوگ پری کہتے ہین
نہ تو صورت ہی نہ سیرت ہی نہ پر کچھ بھی نہین

زرد ہو ہو کے ہوئے سبز خط کے عاشق
اسی بوٹی مین سمجھتے تھے اثر کچھ بھی نہین

خواب غفلت مین ہین کیا شہر خموشان والے
رو گیا قبر پہ کون آکے خبر کچھ بھی نہین

تجربہ ہوتے پر احوال کہلا سنتے ہین
اس محبت ہی مین سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہین

پیار سے مین نہین کرتا تری دانتونکی ثنا
نہ و صدف منہہ سے کہی آب گہر کچھ بھی نہین

صبح پیری کا بھی کیا نور ہے اللہ اللہ
مر گئے بول او ٹھیین کہ کافور سحر کچھ بھی نہین

ڈوب جائیگی یہہ دنیا نہ رولاؤ اتنا
سب کو کہنے دو مری دیدۂ تر کچھ بھی نہین

ڈر کے بہاگے جو قیسون کو ذرا للکارا
لطف یہہ ہے کہ یہان تیغ و سپر کچھ بھی نہین

لوگ کہتے ہین کہ یہین ہوئی میان رکھتے ہین وہ
ہمنے سو بار ٹٹولی ہے کمر کچھ بھی نہین

درہم داغ جنون رکھتے ہین مرنیوالے
کون کہتا ہے یہان زاد سفر کچھ بھی نہین

لطف ہے ہمکو خدا بخشدے زاہد دیکھین
سوا دہر گلشن فردوس او دہر کچھ بھی نہین

نقش بر آب ہین اسباب خرابات جہان
کس طرف بہنکا ہے قسمت قضیہ سر کچھ بھی نہین

اب بنا ئیگا نشانہ کسے او تیر افگن
دل ہی پہلو مین مرے ہو نہ جگر کچھ بھی نہین

جان دیتے تھے کہاں [illegible] کو میری محبت پہ نظر کچھ بھی نہین
[illegible] دانتون پہ [illegible] کچھ بھی نہین
[illegible] کچھ بھی نہین
وہ بھی ہے [illegible] کی رہ [illegible] کچھ بھی نہین
[illegible] وحشت [illegible] جنون [illegible] کچھ بھی نہین
ہم نے الفت کا جو دعویٰ کیا تو بولا مجنون
[illegible] زمانے کو [illegible] کچھ بھی نہین
اشک اچھا کیا [illegible] کچھ بھی نہین
قدردان جب نہ کوئی ہو تو ہنر کچھ بھی نہین

[illegible] گریبان آستین دامن
چڑھائے قیس مجنون نے گریبان آستین دامن
ہمارے وقت جنون [illegible] گریبان آستین دامن
ہزارون او کوئی [illegible] گریبان آستین دامن
بچا سکے خون سے [illegible] گریبان آستین دامن

[illegible]

سوا ہی بیکسی اب روکنے والا نہین کوئی
صبا ذکر سے نہ ہم دیوانگان گنج غفلت کو
کچھہ اسکے ناتوان ایسے ہوئے فصل بہار مین
ہمیشہ رنج پہنچا ان حسینونکی محبت مین
ترکا ہاتھہ اپنا گردشت جنونمین ناتوانی سے
بڑا اک ہہہ پتا ہے تیری دیوانیکی تربت کا
کوئی کرتا پرانا دے کفن کو اپنی لاش کے
چھٹے قید تعلق سے بھلا ہوا آہ سوزان کا
بچا اس لوجہ سے ای دشت وحشت ناتوانونکو
جنونمین گرکبھی زور ون پر اپنی ناتوانی ہو

مرے خون سے بھر خنجر گریبان آستین دامن
لئے پھرتی ہے کیون در در گریبان آستین دامن
کئے ہین چاک مر مر کر گریبان آستین دامن
رہے اشکون سے ہر دم تر گریبان آستین دامن
لئے کانٹون نے ٹکڑے ٹکڑے کر گریبان آستین دامن
پڑے ہین قبر کے اوپر گریبان آستین دامن
فقط در کار ہین دلبر گریبان آستین دامن
جلے شب بھر سمع لیکر گریبان آستین دامن
بہت دینے لگے لنگر گریبان آستین دامن
بنینگے سد اسکندر گریبان آستین دامن

وہان ای اشک رو زعید تھا وہ محو آرائش
ہوئے پیر زرے بہان دن بھر گریبان آستین دامن

عجب کیا ہے کہ سلطان سے ملے فقر نشین
ہر ایک ہمت سے ہے آزاد گوشہ گیر نشین
ہوون پادشاہ الوالعزم ملک وحشت کا
نگاہ ناز سے چھلنے ہوا ہے سینہ و دل
اشارے کرتے ہین چلتے ہین ناوک دستے

نقوش ہین کوئی تسخیر کی حصیر نشین
ملین گے ہم بھی تیری زلف کی اسیر نشین
ہین قیس و کوہکن ادنی مرے وزیر نشین
سیہ پوش بتاؤ کہان ہے تیر نشین
شمار ہے تیری ان انگلیونکا تیر نشین

۹۵

پناہ کی جا ہے کہ نیلم جڑے ہین سیر و نشین
پتا کب لگا ہے ستمگرون سے ضرر یہ عاشق کا
بڑی یہ خوب ہے جلا ہی ان شعرون مین
ہو لیے منہ سے نکالین صنم وہ ہو جاوے
خدا سے دوری ہے کرامت نہ ہے فقر نشین
غضب کا رعب ہے

یاس تجھ بین ... مو بی تو ان ہو تو نقا چہم زیبا مین نہین
انجھلی ساری خدا کی شیفتہ آنکھون کی ہے
کسمر و ادید کیا عقد ثریا مین نہین
ارے د انتون سے تم پانی تو جیجا آب تاب
دل ہمارا پاری کی زلف چلیپا مین نہین
وا ہے ہیہ پیہر حضرت منصور لٹکا ئے گئے
کیا خدا کے بیچ مین ہے زاہد کلیسا مین نہین
معرفت ہو آدمی سجدہ پیہر پہا سے کر

تجسس مین زمانہ عاشقون نے جہان ہارا ہی
یہہ ہیت ہرجائی پن ہنا نہ چھوڑا نہ چہوڑینگے
گذرگاہ جہان مین یون بسر کی زندگی ہمنے
ندی جان اپنی ان زہرہ جبینونکی تجسس مین
موئی پر بہیا سنگو تا ہی گردن جا عبرت سے
لگائے زخم کس نا زو ادا سے سینہ و دل پر
گذرتا ہی یہان جن شکل مجنون دشت گرد مین

وہ تصویر خیالی کیطرح سے دل مین پہرتے ہین
کہین آنکہو نمین رہتی ہین کسیکے دلمین پہرتے ہین
مسافر جسطرح بہولے ہوئے منزل مین پہرتے ہین
فرشتے دیو کی صورت چہ بابل مین پہرتے ہین
پیالے کسکے ہتی ہے کف سائل مین پہرتے ہین
ترے خنجر کے حربے دیدۂ بسمل مین پہرتے ہین
او نہین کیا چین سے بیٹہے ہوئے محمل مین پہرتے ہین

نظر آتے نہین ہے اے اشک ایسا جسم لاغر ہے
برنگ بوئے گل ہم یار کی محفل مین پہرتے ہین

غزل

کون تیرے ماتھے ہر وقت ایذا مین نہین
چھو لیا جس قالب بیجان کو تو نے جی اوٹھا
کیا دل عاشق سے نسبت غیر کے دل کو بھلا
درد فرقت سے مری قالب مین گہبراتی ہی روح
چار ہی دن مین زمانے کو ہوا یہہ انقلاب
آجکل دونون پڑے ہین آستان یار پر
حور جنت نے کہان پایا بھلا اونکا سا حسن

کوئی تجھسا بھی بھلا کو یار دنیا مین نہین
یہہ کرامت اے صنم دست مسیحا مین نہین
یا رکعبے کا شرف ہرگز کلیسا مین نہین
خبر کیا اپنا شریک حال ایذا مین نہین
تمنت کیسا بوریا بھی طاق کسریٰ مین نہین
خضر صحرا مین نہین الیاس دریا مین نہین
پائی جو اوس قد موزون نے وہ طوبیٰ مین نہین

فردسے تیرا شرارہ سنگ خارا مین نہین
سیکڑون زندہ کیا جان بخشی سے تو مین ...
انہون بالکل شفا دست مسیحا مین نہین
ساقی کا عکس عارض تابان شراب مین
کویا کہ آفتاب ہے اک آفتاب مین
پہولون کی آج صاف جہلک ہی شراب مین
کیا پیچ کہا بندے ہین ساقی گلاب مین
بڑی بہت زمین مگر کچھ نہ ہوسکا

... خراب مین
... عالم ... جہان خراب مین
... جہان ... جنت
... نقش ... خیالات ... مین
... سلسلہ ... کلاب مین
... جہان ...
... دریا ... مین
... آفتاب مین
... تیکی

[illegible]

سگ استخوان مرے لئے پھرتے ہین کو بکو
سودا جو بعد گیا ترے حسن ملیح کا
چالاک ہے یہہ توسن عمر روان مرا
انجام کار موت ہے اہل غرور کو

ہر روز انقلاب ہے اک انقلاب مین
غم کو مزا ملا مرے دل کے کباب مین
بھالون اور اقدم جو ہین رکھا رکاب مین
سمجھا ئیگا ہوا جو ہماری حباب مین

محشر مین زاہدون سے ہوئی اشک بار پر
تھے ہم گناہ گار بھلا کس حساب مین

دیا وہ ہو کا چھڑک کر ابروئی خمدار پر افشان
کچھ اپنا حال دل اوس سیم تن کو آج لکھنا ہے
ادہر کھنچا گریبان ہوتے ہم بیگناہ ہو نکا
ہوا برباد جلکر خرمن ہستی رقیبون کا
قفس سے دیکھئے فولاد کی سندان مائی ہو
ہزارون ہی نظر آتے ہین جنکو سنبلستا مین
لہو سے میری ہولی کھیلتا ہے وزرہ کہرے
در وندان جانان کا جو دہیان آتا ہی فرقت مین
دکھاتے ہین تماشا خال و ابرو حسن کا ادہکو
گدای در تری چاندی کو بھی مٹی سمجھتے ہین
سخاوت بھی عمل تسخیر کا ہے اہل دولت کو

مین سمجھا ترک کی تلوار ہین جو ہیں زر افشان
منگا یا چاہئے بازار سے کاغذ بہی زر افشان
ادہر لی میان سے اوس نے کے شمشیر افشان
گرے جب برق کی صورت مری آہ شرر افشان
ہوئی ہین بلبلو نکے خون سے سنبل و پر افشان
چھڑکتا ہے جو بالون پر مرا رشک قمر افشان
نہ کیونکر ہون بہلا سقف و زمین و دیوار و در افشان
برس جاتی ہے نیسان کی طرح چشم گہر افشان
بعینہ چاند تارے نکلے ہیں چھڑکے اگر افشان
پڑی ہی سینکڑون تولے میان ہے گذر افشان
عزیز خلق ہوتا ہے بہت نخل ثمر افشان

جہان مین اپنا وجود و عدم برابر ہے
عجب مٹے ہوے نقش و نگار ہم بھی ہین

صدا یہہ آتی ہے جم کی لحد سے بعد فنا
کہ ایک جام کے امیدوار ہم بھی ہین

تمہارا اشک نہین اونکے عاشقون مین شمار
تم اپنے منہہ سے کہو بار بار ہم بھی ہین

معجزہ یا سحر ہے کچھہ یار کی گفتار مین
ساری تصویرونکو جنبش ہوگئی دیوار مین

وہی خوشی سے جان عشق ابروی خمدار مین
جوہر کی صورت دکھائی ہوگئے تلوار مین

خون کے قطرے ہین یا گل زخم دامندار مین
ہے چمن بندیکا جوہر ترک کے تلوار مین

وہ مسیحا آگیا جسدن مرے گھر کی طرف
ساری تصویرین لگین پھرنے در و دیوار مین

اک پری پیکر نظر کے سامنے پھرنے لگا
بند کر لی آنکھہ ہمنے جب خیال یار مین

یا حسرت ہے مجھے بھی لیلی و مجنون کیطرح
ایک جا ہیری تری تصویر ہو دیوار مین

دل صنم خانہ تصور سے بتون کے ہوگیا
بنگلی پر یہ انکی تصویرین در و دیوار مین

کیون نہ ہو لے بت تری ماتھے کا ٹیکا آفتاب
جلوہ تار شعاع مہر ہے زنار مین

محتسب بیٹھا جو دروازے کا رستہ روک کر
پھاند کر دیوار پہونچے خانۂ خمار مین

پینے مینا بنایا چاہتے ہین مغبچے
ریش قاضی سنچ رہی ہے خانۂ خمار مین

دیکھیے کسدن یہہ شیشے سے نکلتی ہے پری
روح گھبراتی ہوئی پھرتی ہے جسم زار مین

پھول مین سمجھون اوسے اے گل جسے پیچ طرہ
ہو دل پر داغ کا طرہ تری دستار مین

بعد مرنے کے نہ آیا تو جو لاشے پر مرے
دیکھہ لے آنکھین کھلی ہین حسرت دیدار مین

[illegible]

تمہاری چشم کو آہو سے لوگ دیں تشبیہ
نہ جانور کی اگر شکل ہو غزالوں میں

شب فراق کے جاگے ہوئے تھے ہم ایسے
شریک نام ہو آج سونے والوں میں

پھرا ہو وادی پرخار میں تو چین آیا
بہت دلوں سے تپک ہو رہی تھی چھالوں میں

نہ کسطرح سے ہو شیریں سخنوں کا حسن صبیح
خدا نے شیر و شکر بھر دیا ہے گالوں میں

نہیں یہہ پشتا رمیں ساقی کی لالا آگہیں
بھری ہوئی ہے گلرنگ ہے پیالوں میں

جو برطیس لگے کہے اپنے منہہ سے ہو جائی
ہے یہہ فقیر بھی اے اشک باکمال نہیں

حسن پیدا ہو خط سے ترے رخسار و نہیں
جان ان جاتی ہو نسی پڑ گئے سیپارہ و نہیں

روز چرچے ہیں یہی اونکے گرفتار و نہیں
نکریں قتل تو چن دیں ہمیں دیوار و نہیں

موسم گل میں پیا ہے جو اوٹھائی ہے شکست
اب یہہ توبہ کبھی ہٹکے کی نہ میخوار و نہیں

زخم دل پر ہے نمک پاش ترا حسن ملیح
ہم بھی لکھے ہوئے ہیں یار نمکخوار و نہیں

نور سے چہرہ روشن کے ہوا گھر معمور
ذرے جگنو سے چمکنے لگے دیوار و نہیں

بے طرح لوگ گرے پڑتے ہیں اوس یوسف پر
کہیں تلوار نہ چلجائے خریدار و نہیں

نور سے منزل خورشید ہی آس بت کا مکان
لوگ کہتے ہیں کہ سایہ نہیں دیوار و نہیں

حکم پھانسی کا مجھے آج ہی کل میں ہوگا
واجب القتل ہوں زلفوں کے گنہگار و نہیں

جی دہلتا ہے نہ شادی میں بجائیں نوبت
کوس رحلت کی سی آواز ہے نقار و نہیں

خشک و تر کے تجھے کسطرح نہ بیہ جگ گذریں
خضر و الیاس ہیں نوکر ترے ہرکار و نہیں

[illegible]

دیکھہ پائین جو پس از مرگ سگ کوے صنم
بہی دہڑکا وہ نہین رہتا ہی جو ہین اہل کمال

استخوان میری تبرک کیطرح بٹ جائیں
چاند کیطرح نہ ہم بڑہ سکے کہین گہٹ جائیں

تیغ ابروسے خوش اسلوب ہے کہتی ہین یہ شکل
دیکہکر جسکو پریزاد بہی کٹ کٹ جائیں ٭٭

عجب کیا ہی سبزہ خط سے عذار ہین
چشم سیہ پہ کیا دل عاشق نثار ہین
بورہ رو نکو شیر کی آتی ہے صبح دم
سبزی چمن کی تمنا مین مر گئے
ہے موسم خزان مین بہی عالم بہار کا
وارفتگی جہنکاتی ہے زندان قدم قدم
دوش ہوا پہ ہونگے جنازی پس از فنا
اپنی سمجھہ مین آئین تو سلجہین یہہ کتہیان
دندان و لب ہین لعل و گہر خط زمردین
گل سیر مین چڑہاتے ہین پہولونکی چادرین
پہیلا ئی پانون سوتے ہین دیوانگان عشق
زانو پہ حسن ہے لب و دندان کے عکس سے
پہانسی ہماری وحشت دل دے رہی ہے آج

مصحف کے دو ورق یہہ مژگان ہین
ان آہوونکے شیر نیستان شکار ہین
کیونکر نہو تری شہداکے مزار ہین
مرغان باغ کشتۂ فصل بہار ہین
داغون سے اپنے قلب و جگر لالہ زار ہین
گرد و غبار وادی وحشت حصار ہین
وہم و خیال سے بہی سبک جسم زار ہین
باتین بہی گیسوونکی طرح پیچدار ہین
بت اس صنم کدے کے جواہر نگار ہین
دولہا بنے ہوے شہدا کے مزار ہین
پہولونکی سیج وادی وحشت کے خار ہین
ہیرے کی تختیان بہی جواہر نگار ہین
الجھے ہوے گلے مین گریبان کے تار ہین

دامان و جیب روکش ابر بہار ہین
ہا بحر بستان سے دل تہ و بالا ہے اندرون
طوفان مین ہمارے بے اختیار ہین
سیدی سرکشی خضر جو ظلمات تک گئی
پہنچے ہاتھ زلف بدی پیچدار ہین
عاشق کے شکار کو نکلے ہے آج ترک
ہاتھ نہ عاشقون کے دل و اعتبار ہین
بیٹھے ہین نوشہ وصل کی دولت ہاتھون غنی

بہ وسے جو یاد زلف مین جنگل مہک گئے
آنکھین یہہ اشک بر سہین شکبار ہین

زینت پسند ہوتے ہین ظالم بھی دہر مین
دستے ہو خنجرونکے جواہر نگار ہین

لکھتے ہین شعر یار کی آنکھونکے وصف مین
اے اشک ہم بھی شاعر جادو نگار ہین

گئے ہم سوختہ قسمت کبھی گر دل کی او بجھنے
چمن مین آتش گل نے لگادی آگ دامن مین

خوش الحان چمن کے دیکھنا دم بند کر دینگے
قفس لٹکا دیا عبرت انیا کنج گلشن مین

ترے دانتون سے الفت تھی جدا ئی جانجہان لکو
ہوا مدفن بھی بعد از فنا میری کی معدن مین

سوی زندان مجھے زنجیر پا بڑہنے نہین دیتی
لئے ہین سنگ عقد اطفال گیا اطفال دامن مین

ہمارے نالۂ رنگین کہان ہے لائیگا کوئی
بہلا پائی ہے کسنے پرورش گلچین کی دامن مین

نہین ممکن کہ شبنم تمہاری سی کرے پیدا
زبانین ایک کی جا دس اگر ہو جائین سوسن مین

ہوا ہون شیفتہ جب سے اک سرو قامت کا
پڑا ہے طوق قمری کیطرح اپنی ہی گردن مین

چہپک جاتی ہین آنکھین دیکھ کر بندان پیکش کے
بہرا ہے لو کیا ساقی صراحی دار گردن مین

مجھی پر جیتے جی تب یہہ آسمان بجلی گراتا ہے
کوئی پوچھے تو اس ظالم سے کیا ہے خرمن مین

لحد مین چلکے بعد از مرگ عاشق چین سے سوئے
رہے آغوش یار کسطرح آغوش دشمن مین

نجائیگا مزا لعد از فنا بھی عشق بازی کا
رہین گے راتدن جو روح جلے پیرہن مین

تصدق مین تمہاری مال و زر تھوڑا لٹایا ہے
کبھی سونے کی دیواریں تو ہین دیر برہمن مین

ترے گیسوے پیچان کی محبت مین ہوا ہون میں
کوئی افعی کا جوڑا چھوڑ دیتا ہے مدفن مین

عشق سے زندان مین ... سے
وہ گھڑی ... سر پھوڑ کر ... جانین
بادشاہون کے جہان تخت ... دیوانون مین
اک زمانہ ... محبوب کا ... ایوانون مین
ہین فرشتے بھی اوسی شمع کے پروانون مین

نگہہ ناز کا ہمسے کوئی پوچھے احوال
دیکھیے آتا ہے کب اور یہی کا ہنگام
روز دو چار لہو ڈال کے مرجاتے ہین
پیچھے اک روگ لگا ہے جو کہن سالی کا

تو ڑ جاتی نہین برچھی کی برابر گردن
پوچھا جاتا ہے سرے خون کا محضر گردن
سحر کرتی نہین وہ چشم فسون گر گردن
فلک پیر کو آتے نہین چکر گردن

اشک دم ناک مین ہے اپنو لقول آتش
غمزہ کرتا نہین بیجا وہ ستمگر گردن

دیوانے لوگ دیکھے ہوتے ہین راہ مین
مین ناتوان سماؤن بتون کی نگاہ مین
پہنچا ہے کون منزل مقصود عشق تک
ہم لوگ سینے والے ہین کوئی نگار کے
تنہا ہون اگر نہ اپنے دل دردمند کو
ناز و ادا سے کیا وہ چلے برچھیان ملین
ہم بھی یہان ہین محو سلامت نہ جائینگے
کہتا ہون ترک صف مژگان کو دیکھکر
اپنا سے روزگار سے بھاگون نہ کس طرح
رہتی ہے یاد اک بت بالا بلند کی

جادو بھرا ہے کیا تری چشم سیاہ مین
یارب وقار کوہ کا پیدا ہو کاہ مین
بیچارے خضر تا پتے پھرتے ہین راہ مین
جنت سمائیگی نہ ہماری نگاہ مین
چکرا کے بیٹھ جاے فلک ایک آہ مین
بسمل سے لوٹتے ہین پڑے ہو کے راہ مین
لے آئی ہے اجل ہمین اس صیدگاہ مین
کیا کیا جوان تیر فگن ہے سپاہ مین
یوسف کو بھائیون نے گرایا ہے چاہ مین
عالم ہے سرو ناز کا اپنی بھی آہ مین

وارفتہ خط سبز و لب سرخ کا ہون اشک

چھوڑتے جادۂ طریقت کا نہیں صورت تیر
صوفیانہ وجد ہے ہر نعرۂ تکبیر میں

ناتوانی مانع سیر چمن برسوں رہی
مدتوں الجھا رہا طوق گلو زنجیر میں

معجزے ہیں او بت کافر تری باتیں نہیں
ڈال دے جان آگئی ہر پیکر تصویر میں

جیتے جی کیا کیا دل ناکام میں تھیں حسرتیں
بعد مرنے کے کھلا کچھ بھی نہ تھا تقدیر میں

حلق سے نیچے جو اتری سر قلم ہو کر گری
ہے اثر آب خنک کا ترک کی شمشیر میں

دام زلف یار میں الجھا ہوا ہے طفل دل
پانو یوسف کا ہے گویا حلقۂ زنجیر میں

کام اپنا کر گئی اوس ترک کی ترچھی نگاہ
دل جگر دونوں نشانہ ہو گئے اک تیر میں

صبح کو یاں تھوں ہے دل بیکل ہوا آمادۂ شوخ
کچھ اثر ہوتا جو اپنے نالۂ شبگیر میں

ہنسنے ہی شیریں و شوق کی عشق میں کاٹے پہاڑ
دست و پا مارے بہت تدبیر جوئے شیر میں

سرد مہری حسینوں میں ہوا ہی اب رواج
برف باری ہو رہی ہے آجکل کشمیر میں

دیتی ہی جھنکار بیڑی کی سیاہ کیا دیوان
بیٹھے ہیں دولہا بنے ہم خانہ زنجیر میں

قدرت اللہ ہی حسن بتان نازنین
نور کا عالم سراپا ہے ہر اک تصویر میں

کیا کہوں جو آج قاتل سے ندامت ہی مجھے
سخت جانی سے مرے بل پڑ گئے شمشیر میں

پھر ہند یکایک بیضا ہی فیض حسن سے
معجزہ موسی کا ہی دست بت بے پیر میں

ناک میں دم صورت نمرود کس کا نہیں
قہر کا اثر ہی او قاتل تری شمشیر میں

جو خدنگ آیا ہمارے استخوان میں رہ گیا
ترک نے کیا پر لگائے ہیں ہمارے تیر میں

چاندنی ہے یار انکو جلاتی ہی بہت
دھوپ کی تاثیر ہے مہتاب کی تنویر میں

قاتل کا رقیبوں پہ کیا رعب نہیں چھایا	دل ہے وقت سینوں شیون ہاتھوں ہی پہ چھلتے ہیں
ہے خون شہیداں سے گلرنگ زمین کو سون	ہولی میں بھلا ایسے کب رنگ اڑ چھلتے ہیں

لاحول ولا قوت تقدیر کہاں لائی
اے اشک چلو پہنا اب ہم بھی نکلتے ہیں

مر کے بھی کوئی صنم سے ہیں نکلنے کا نہیں	دل مرا حور بہشتی سے بہلنے کا نہیں
بیروت ہیں بہت کام نکلنے کا نہیں	نخل امید کبھی پھولنے پھلنے کا نہیں
گرد کی طرح میں چکر سے نکلنے کا نہیں	چال یہ ابلق ایام بدلنے کا نہیں
رحم آیا بت کافر کو مرے رونے پر	میں تو سمجھا تھا کہ پتھر یہ پگھلنے کا نہیں
ہو رہیں گے چمن خلد کے سیریں پس مرگ	کوچۂ یار سے موقع ابھی چلنے کا نہیں
بو پسینے کی تری بھا گئی دیوانوں کو	عطر گل اب کوئی بھولے سے بھی ملنے کا نہیں
آتش ہجر تپاں ہے مجھے گلزار خلیل	لاکھ پھونکیں گے جلائیں گے میں جلنے کا نہیں
اے جنوں شاد ہوں میں جامۂ عریانی میں	روز سودا مجھے پوشاک بدلنے کا نہیں
بعد مردن بھی نہ جائیگا غم ہجر صنم	سیری چھاتی سے یہ پتھر کبھی ٹلنے کا نہیں
ساتھ کیا دیں عدم آباد کے جانیوالے	ملکے دو آدمی یہ راستہ چلنے کا نہیں
منزل گور تک ای یار ہمیں پہنچا دو	ساتھ تم ہو گے تو یہ راستہ کھلنے کا نہیں
اپنے ہمراہ اسے بھی کہیں لیتے جاؤ	اب یہ مجھ سے دل بیتاب سنبھلنے کا نہیں
سرد مہری نے حسینوں کی جو مارا ہے	مجھکو دوزخ میں بھی ڈالیں گے تو جلنے کا نہیں

بت تہ سازا کت کو تمہاری کب پہنچی ہیر
گل و بلبل کے قصے رات دن بیٹھے سنا کرتے
ہوا خواہی میں اک بحر لطافت کی ہوئی گشتہ
گلا کٹوا کے عاشق زندۂ جاوید ہوئے
مسی مالیدہ ہونٹھوں کی تمنا ہر گز نہو سکتی
ہوا مجمع جہان گر دون تک تفرقہ ڈالا
نہ حسرت دل میں رہتی کہیں پامال ہی کی
گمان ہو شنا ۱
سے خورشید اوس بت کے کمر پر
تیرے در کا ایک بک مالا مال ہوا وہ بت
حسینوں کو پہچ ہی سادگی زیور سے بہتر ہے
گلے سے وہ دور کہو رہا میں فتح ہو تک
نہیں بچا ہے اگر غنچہ ہے تو یہہ غنچہ ہے
یقیناً ہم ستے ماری قیامت تک نہ نکلیگا
کوئی اعلی سے اب غم فرقت نہ اوٹھینگے
جو رنا ہون ہم وجد میں آ کے ہنستی ہیں
رسم کی عادت ہی یہہ عشق جانا جھیر
روز تک نہ یہ ملی پر چھوڑا نہ کبھی

ہوئی کسدن الٰہی یا الٰہی کنگن کو
تمہاری سجی نے دیا اگر اللہ سوسن کو
ناحق ہوا تیغ جہازی اپنی گردن کو
عجب اللہ نے تاثیر دی ہے آب آہن کو
زبانیں اور وہیں دیتا اگر اللہ سوسن کو
لگے بیٹھے احباب دیا چکر فلاخن کو
کسیدن تنگ گہہ میں لا کے جہڑوا نہ توسن کو
سمجھتے ہیں شعاع مہر روزن کی چلمن کو
تصدق میں ملی ہے دولت قارون کے پہیر کو
تمہارے ہاتھ کے بیچ خجل کرتے ہیں کنگن کو
نہ اپنے خون میں بھرنے دیا قاتل کے دامن کو
ندامت ہوگی خالی ہاتھ پھیر لیگا جو رہزن کو
اگر خورشید نے دیکھا تمہاری روی روشن کو
کہیں ٹھوکر لگا بیٹھے نہ ظالم سیر مدفن کو
سمجھتے ہیں یہہ گل بلبل کے نغمے میری شیون کو
کہ اب بیدار رسائی کی قسم دیتا ہوں دشمن کو
لپیٹا خوب اپنے ہاتھ میں قاتل کے دامن کو

دل یون کبھی نہ ہارے مشطرنج عشق مین
مانا کھیلا ہے یون نے ہماری نہ چال کو

پگھلا نہ ہے حیف [illegible] دل سخت یار کا
لوہا گلاتے دیکھا ہے ہر دیگی کہال کو

آئی بہار میکدے والونکے دن پھرے
پیر مغان بناکے بٹھایا کلال کو

ہر نقش پا مین اونکے گل تر کی ہے مہک
[illegible] دیجے مثال بادہ بہاری ہے چال کو

بوسہ جو ہے تو افعی گیسو کا زہر جا
تریاق [illegible] سمجھے ہین [illegible] ہونٹھونکے خال کو

پیوند کیا ہے بوقلمون ہین بہار کے
گدڑی نے گرہ ہو کر دیا منعم کی شال کو

رفتار کبک دیکھکے بلبل کو سن چکے
پہونچین گے جانور ابھی تیری بول چال کو

اللہ رے آتش غم فرقت کی گرمیان
شعلہ بنا دیا ہے [illegible] پر نگال کو

اک روز پھونکدیگی ہمین آتش فراق
ممکن نہین جو آگ اٹھا کر ابھی نہ بال کو

اس دام سے مرا دل وحشی نہ بچ سکا
دہوکا دیا ہے سبزۂ خط نے [illegible] خال کو

بگڑے غضب بہار مین رندان بادہ نوش
جب تک نہ لی شراب [illegible]

کب تک نہ ہے اشک سے چارہ [illegible]
سودائے دل یہ کہائے تو پہنچی کمال کو

قید مدت نہین زلفونکے گنہگارون کو
[illegible] بہا لسیان جمع ہو [illegible] گرفتار [illegible]

نائل سبزۂ خط کرتے ہین بیچارون کو
زہر دینے کا ارادہ ہے ستمگار [illegible]

فصل گل مین کوئی مرغان چمن کو دیکھے
پیار سے پہولا ہے [illegible] کا شوق [illegible]

مہ و خورشید تجھے دیکھکے رک جاتے ہین
شوق دیدار ثابت کیا سیارون کو [illegible]

[illegible]

سرخ رو رہتے ہین [illegible] زلفونکے گنہگارون کو
لال ہے وجہ یہی ہین دنیا مین ہمیشہ ظالم
[illegible] رکھتے ہین سو فا [illegible]
[illegible] واسطے سواس ہمین آتا ہے
خاک پہچانتے ہین [illegible] وفادارونکو
مر بھی جائینگے اگر ہم تو جلا دینگے مسیح

[illegible]

پیام اوس تند خو سے وصل کا ہر روز ہوتا ہے
کسی دن منہ کی کہلائیگی یہہ میری زبان مجکو

خجل ہو کر کہا جب مجکو میں سخت جانی سے
الہی کیسے وہ قاتل نہ چہوڑے نیم جان مجکو

سوی پر باوفا سمجہا اگر قاتل تو کیا سمجہا
اوٹھا کر لے گیا مقتل سے بعد امتحان مجکو

تڑپ جاتا ہے دل ہر دم خیال آنکہوں کا آتا ہے
یقین ہے مر کے بھی بھولی نہ یاد دوستان مجکو

الہی اسقدر کیون دشمن جان ہو گیا قاتل
لہو آنکھوں سے اوترا سامنے دیکہا جہاں مجکو

فراق یار میں صدمے پہ اک صدمہ گذرتا ہے
الہی کیا دکھائیگا نہ دور آسمان مجکو

چھپانا آتش حسرت کا اک دن رنگ لائیگا
جلا کر خاک کر دیگا یہی سوز نہان مجکو

مٹایا نام ہستی سے مرا اچھا کیا قاتل
لحد پر بھی نہیں درکار سنگ نشان مجکو

ابھی فصل بہار آئی نہیں یہہ ماجرا کیا ہے
کوئی کہینچے لئے جاتا ہے سوے گلستان مجکو

ہر اک شمشاد سے بلبل کے میں پہرون ہی روتا ہون
چمن میں یاد جب آتا ہے وہ سرو روان مجکو

مبارکباد کا غل خانۂ زندان میں ہوتا ہے
جنون منت کی پہناتا ہے جب بیڑیان مجکو

کوئی واقف نہیں ہے یار کی صحبت میں پتلی ہون
کیا ہے لاغری نے سبکی آنکہون سے نہان مجکو

نہیں راحت کسیصورت قفس میں وہ بلبل ہون
اگر صیاد چھوڑے تو پکڑ لے باغبان مجکو

تمنا ہی کسے ملک بقا میں دار فانی سے
مقدر ہی کہان سے کہینچ لایا کہان مجکو

نہیں ممکن جو ہو دیدار اوس لیلی شمائل کا
قریب ناقہ بھی آنے نہ دیگا ساربان مجکو

جنازہ کو ہو قاتل کیطرف احباب جو لائی
میں یہہ سمجہا فرشتے لیچلے سوے جنان مجکو

عزیز اگر چھپا نکلیں وہ غرق چاہ آفت ہون
وہ یوسف ہون کہ پوچھے بھی کوئی کاروان مجکو

عاشق ابرو کی قاتل جانتے ہین بیچ کے
مار ڈالا ہے انہین پھیر کیا ہار کو
کی ترجیہ تون دل عیسی مریض بھی
سارے مشتاقی کی آنکھین لگی ہین دیدار کو
اپنی ... رو رو نہ وہ پوشیدہ پیچ ... تیغ
تو بیچ بنا لیکا جانا ... تلوار کو
تون منظور تو نا لائق سا عوض ... قفس

درد فرقت ولین اوٹھتا تھا کہ آخر ہو گئی
ہم عزیزونکو نہ ترسا وصل دیکھو اسطے
موت کیسی آگئی چٹ پٹ تڑپ کے بیمار کو
اسے بتو تک عدم سے آئے ہین دیدار کو
عادت جامہ دری باقی ہے بعد از قتل بھی
دست وحشت پھیرتا ہے زخم دامندار کو
گردن نازک بھی جاتی ہے ماری بوجھ کے
رشتۂ جان چلیے کا فر تری زنار کو
موسم گلچین سے گلگلون کی ... بیبل

بلبلونکو ملکے مارا باغبان گلچین نے آج	آشیانون پر لگا دین بیڑیان صیاد کو
سخت جانی سے جو دی شمشیر قاتل کو شکست	دو ٹکڑے کر غیرون نے خنجر دیدیا جلاد کو
ضعف مین آہ و نالہ بھی نہ نکل سکتی نہین	درد فرقت مین کلیجا چاہیے فریاد کو
قتل کرکے اپنے دیوانے کو یہ صدمہ ہوا	لوگ کہتے ہین کہ وحشت ہوگئی جلاد کو
چل نکلے ساتھ دیوانونکے آپہنچی بہار	قافلہ جاتا ہے صحراے جنون آباد کو
اپنے کوچے مین کیا مدفون ہو قاتل نے مجھے	حور جنت آئی مرقد مین مبارکباد کو
جسطرح سے مرگیا مین شوق کو ہر پا میز	حسرت سیر چمن ہوگی یونہین شداد کو
منتظر کب تک ہے سائل تیرا او سرو ناز	حسن کی خیرات کچھ دینا فقیر آزاد کو
خوشنمائی پر قد موزون کی اللہ غرور	باغ مین چلتے ہین ٹھوکر مارتے شمشاد کو
آج کس دن موت لکھی تھی مری آئند بیز	مدتون اغیار بھڑکایا کیے جلاد کو
عکس دندان سے تری ہیرے کا سب گھر بنگیا	مخبر تہا موتی کے دروازہ پہ کیا شداد کو
حسن مین اچھا سجان شیرین پہ تمکو فوق ہے	مین وہ کامل ہون کہ درس عشق دون فرہاد کو
کوہکن کا خون گردن پر ہوا پرویز کے	مرگ شیرین کا غضب سوکا دیا فرہاد کو
قید کرنے مجکو آیا خود بلا مین پھنسگیا	دام گیسونکے سودا ہوگیا حداد کو

اشک سے بیچ بیٹی کے مقابل بھی ہم
جانتے تھے ہم برابر باپ کے اوستاد کو

شوق اوڑا لیجائیگا مجھ ناتوان وزار کو	اور وہ دو چار ہاتھ اونچا کرینگے دار کو

[illegible]

دم نکلتا ہے مسیحا کو بلا لائے کوئی ‌ ‌ ‌ ہے پیام مرگ جب ہچکی لگی بیمار کو

مر گئے اے اشک جتنے تھے رقیب ہیچ جو
بعد مدت کے مرا مکتوب پہنچا یار کو

گریبان جو ہجر مین مری چشم پر آب ہو ‌ ‌ ‌ مثل حباب عالم ہستی خراب ہو
دس بیس کیا کرو رین ہی انتخاب ہو ‌ ‌ ‌ نقش و نگار دہر مین تم لاجواب ہو
محشر مین شعلہ رو جو مرا بے نقاب ہو ‌ ‌ ‌ دو نی یقین ہے تپش آفتاب ہو
کہنے دے کچھ تو حال مجھے آج یار سے ‌ ‌ ‌ اور درد دل ٹھہر ترا خانہ خراب ہو
اپنے نصیب کی ہے جو گردش نجانگی ‌ ‌ ‌ دنیا کو لاکھ بار اگر انقلاب ہو
دلچسپ وہ نہین ہو جسمین حدیث عشق ‌ ‌ ‌ توریت ہو زبور ہو کوئی کتاب ہو
نالے کرون جو ہجر مین دل کھول کر کبھی ‌ ‌ ‌ بنیاد دہر حشر سے پہلے خراب ہو
پیارے رقیب مین تمہین او رو نکی غرض ‌ ‌ ‌ مر جائے کوئی ہجر مین کوئی خراب ہو

وہ بے ثبات عالم ایجاد مین ہون اشک
جسطرح موج آب پہ نقش حباب ہو

مین نہ ناتونگا خرام ناز آفت ہو تو ہو ‌ ‌ ‌ آپ گہر چلیے مری بر پا قیامت ہو تو ہو
سیکڑون پیغام ... ‌ ‌ ‌ اب کہین پہر سالی آئندہ زیارت ہو تو ہو
کوئی جانا نسے کہیگا ... ‌ ‌ ‌ کون بیٹھا ہے وہان پہر قیامت ہو تو ہو
مجھکو تو آنے نہ آنے کی شکایت ہی نہین ‌ ‌ ‌ یار کو وعدہ خلافی کی ندامت ہو تو ہو

[illegible]

اوس لب شیرین کا بوسہ لیلیا جب پی کر شراب
تھوڑی یاقوتی بھی کہا لیتا ہون شکر کے ساتھ

بخش دیے محشر میں مجکو اے میرے رب غفور
ہے وہی رحمت ہے جو بھیگے دامن تر کے ساتھ

بحر ہستی میں حباب آسا ہو غافل نا کرے دماغ
دم فنا ہوتا ہے موج آب کی ٹھوکر کے ساتھ

ہیے قاصد سے عداوت غیر کو اسطرح
دشمنی بوجہل کو جیسے تھی پیغمبر کے ساتھ

صحبت نا جنس کا شکوہ نکرنا چاہیے
بارہا اے بلبل جواہر ملتے ہین پتھر کے ساتھ

کیون نہ مین اوڑتا پھرون دشت جنون مین بیخبر
دستگیری کو ہوا اٹھتی ہے مجھ لاغر کے ساتھ

دیکھنا اک روز غیرونکی نظر ہو جائیگی
نیلے ڈوری ہاتھ مین باندہا کرو زیور کے ساتھ

بعد حج ہوگا طواف خانہ پیر مغان
میکدے کو جائینگے احرام کی چادر کے ساتھ

ہجر مین یہہ آہ سوزان کی اوڑین چنگاریان
جسم لاغر خاک ہو کر رہ گیا بستر کے ساتھ

سر پر اک دیو جنون رہتا ہے عشق زلف مین
بیڑے پونہے کشتیان ہین زور ہے لنگر کے ساتھ

تھک کے بیٹھا اشک اب گھر مین خدا کیواسطے
کو بکو برسون پھرے ہو اس دل مضطر کے ساتھ

غزل

کہوے دلون سے گرد کدورت ہر آئینہ
لطف و کرم سے تیرے ہوا گھر گھر آئینہ

ٹوٹی تو اوسکی منہہ کی نہو دن بہر آئینہ
لادے اوٹھا کے کوئی مجھے پتھر آئینہ

محبوبیت کی ایک بڑی یہہ دلیل ہے
رکھتے تھے اپنے سامنے پیغمبر آئینہ

مرنیکے بعد شکل ذرا اپنے دیکھتا
کیون لیگیا نہ قبر مین اسکندر آئینہ

[illegible] حضرت اسکندر آئینہ
[illegible] ہوا آدمی کی برابر ہر آئینہ
پیری مین چاہیے رندان بادہ نوش
توبہ کرین شراب سے عوض ساغر آئینہ
دیکھا جو تیرے شکل جو وہ آتشین عذار
فال سپید سینہ سے مجھ آئینہ
ہونی چاہیے عذرا ونہین اپنی حسن کی
محو جمال ہو گئے ہین خود لیکر آئینہ
یاد آتی ہین جو مجکو سکندر کی حسرتین

[illegible]

[illegible]

ساغر شراب صاف کا پی لے جو زاہدا
ہو جام جم کا حال ابھی تجھ پہ آئینہ

حسن شباب یار کی دو نزاکت دیدہ ہے
طالع کا اپنے آج ہے اسکندر آئینہ

حسن صفا وہ تجھکو خدا نے دیا صنم
پہر تو سے تنگیا ہے تری سبگر آئینہ

حسن صفای یار کا کسدرجہ تنگ ہے
مثل حباب رہگیا کہل کہل کر آئینہ

خجلت ہوی جو عارض روشن ہے یار کے
چہرہ پہ اپنے ملتا ہے خاکستر آئینہ

آتا ہے یاد چہرۂ شفاف جب ترا
تسکین کو دیکھتا ہے دل مضطر آئینہ

خط سے تمام چہرۂ شفاف چھپگیا
اللہ کسقدر ہے بہا پر جوہر آئینہ

آنکھوں کی پتلیاں نظر آتی ہیں اوس طرف
لے اشک یار کا ہے رخ انور آئینہ

مار ڈالوگے دکھا کر غیظ میں خونخوار آنکھ
تو خدا کیواسطے نیچی کر اے یار آنکھ

تھی جو ایک رشک چمن کے مائل رخسار آنکھ
کی نہ بھولے سے کبھی سوی گل دگر آنکھ

حادثوں سے عاشق و معشوق بھی خالی نہیں
ایک بیمار محبت ایک کی بیمار آنکھ

دوست دشمن جو دیکھا پہچان لیں ممکن نہیں
چشم جوہر کیطرح سبکی ہے یہاں بیکار آنکھ

روز فرقت تا سپیدے پہرتے تھو اندھوں کیطرح
سوچنے سے رہگیا دن بھر رہی بیکار آنکھ

تا کمر آجائیگا دریا لہو کا دیکھنا
دو گھڑی گر اور فرقت میں رہی خونبار آنکھ

سنتے اوس چشم سخن گو کی بھی نغمہ سنجیاں
صورت بلبل اگر رکھتے دلا منقار آنکھ

بھر دیے ہیں صانع قدرت نے موتی کوٹ کر
سعدن نخلی ہی تو ہے جوہری بازار آنکھ

111

[illegible]

کیا زلیخا سے بھی مشتاق ہیں تیرے دیدار کے
بس دلا قربان صورت دار کے
شہر میں یار کے پھنستے ہوئے
متصل بیٹھے ہیں تیرے در کے
شہر تک عاشق چال یار کے
کوچہ میں کہیں رفتار کے
سیکڑوں مشتاق رہے یار کے

خلد سے کیا کام اونکو بعد مرگ
رہنے والے ہیں جو کوے یار کے
دیکھتے ہی دیکھتے اے شمع رو
بجھ گئے تو در ترے بیمار کے
کشتہ فرقت ہوا وہ کے جی اوٹھے
پیچ کھائے ہیں جو کر مار کے
سنکے حال سلسلہ کہتا ہوں یہی

ساقیا زاہد کی پگڑی کا مدار افتخار آج | میکدے میں چھینکے ہے سوے دستار آنکھ

کس قدر شیرین ادا سے اشک الفت بہ گئی
جو لگی رہتی ہے دن بھر جانب کہسار آنکھ

جو ایکدم دریا زہر پر جائیے | جبین رکھکے چوکھٹ پہ مر جائیے
یہاں خون کا کون ہے دادخواہ | اجی آپ بالکل مکر جائیے
ملے گی جزا ویسی ہی بعد مرگ | یہاں جیتے جی جیسے کر جائیے
نہ کہئے کہ جاتے ہیں ہم | ذرا دم نکل لے ٹھہر جائیے
نہ آئے نہ آئے کبھی قبر پہ | اب آئے تو دم بھر ٹھہر جائیے
یہ کہنے لگے سنکے احوال دل | خدا کے لئے اپنے گھر جائیے
کوئی دم میں آخر ہے بیمار ہجر | بس اب آپ بھی اپنے گھر جائیے
خیال زنخدان میں کہتا ہے دل | کنوئیں میں کہیں گر کے مر جائیے
بہت ساتھ غیرونکے بگڑے ہیں آپ | خدا ہے جو اب بھی سنور جائیے
نہ چھوڑے گا مرنے پہ بھی کوے یار | سوا اوس گلی کے کدھر جائیے
رولائے بہت تردامنی کا خیال | کہ محشر میں بھی چشم تر جائیے
[illegible] | مسیحا یہ کچھ کھا کے مر جائیے

زمانہ پر آشوب ہے ابتو اشک
کہاں لکھنؤ چھوڑ کر جائیے

[illegible]

بھلا ملک عدم والوں کا تھا کیا کام دنیا میں
نہیں معلوم کس کی حسرت دیدار میں آئے

گریبان چاک ہوتے ہیں ہزاروں دست وحشت میں
سڑی ہو جو تمہاری سایۂ دیوار میں آئے

خجل ہو کر سیہ کاری سے وقت مرگ کہتا ہوں
ترا بندہ یہ پہر کس منہہ سے تری سرکار میں آئے

خیال رو و زلف یار نے کیا خاک چہوڑا ہی
کبھی پہنچے حلب میں اور کبھی تاتار میں آئے

مرض فرقت کا اتنا تو دم بدم بڑھتا ہی جاتا ہے
توانائی کہاں سے آپکے بیمار میں آئے

صفائی کے او ہر سے بھی پیام آنے لگے کیا کیا
ہزاروں بال جب آئینۂ رخسار میں آئے

تیری مثل زلیخا آنکہ کیا کیا منہ چہپیون کی
ہم اپنا یوسف دل لیکے جب بازار میں آئے

غضب ہے پہر گیا انکو اور بھی زنجیر میں جکڑا
جو تیرے زلف کے بند ہوئے تری سرکار میں آئے

خزاں کے دن بھر صورت حرم میں بیٹھکر کاٹے
بہار آئی جہان ہم خانۂ خمار میں آئے

تماشا ہو بڑا اے میکشو فصل بہار میں
کہیں واعظ بھی دست بیعت خمار میں آئے

بھلا اے **اشک** دل سے یاد عارض عشق مژگان کا
گلستان چہوڑ کر ہم وادی پر خار میں آئے

بھولے خدا کی یاد تو ذکر بتان رہے
بیکار آدمی کے منہہ میں زبان رہے

بزم جہان میں کسکی نظر سے نہان رہے
تم مثل آفتاب ہر ایک جا عیان رہے

پہلو میں غیر آ کے بیٹھے جان جان رہے
پوچھے کبھی اجل نہ جسے وہ کہاں رہے

اللہ ہے کہ آج دم عرض شوق وصل
اونکا رکے نہ ہاتھ نہ اپنی زبان رہے

اپنے صنم کی یاد سے غافل رہے نہ ہم
پتھر ہی کے تراش لئے بت جہاں رہے

۱۱۳

پیر مغان کی خدمت کے در پہ دکان ہے
جتنا ستایا جائے ستا مجھ غریب کو
جب تک ہے دور دورہ ترا آسمان ہے
ہم میکشو نکو دی جا ہے شراب دو آتشہ
تا دور آفتاب ہے پیر مغان رہے
اے **اشک** دلے دور کثافت ہو دور
نام علی پاک جو ورد زبان رہے
وحشت جنون میں ...

تیر نگاہ ناز سے دل چھد کے رہ گیا
صدمہ ہوا کمال لب از مرگ روح کو
جی بھر کے دیکھنے بھی نپایا گلو کو ہم
کس کس سپیتون سے سنایا ہے یار کو
چالاکیون پر آئین تمہارے جو ناتوان
شمشیر پر سینہ رہی پہلو مین رات بھر
کنگھی کیا اوس نے بال جو پہنکے لپیٹ کر
بیتاب ہمکو فرقت دلبر نے کر دیا
قاتل نے ٹکڑے کر کے کیا دفن ہے یہہ جسم
کیا پوچھتے ہو سوزش داغ غم فراق
عبرت نما کی کہتی ہے قاتل سے بعد مرگ
جلا در رحم دل ہے یہہ خوبی نصیب کی
چھوڑون جواب بھی نہ کسی نے دیا ہمین
نازک مزاج ہین تری عاشق یہہ اے پری
اسد دم دکھا کے گیسوی شبرنگ یار نے
دیکھا جو چشم غور سے گلزار دہر کو
الجھا ہوا تھا زلف پریشان مین دل مرا

برچھی لگی چلی جو وہ سینہ ابھار کے
لاشے پہ پھیر آئی جو وہ تیغ اوتار کے
ہاتو نہین دن گذر گئے فصل بہار کے
پانون پہ رکھدے آج تو ٹوپی اوتار کے
لے بھاگین دیو چرخ کی پگڑی اوتار کے
سویا وہ ترک ساتھ جو کپڑے اوتار کے
سمجھا ہر اک کہ نافے ہین مشک تتار کے
پھرتے ہین ساتھ ساتھ دل بیقرار کے
ہین جا بجا نشان جو ہمارے مزار کے
پھنک پھنک گئے ہین رات کو یار بخار کے
یہہ استخوان پڑے ہین تری خاکسار کے
بیچین ہو گیا مجھے تلوار مار کے
پھر پھر گئے ہین آپکے در پہ پکار کے
غش آگیا جہان کوئی بولا پکار کے
کیسے دھوئین اوڑاے ہین مشک تتار کے
لوٹے ہوئے چمن ہین سبھی گلعذار کے
بیچین تو نے کر دیا پٹی سنوار کے

چھوئیں جو رقیب رخ و زلف خود ہی منصف ہو — یہہ حال دیکھکے پھر آدمی کو تاب رہے
شب فراق نہ کس کس مقام پر ڈھونڈا — شتاب یئے تو کہان سلے فلک جناب ہے
یہہ سچ ہے ہوتا ہے نادان سے ملکے جی کا ضرر — عدو پہ کیا ہے ترے دوست بھی خراب ہے
بتونسے کاہیکو نکلیگی وصل کی صورت — دلا یوہین جو زمانے کا انقلاب ہے
چمن مین آتا ہے صید افگنی کو وہ مہوش — پئے شکار صبا بط شراب ہے
حدیث عشق سناؤن جو واعظو تمکو — بغل مین پھر تو نہ یہہ شرع کی کتاب ہے

گذر گئی جو گذرنا تھے صدمۂ فرقت
اب اشک بعد فنا قبر کے عذاب ہے

فرقت سے غیر حالت مجہہ دل فگار کی ہے — آنکھونکے نیچے ہر دم تصویر یار کی ہے
اوجہن ہے دل کو حسرت تلوونکے خار کی ہے — آثار ہین جنون کے آمد بہار کی ہے
برباد کیسے کی ہے مرے پہ چرخ دون نے — سمجہا نہ یہہ کہ مٹی اک ذی وقار کی ہے
مانا کبھی نہ کہنا اوس گلبدن نے میرا — قدمونپہ گر پڑا ہون منت ہزار کی ہے
دیوانگی نہین یہہ ہے پاس ترک دنیا — مین نے قبای پر زر جو تار تار کی ہے
جوبن برس رہا ہے سبزہ ہر چمن مین ہے — کیا کیا گلونکے سر پہ ٹوپی بہار کی ہے
گویا لہو کے قطرے ٹپکا ہی چاہتے ہین — یہہ سرخ سرخ رنگت اوس گلعذار کی ہے
ہر اک بشر کے دلمین یہہ اوس نے گھر کیا ہے — جس آئینے مین دیکھا تصویر یار کی ہے
جیسا کبھی نہ ہوگا مجنون ضعیف و لاغر — دیکھے تو کوئی حالت کیا جسم زار کی ہے

رندوں کو بہک بہہ سوجھی ہے نشا مین ساقیا ۔ آنکھین اڑا رہے ہین کہرے آفتاب سے
آئیگا بانکپن ہی تو وہ ترک کج کلاہ ۔ ٹوپی اوتاریگا سر آفتاب سے
دو ایک دن بھی ہو نہ سکا ہے ضبط شوق ۔ مجبور ہو گئے دل پر اضطراب سے
اندہے چلے بہار کہ گلشن اوجڑ گیا ۔ کل تک بھرے ہوئی تہے جیب گلاب سے
تہرا رہا ہے بید کی مانند دل مرا ۔ یارب بچا مجھے تو لحد کے عذاب سے
بوتل سے کسنے کاک لیا میکدے مین آج ۔ ساری گلی مہک گئی بوئے شراب سے
ہر ایک درد کے لئے اکسیر ہو گئی ۔ مٹی سمیٹ لی جو در بوتراب سے
آرام ایک دم کہین لینے نہین دیا ۔ در در پہرے یہین چرخ تری انقلاب سے
یون آتش فراق سے جلنے تو ہی مزا ۔ نسخہ یہہ ہے سیکہہ لیا ہے کباب سے
می شوق سے پئیو وہ ہے غفار واعظ ۔ اتنا سبق یہہ پڑھ لو ہماری کتاب سے

پس اپنا دین و مذہب و ملت یہی ہے اشک
الفت ہے اہلبیت رسالت مآب سے

غفلت رہی کمال ہے اپنے مآل سے ۔ ہے تر بتر کفن عرق انفعال سے
غافل ہین واعظ آپ تو اپنے مآل سے ۔ ہمکو ڈرا رہے ہین حرام و حلال سے
رخصت عروس گل کی ہوئی ہے باغ دہر سے ۔ رل مل کے رو رہے ہین شرابی کلال سے
کسطرح ایک شب مین مراحل ہو تمام ۔ شیشہ بھرا ہوا ہے یہہ گرد ملال سے
پیری مین بھی وہی ہین جوانیکے ولولے ۔ او بچھے ہوئے ہین ایک صنم خردسال سے

عالم بھی ہین گرمی چشم پر آب سے کے
نقشے مٹے وہرے ہین جہان خراب کے

طوفان اگر دیکھا ونہین چشم پر آب کے
بجھائین دو دو آہ بھی لگے سحاب کے

مشتاق دید رہ گئے مارے حجاب کے
آنکھین ہوئین نہ سامنے اوس آفتاب کے

نقش پر آب سانے لبشر ہین جہا ںمین
اوترے ہوئے ہین صاف یہہ خاکی جناب کے

قصہ دوئی کا ہیرے تری درمیان نہو
اوٹھہ جائین بیچ سے جو یہہ پردے حجاب کے

جھونکے خزانکے آئے جو فصل بہار مین
کیا کیا اولٹ پلٹ ہوے تختے گلاب کے

ہین گال پہول سے جو پسینے مین تر بتر
قطرے ٹپک رہے ہین زمین پر گلاب کے

ڈرتے ہین محتسب سے کہین رند ساقیا
کنشر دبے ہوئے ہین بغلمین شراب کے

ہوجاتے ہیو لسے بناتے ہو داغطو
قائل نہین ہین ہمتو تمہاری کتاب کے

اک دورۂ فلک مین نہ اونکے نشان رہے
پیری تھے جنکے دم سے شراب و کباب کے

مے کش وہ ہون کہ سب مری تربت پہ جبہ گر
پھولونکے جا چڑھاتے ہین شیشے شراب کے

ہوتی ہے قدر نعمت دنیا بس از زوال
پیری مین یاد آئین گے یہہ دن شباب کے

ہے موسم خزانمین بھی و زرات شغل مے
ہم بادہ کش تو بنگئے پتلے شراب کے

قاصد بھی میری طرح سے بیتاب ہو گیا
مضمون خط مین لکھدیے سب اضطراب کے

وزرات یہہ ہمین لیئے پہرتا ہے کو بکو
قابو مین پہنسگئے دل خانہ خراب کے

اے اشک ہے حمیر مین اپنی فروتنی
ذرے ہین آستان در بو تراب کے

نہ کہنے پای کچھ بھی حال دل اوس مہر تابان سے
بیان حال دل بیتاب کا کیونکر کرے کوئی
خدا وہ دن نہ لای جو کرین تقلید زاہد کی
نہ آے ایک بھی وصل کے وعدے گئے لاکھون
بھلا کیونکر سمای چشم گریان کی آنکھ مین شبنم
[illegible] فرقت مین اک بحر لطافت کے [illegible] ہوا

غضب بگڑے ہو شب وصلت مین وہ میرے جگانے سے
او نہین چھٹی نہین ہوتی کبھی گانے بجانے سے
کہ ہم رندونکو نفرت ہی پارسا کے منہ چڑھانے سے
بہلتا دل مشتین گے آپکی باتین بنانے سے
نہ یا وہ فقر کی دولت ہی قارون خزانے سے
ملائین جو ہری آنسو مرا موتی کچھ دانے سے

در پیش ہو رونے سے کہین [illegible] اشک بہتا ہے
نہ ہوگا فایدہ کچھ آب نیسان کے نہانے سے

جنون کا موسم گلین قیامت جوش رہتا ہے
خوشی ہوتی ہے کیسی شگوفو موسم گل کی
[illegible] وہان تیغ [illegible] قاتل
عجب فصل بہار [illegible] الواعظ
ادھر [illegible] شوق شہادت [illegible] ہین ہم
اونہین [illegible] جو کہ درد [illegible] السیاقی
سے جام و سبو کو دیکھ کہتا ہے ای زاہد
صدا کا شوق کانونکو تو شوق دید آنکھون کو
عجب تیغ نگاہ ناز سے جب سے کیا زخمی

کہان ہم وحشیونکو تن بدن کا ہوش رہتا ہے
جہنون پیشتر سے شعلہ و نوش رہتا ہے
یہان سر ناتوانی سے وبال دوش رہتا ہے
سحر سے شام تک کیا شور نوشا نوش رہتا ہے
ادھر خنجر بکف ترک گلابی پوش رہتا ہے
یہان تو رات دن شوق می سر جوش رہتا ہے
کہ جیسے [illegible] حرم کے بھی کوئی بیہوش رہتا ہے
عجب [illegible] آجکل تو حال چشم و گوش رہتا ہے
وہ غنچے کی طرح [illegible] روپوش رہتا ہے

مرکے بھی نکلا نہ مروہ خانہ خمار سے
بے سر و سامان نہ تھا مر [illegible] وہ رند ہون
دھوم سے نکلا جنازہ خانۂ خمار سے
اس مرض سے آدمی جان بر نہین ہوتا کبھی
یا الٰہی تو بچانا عشق کے آزار سے
مین شب فرقت مین [illegible]

[illegible]

پوچھے گا جو کہوں گا یہ محشر میں برملا
آتا ہوں ہی پیئے ہوئے خم غدیر سے

کیا میرے لاکھ بلانے پہ ہنستا ہے واعظا
ہوں چور نشار ہی خم غدیر سے

سچ ہے ہوا و حرص بری ہے بشر کے ساتھ
کیا پھر گئے ہیں بیعت خم غدیر سے

مجھسا سیاہ کار کنوئیں میں جو بند ہو
نکلے بجائے آب دہوان زمہریر سے

بخشا علی کے وصف میں روح القدس عجب
نکلے زبان صاف مرے ہمصفیر سے

جو صاف دل میں بہاتی ہے اونکو [illegible]
خالی خدا کا گھر نہیں کوئی ضمیر سے

پیرو علی کا ہوں مجھے نعمت سے کام کیا
منعم مرا خمیر ہے نان شعیر سے

اہل قریش نے نہیں کی کس سے سرکشی
ہاں اک ولی سے ہے تو شہ قلع گیر سے

اے اشک جو ہے دلمیں ترے اونپہ ہے عیان
کیا عرض حال کرتا ہے روشن ضمیر سے

Ghazal

خوابگاہ اپنے آہی کوچۂ قاتل سے بنے
سامنے در کے مزار عاشق بسمل بنے

جسکے ہم سرو چراغان زینت محفل سے بنے
یون جلے کوئی تب اونکا عاشق کامل بنے

جاتے ہی کعبے سے اعلیٰ ہوتہ کیونکر کوی صنم
عرش کے پائے سے کچھ بڑھ کر مکان دل بنے

بے اجل مارا ہمیں فرقت میں اپنے یار نے
دوست جسکو جانتے تھے ہم وہی قاتل بنے

پردہ پوشی یار کی کرتا ہے اے دست جنون
پیرہن یون چاک ہو جو پردۂ محمل بنے

بعد میرے فاتحہ کو آئیگا وہ بحر حسن
مقبرہ کی جا کوئی گرداب ساحل بنے

ہم خدا سے ہی نہیں کچھ مانگتے اس شرم سے
کیوں دعا میں ہاتھ شکل کاسۂ سائل بنے

119

وہ کہیں رہتے ہیں مرے دل کے دکھانے والے
روح اپنی ترے کوچے میں رہیگی پس مرگ
اور ہی لوگ ہیں وہ خلد کے جانے والے

[illegible]

برسون ہی گذرے کہ چلتے قافلہ گیا — رنگ دو دن نہین جاتے ہین جانیوالے

راستہ ملک عدم کا نہین کٹتے دیکھا — روز دو چار چلے جاتے ہین جانیوالے

رو کے فرماتے ہین وہ شب کو جو ہم یاد آئے — گو شتہ قبر مین سوتے ہین جگانیوالے

دو دن ہم کو نہ سگ کوی صنم کے ہوتے — ستمگر انکے سلامت رہین کہانیوالے

دہوکا دیتے ہین مگر کا شب وصلت کیا — شام سے اوٹھتے ہین نوبت کے بجانیوالے

دیکھیے حسن و جمال آج تمہارا صاحب — نہوے کیا کہین یوسف کے زمانیوالے

اک ہمین پیچھے سے جاتے ہین افسوس ملال — قافلے لیکے روانہ ہوئے جانیوالے

اس زمین مین نہ تہو اشک عرق کہا تہا
خوب فرما گئے ہین اگلے زمانے والے

کوچہ قاتل مین ہے تربت نہ مجھ ناشاد — خوب ہے گردون دو دن تھی مری برباد کی

کیا بگڑتا ہے جو اوس قد پہ کہے شمشاد کے — ہین مری باتین بہی اتنے بہتیار آزاد کی

کون سنتا ہے شکایت اوس ستم ایجاد کی — خود ہوئے مجرم عدالت مین اگر فریاد کی

بوسہ شیرین لب و دندان جانان کے لیے — رات بہر لوٹا کئے دکان ہم فصاد کی

ڈہا دیا ہوگا کسی دن دیکھنا آگاہ ہیز — کیا حقیقت ہے بہلا اس چرخ بے بنیاد کی

راستی پر اکدن اوسکا نہین پایا مزاج — خون ہی ٹپکا کیا شمشیر سے جلاد کی

کوئی تو مارا گیا کوچے مین اوس سفاک کے — چار سو سے جو صدا آئی کسی برباد کی

ذبح تیغ ناز سے قاتل مجھے جب کر چکا — کان مین جہک کر صدا دی خود مبارکباد کی

دید قاتل کی اسی حیلے سے شاید ہو نصیب
حشر میں جائینگے اپنے خون کا محضر لیے

فصل گل کیا آئی دیوانوں پر آفت آ گئی
کو وکان شہر آئے ہیں دیوانے پتھر لیے

حشر میں بھی کیا اچھوتی سی نگاہ ہو گا
سر مرا اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں خنجر لیے

اک ہمیں ترسا کئے ہیں پیالہ اک جام کو
میکدہ میں اپنے لوگوں نے گھڑے بھر بھر لیے

آج قتل عام پر قاتل نے باندھی ہے کمر
نخیر جو ہمراہ آئے ہیں کئے خنجر لیے

مائل رنگ حنا مہہ ہے کیا تجھکو جو قتل
خون میں قاتل نے دونوں ہاتھ اپنے بھر لیے

ساقی کوثر بچائیں گے جہنم سے ہمیں
حشر میں لے اشک جائینگے جو دامن تر لیے

نشانی کوچہ قاتل سے اپنی ہے مجھے پر کی
نشانے لائی ہے باد صبا میرے کبوتر کی

مثل سچ ہے کہ جیتے جی کے سب ہوتے ہیں دنیا میں
کسی نے بات پھر پوچھی نہ جمشید و سکندر کی

ہوا محشر میں اپنا خون عابد اپنی گردن پر
نصیبا اپنے الٹا کر اولٹی ہو گئی تحریر خنجر کی

دیا خالق نے تمکو حسن یوسف معجز عیسی
علامت اور کیا ہوتی ہے دنیا میں پیمبر کی

سگ جانان لیے پھرتے ہیں میری استخوانوں کو
نہیں جاتی ہے بعد مرگ بھی گردش مقدر کی

میں مہ ہوں تارک دنیا کہ گوشہ ہاتھ آیا ہے
جو پاتا ہوں کبھی صحرا کے ذرہ میں چمک زر کی

حرم میں واعظو تمکو دیکھ کر سیدھے نہ کہتے ہیں
الہی خیر کرنا مسجد و محراب و منبر کی

دہر کتا ہے کلیجہ شام سے اپنا تو وصلت میں
بھری رہتی ہے کانوں میں صدا اللہ اکبر کی

تمہیں قدرت میں اوس بت کی جو سکتا سا رہتا ہے
خدایا بن گئیں کیا اسیان آنکھوں میں پتھر کی

121

غزل

انسان خدا ہو کہ بتون ہی پہ مرمٹے	اسے وہی پسند ہے جو ایک سو سے ہے
اے آسمان جو آہ کرون جلکے ہجر مین	آتشکدہ جہان ہو نہ ہین جہان تو ہے
سب مشکلین بھی سہل ہین اے خالق کریم	ہر امر مین شریک جو بندہ کا تو ہے

ای اشک دل نے لطف اوٹھائین ہین ...
راضی ہون عمر بھر تہ خنجر گلو سے ہے

کوٹھے پر آکے چاند سا پھرا دکھا گئے	یون عاشقون کو حسن کا جلوا دکھا گئے
ناز و ادا اشارہ و غمزہ کیا کیا دکھا گئے	آنکھون مین پتلیون کا تماشا دکھا گئے
دو دو پہر رہا ہے قیامت کا سامنا	بوٹا سا آکے قد جو وہ اپنا دکھا گئے
یہہ بھی بہت ہے طالب دیدار کے لئے	دیوار و در کی آڑ سے دیکھا دکھا گئے
کہلاتے ہین جلانیکو فرمان قتل عیسی	جتلی کبھی بنا کے چھلکا دکھا گئے
رقصان ادہر جو آئے کہا او شوخ مصر	تالی بجا کے مجھکو انگوٹھا دکھا گئے
زلفون پہ لوٹ پوٹ ہے کالے یہہ طفل دل	ناحق وہ اسکو سانپ کا جوڑا دکھا گئے
کرتے ہین جو تم جو آج مرے حال زار پر	پھر کیون نہ اپنا کل رخ زیبا دکھا گئے
تسکین کیواسطے وہ مجھے اپنی زلف مین	اولجھا ہوا مرا دل شیدا دکھا گئے
غم سے تڑپ کے آہ جو کی وہ اوچھل پڑے	یہہ مرتے مرتے رنگ ہم اپنا دکھا گئے
پرتو فگن یہہ تمہارا رخ روشن تہ نقاب	ذرے سے جو آفتاب کا جلوا دکھا گئے

اے اشک تو تہ و بالا ... دل

دونون جہان سے سویا ہون بند ہو کے ...
افشا ہوا نہ راز وہان ذکر کبھی
پہری شب وصال ای فکر مین کبھی
کیا ہو سکا کبھی دہن تو تنگی کمر کبھی
دکھلا دیا ہا ہے سے شب فراق
ساقی نے بعد مرگ بھی ...
اک جام بھی دیا نہ مرے نام پر کبھی
قاتل کہے کے ...

جیسے جہاں میں وحشت دل سے ہو خراب | کاہیکو یوں پھرتے تھے بھلا دربدر کبھی

ای اشک گردش فلکی اسکا نام ہے
سایہ بھی ہو کی نہ یار کی مجھسے نظر کبھی

لحد بنے تو بنے زیر آستان میری
خراب کیجیے مٹی نہ مہربان میری

تپ فراق کی یہہ چشم مین حرارت ہے
پتنگ کے اڑ گئین جو ساری ہڈیان میری

جہاں مین ایسا ہی بیقدر تھا کہ بعد فنا
جو سونگھتے نہین کتے بھی ہڈیان میری

بتونکے زلف معنبر کا پیچ گیا سودا
جلین تو عود کی بو دین یہہ ہڈیان میری

نہ جوش نشہ رہا مجھکو نہ جوشش وحشت
یہہ کیا ہوا جو بہکنے لگی زبان میری

غضب ہے چھیڑنا وصلت مین شعلہ رویونکا
جلین ہین صورت گلگیر چٹکیان میری

نہ دل سے شکر کبھی اونکی نعمتونکا کیا
قفا سے کھینچی کسی نے نہ کیون زبان میری

خدا گواہ کہ مجھکو یقین ہے واعظ
بتونکے ہاتھ سے ہونگی خرابیان میری

پس از فنا نہ چھٹا زلف پرشکن کا اسیر
نہ اوترین پانو سے الجھین یہہ بیڑیان میری

ہزارون لیکے جو اوس شمع رو کی مر گیا مین
ہین وس چراغ لحد مین وہ انگلیان میری

عجب کہانی ہے اور طرفہ قصہ دلچسپ
کسی کی آن پہ بھی سنیگا داستان میری

تمہاری زلف کا قیدی ہون مین پس مدفون
نہ آئے لاشے پہ کیونکر یہ بیڑیان میری

وہ کون ہے جو مرے درد سے نہین آگاہ
سنے کوئی گل و بلبل سے داستان میری

لپٹ کے لاشے سے کیا پھوٹ پھوٹ کر روئے
اونہین بھی قدر ہوئی بعد امتحان میری

۱۲۳

۱۲۴

سوز دروں نے میری جگہہ ہی کو اوڑ دیا
کیا جانتا تھا خانۂ دل میں شرنگ ہے

سچ ہے کہ قدرداں نہیں ہی عزت کمال کی
گر جوہری نہو تو جواہر بھی سنگ ہے

جاناں پہ ہو کس طرح کوئی دریا عشق سے
اس قلزم مہیب کی مچھلی نہنگ ہے

پانی میں پھول تیر رہا ہے گلاب کا
یا آئینے میں عکس رخ لالہ رنگ ہے

کہہ دیتا ہے برگ حنا لعل مزا ہے
عشق بتاں میں دیکھ لو ہاتی پہ سنگ ہے

قصر وصل کو دیکھ کے خوش ہو نہ منعم
گہر مل گئے وسیع تو کیا گور تنگ ہے

جاتا ہوں گہر میں یار کے دیوانہ بند کے
یہہ آجکل ترے بھی ہوئی شوق شانگ ہے

زلفوں کے بیچ ہو سے بال رخ صاف پر ہیں
گہیرے ہوئے حلب کو سیاہ فرنگ ہے

رفتار ناز ہے یہہ پری میں مجھ میں
سب سے نرالا یار کے چلنے کا ڈہنگ ہے

حیرت فزا ہیں مہر و محبت کے راستے
کہتے ہیں خضر عقل ہماری بھی دنگ ہے

حاصل ہے وصل اگر بت عالی دماغ کا
ہوش برین کہ آج برابر پلنگ ہے

ہوتا ہے دلکو جہد حباب اشک سے
کاسے حباب کے یہہ نہیں جلترنگ ہے

مرجائیے سوال کسی سے نہ کیجئے
التجا سے بہی مانگتا یہاں عار و ننگ ہے

دوزخ ہے خلد بیدنا تو اگر مہد
آغوش میں بہی مجہے قید فرنگ ہے

فرقت میں ایک بحر لطافت کی ہی جیال
دریا میں گاہ گہہ دریا پلنگ ہے

عاشق ہیں دل جگر کے یہہ تیر نگاہ کیا
پیوست ہے رگوں کی طرح جو خدنگ ہے

جو دیکھتا تھا دیکھ چکے انقلاب دہر

ہوا اٹکا رہے جنون کے ہاتہہ گریبان ہمارے
عروس مرگ لیکر سوئین اب کوئی تربت کے
ادہر مین تیری فرقت ہے یہان لیتے ہین کہہ کے
عجب رنگین اوج اباغ جہان سے دوڑتے جاتے ہین
تماشا آج پروانون کا بہی اے شمع دیکہو
سزا اچہی نکالی عاشقان خال ابرو کی
بنا ہے جسم لاغر روح کا سایہ پس از مردن
بہرا ہے دلین شوق دید کس شمع تجلی کا
یہان پر اک شے اک آنکہہ کا اندہا آہی رہتا ہے
حرم مین ہو خلل گر قصد سے نہین ہوتی مدین زاہد
کسی دن وصل بہی ہوگا حقیقت مین مجسم ہے
متاع دل کو کس کس کے نہ لوٹا گیسوے مشکین بہی
زمانہ چاہتا ہے شادی غم ہوتی ہین توام
رقیبون کا بہی کدر دیکہنا دم نا کمین ہوگا
تصدق اسقدر ہوتی ہوئی ہین اونکی دانتون
رگا بیٹہو او ٹہا کر تیغ کیا باتین بنا تو ہو
کوئی بہی تیر جذبے لسے مرے چوکنے پایا

خرابیں ناخن غم سے نہین تل پہر بدن جائے
ہوئے رخصت براتی رہ گئے دولہا و دولہن جائے
فقط ہاتہو مین کنگن باندہ دیتیر لو دن جائے
گلو نے کیا ابہی ہو جائیگا سارا چمن جائے
سنگا کر اپنے پہلو مین کوئی رکہدو لگن جائے
نہین زخمو نے القاتل کہین تن پہر بدن جائے
لحد مین ہم دنیا کے لئے رکہدین کفن جائے
ندیکہی ہمنے پروانونسے کوئی انجمن جائے
رہا کب یوسف دل سے ترا چاہ ذقن جائے
ہمارے کعبہ دل مین ہی جا برہمن جائے
کہا کرتے ہو تجہکو چاہیے کیا جانمن جائے
جدہر جاتے ہین پہرتے ہی نہین ہیہات زن جائے
مری تقدیر مین لکہا ہی کیا رنج و محن جائے
سمجہا کیگا کبہی اے گل مرا دیوانہ پن خالی
کر پہر آتے ہین دریا عدن سے غوطہ زن جائے
جتا یا کیجے رجہپر نہ اپنا بانکپن خالی
کیے ترکش کے ترکش تو نے او ناوک فگن جائے

125

سب سے پہلے قتل کر کے ... جا کے فرو گلدام مین صیاد کے
بچ کی باری گر اہون پاون پر جلاد کے
کیون نہون اہل جہان مشتاق تیری دید کے
ہوش کس کے پہنچے مین شہر حسن آدم زاد کے
کہینچا شکل ہوا تصویر رخ حسن کے
پڑ گیا ہاتہو مین رعشہ مانی و بہزاد کے
کوئی جا بان کی یا ہین حسرت تہی اوسکے بانی کی

گر یہی ہے ضعف تو بازار محشر میں دلا
جو گدا پابند الفت ہے ترا وہ شاہ ہے

جنس عصیاں کون لیجائیگا سر بیداد کے
نام سے مجھکو تو نفرت ہے فقیر آزاد کے

دیکھتا ہے یار کا منہ فصد کب ہی ہے اشک
دیدہ بینای الٰہی کور ہوں فصاد کے

مٹ گئے نام و نشاں تک اہل ناشاد کے
باغ میں عنبر ذریسے آگئے قدم صیاد کے

بزم ہے ماتم کدہ مرنے سے مجھ ناشاد کے
نالہ و فریاد ہے بدلے مبارکباد کے

صبح سے بیٹھے ہیں عاشق منتظر جلاد کے
آج جوہر دیکھنے ہیں خنجر فولاد کے

بزم میں اوسکے کوئی عاشق ہوا پامال ناز
شور گنہگاروں کے نہیں غل ہیں مبارکباد کے

کوہ غم کاٹے سے کٹتے ہیں کسیکے عشق میں
موت سر پہ کھیلتی ہے رات دن فرہاد کے

موسم گل میں ذرا شوق اسیری دیکھنا
پیچھے پیچھے پھرتے ہیں مرغ چمن صیاد کے

ہے یہ کس ناشاد کے مرنیکی عالم میں خوشی
غلغلے پہنچے ہیں گردوں تک مبارکباد کے

خوب ہے ویرانہ میں ڈالا ہو باس الفت کی نہ ہو
پھول سب دیکھے ہوئے ہیں گلشن ایجاد کے

خورش قلب و جگر عشق میں لیتے دوستو مرتے ہیں ہم
چاہئیں تختے ہماری قبر کو شمشاد کے

کند خنجر ہو گئے تجھ سخت جاں کے حلق پر
کیا رگیں اپنے گلے کی تار ہیں فولاد کے

دید کی حسرت میں ایک لاشہ ہوں ہی مر گئے
کوچۂ جاناں میں اترے ہیں گلشن شداد کے

داغ یا جیسے سینہ کو وہ دیوانہ ہوا
پھانس میں پریاں ہاں کرتی ہیں آدم زاد کے

ایک دن میں تنگ سے لے ہیں زمانے ہزار
دل تماشے دیکھتا ہے عالم ایجاد کے

وحشت غربت مین نہ پوچہو عاشق دلگیر کا حال — پاؤن مین چہبہ چہبہ گئے ہین خار اوٹہتے بیٹہتے

خلد مین بہی یاد آئے جسگہڑی تم بعد مرگ — ساتہہ ہو رونیکے نہ ہم اے یار اوٹہتے بیٹہتے

ناتوانی مین نکالی ہے جنون نے چہیڑ چہاڑ
اشک چلیے اب سوئے گلزار اوٹہتے بیٹہتے

اک تیر نہ گذرا جگر و دل کی طرف سے — ترکش کیے خالی ہوئے قاتل کیطرف سے

ڈرتے ہے نظر بد کا بدن ڈہانک کے بیٹہو — سو منہہ پہیر لو اپنا مہ کامل کیطرف سے

لیلی جو غم قیس مین بہرتی ہے دم سرد — کیا ٹہنڈی ہوا آتی ہے محمل کیطرف سے

تہا کون ترا تیر نگہہ روکنے والا — آیا نہ بچا سے جگر و دل کیطرف سے

محروم ہے دید سے عشاق دم ذبح — جلاد کئی آئے ہین قاتل کیطرف سے

رو یا کیے ہم یاد مین اک زہرہ جبین کے — گذرے جو کسیدن چہ بابل کیطرف سے

صدقہ کرے جیسی یہ کوئی جہکو پس مرگ — زلفو نکی بلائین لی مری دل کیطرف سے

قاتل سے بہی دیکہا نگیا میرا تڑپنا — سو منہہ پہیر کے رونے لگا بسمل کیطرف سے

کیونکر نہو ڈر ملک عدم کے سفری کو — کہٹکا ہے بڑا قبر کے منزل کیطرف سے

بیبوجہہ کشیدہ نہین رہتا ہے مرا گل — بہرتا ہے کوئی کان عنادل کیطرف سے

سچ کہتے ہین اے **اشک** گہٹ جاتی ہے توقیر
بڑہتا ہے کبہی ہاتہہ جو سائل کیطرف سے

چلتے چلتے اور اک خنجر لگاتے جائیے — ہین نہ ماؤ نگا بس اب جہگڑا مٹاتے جائیے

اب ہوا ہے پہول بہی میرے اوٹہا جائیے
آپ سا خوش رو زمانے مین نہین پیدا ہوا
لاؤن تصویرین بہی صورت سے لاتے جائیے
پہر بہارس اوس صنم کے ساتہہ جائین یا خدا
پہر کہین سب گہاٹ برہ کا نہلتے جائیے
سا نکب نبار سوز دل اظہار کیے یار سے
منہہ سے شعلہ زال کی صورت اوڑاتے جائیے

اب سجا شانے کہیں ہم ہو دامن گیر ہے
عاشقوں کے قتل کی جو ور و غ تدبیر ہے

اے صنم جلوہ سے تیرے حیرتی ہو اک جہان
جس جگہ جو آدمی دیکھا کسی تصویر ہے

دل مرا مدت سے ہے وابستہ زلف دراز
یار کا گیسو نہیں یہ عرش کی زنجیر ہے

پھوڑتے ہیں اپنا سر شیرین دا ونکے لیے
خون کی دہاریں نہیں ایک ایک جوئے شیر ہے

قید کی ایذا کو بھولیں کس طرح تیرے اسیر
پانو میں اب تک نشان حلقۂ زنجیر ہے

دام گیسو سے وہ چھوٹیں دل ابھی الجھا نہیں
رات سے تو او رکچھ الجھی ہوئی تقریر ہے

چھوٹتے ہیں جب خنجر ابرو سے ہم قاتل پیار سے
ہنسکے کہتا ہے تمہاری موت دامن گیر ہے

مل گئی قسمت سے خاک آستان بوتراب
دونوں ہاتھوں سے سمیٹا چاہئے اکسیر ہے

سبزۂ خط یار کے روسے کتابی پر نہیں
ایک صفحہ میں یہ سب قرآن کی تفسیر ہے

فصل گل ہے چلیں بعد از مرگ بھی لیتا نہیں
پھر مرا دست جنون کل سے گریبان گیر ہے

قیدی زینت کوئی گر فتار بلا
طوق گردن میں ہاں یہاں پانو میں زنجیر ہے

اوسکی رحمت پر تو ہی دعوی ہیں ہم بندہ کا
باغ جنت زاہد ونکی کیا کوئی جاگیر ہے

دلمیں اونکے ناز باطن میں پہنچا ہی نیا ہے
آج آپسمیں زبان حال سے تقریر ہے

قتل ہو جاتا ہوں جب چڑھتے ہیں ابرو ناز سے
یار کی چین جبین مجھکو دم شمشیر ہے

حال کھل جائیگا اوس گل کو دل پر داغ کا
خط مرا بالکل خط گلزار میں تحریر ہے

قتل عالم کو کریگی اوسکی چشم سرمگین
آنکھ گردش میں نہیں ہے سان پر شمشیر ہے

خاکساری سے فقط پایا ہی آدم نے وقر
عرش سے تا فرش جدکی مری جاگیر ہے

اس قلزم جہان مین کیا بے ثبات ہین ہم | مثل حباب دریا اک دم کے مہمان تھے

اے اشک کیا بتائین دل پر جو کچھ گذری
ہم [illegible] ہوئے تھے اغیار شادمان تھے

پھر پیاسے قتل نہ خنجر اوٹھائیے | اتنا نہ اب تو پھر خدا سر اوٹھائیے
قاتل پھر کھلے پاس سے بسمل کے ہٹ گیا | ایذا ہی جانکنی بہی تو دم بھر اوٹھائیے
پاس ادب بتونکا جنون مین ہے ولا | ٹھوکر لگے تو جوم کے پتھر اوٹھائیے
مارا ہے ہمکو آپکے گیسو کے جور نے | لاشہ اوٹھائیے تو کہلے سر اوٹھائیے
پھیلا ہوا ہے دنیا مین زلفونکے طفیل | آپ ہی کسیطرح سے منا کر اوٹھائیے
اب ناگنی سی لوٹ رہی ہے زمین پہ | اے رشک حور زلف معنبر اوٹھائیے
کہدو یہہ واعظون سے کہ فصل بہار ہے | اب جبہ دوش آپ ہی ممبر اوٹھائیے
کعبہ ہو یا کہ دیر غرض بندگی سے ہے | کسواسطے یہہ راہ کے پتھر اوٹھائیے

اب زندگی سے اشک بہت تنگ آ گئے ہین
کب تک جفائے ترک ستمگر اوٹھائیے

غیرت سے کٹے جاتے ہین اغیار کے آگے | گالی نہ دیا کیجیے دو چار کے آگے
شربت نہ دم نزع دیا ہاتھ سے اپنے | رویا کئے بیٹھے ہوئے بیمار کے آگے
وحشت مین کبھی جو نہ بہی سر مین سمائی | شمشاد تو کیا ہے قد دلدار کے آگے
مدت سے مریض غم فرقت ہین [illegible] | مرجاسے پڑے ہین در دلدار کے آگے

۱۲۹

تجھسا جہان مین درد سر اک گلعذار ہے | لوٹا ہوا غزا چمن روزگار ہے

ایک یہہ دل جلون کا نشان مزار ہے | بالین پر ایک خشک درخت چنار ہے

سوز فراق وصل مین جو آشکار ہے | عیسیٰ بھی پوچھتے ہین یہہ کیسا بخار ہے

بیمار ہجر کا جو دم آنکھون مین رہ گیا | بولی اجل کسیکا اسے انتظار ہے

دندان کا عکس سینۂ شفاف پر نہین | بتیس موتیون کا گلے مین یہہ ہار ہے

اچھی نہین یہہ صحبت اغیار جانجان | سمجھا دیا ہے آگے تمہین اختیار ہے

کی عرض مینے شب کو رہون یا کہ جاؤن مین | بولے وہ مسکرا کے تمہین اختیار ہے

گھل کر ہوا ہون ہجر مین مژگان یار کے | کانٹا ہے یا کفن یہہ مرا جسم زار ہے

دست جنون رکا نہ پس از مرگ بھی مرا | اک جیب کیا تمام کفن تار تار ہے

جلتا ہون راتدن تپش ہجر یار سے | شعلہ بغل مین ہے کہ دل داغدار ہے

کیا پوچھتے ہو حال مریض فراق کا | شدت سے درد ہے خفقان ہے بخار ہے

وحشت برس رہی ہے پس از مرگ بھی وہان | جس دشت ہول خیز مین اپنا مزار ہے

دہ مرات تیری زلف کا سودا تو آپڑی | آسیب کی طرح مرے سر پر سوار ہے

اک دو سبو سے گرد کدورت نجائے گی | ڈھیرون ہی ساقیا مری دلمین غبار ہے

رکتا نہین جو آنکھ سے آنسو کسی طرح
اے **اشک** کسکے ہجر مین دل بیقرار ہے

منہ نہ پھیرون حشر تک ورس کے آتشناک سے | کودی انگاسے بھی برسا اگر افلاک سے

ہنس ہنس کے مجھکو قتل کیا بات بات پر
میٹھی چھری یہہ آپ کی میٹھی زبان ہے

پیسا ہزار طرح سے اس چرخ پیر نے
بندے کی آج تک تو وہی آن بان ہے

قاتل کو اپنے خون سے کیونکر بچائیے
کہتے ہین لوگ ہمکو انہین پر گمان ہے

قصے سنے ہین ہمنے بہت حسن و عشق کے
وہ سب کہانیان ہین مری داستان ہے

ہم جلے لحد کا پتا کیا تمہین بتائین
شعلے نکل رہے ہین بڑا یہہ نشان ہے

باتون سے اشتیاق ٹپکتا ہے وصل کا
مین پیر ہو چکا ہون مگر دل جوان ہے

ہو کیون نہ خوف وصل بت سبزہ رنگ کو
اے **اشک** وہ تو آپ ابھی دہان پان ہے

رحم کی جا ہے نہ قاتل کو ترس کیونکر آئے
ہین جو قیدی ہون پہ گر اوسکے ہی آنسو بھر آئے

عشق مژگان مین نہ آرام مجھے کیونکر آئے
نیند وہ شے ہے کہ انسانکو سولی پہ آئے

عرس یہہ وہ ہم سے کس کشتۂ حسرت کا ہلو
سنتے ہین خوب ہی بن ٹہن کے پری پیکر آئے

ہجر مین جسنے سنا نالۂ پر درد مرا
دل پر اک چوٹ لگی آنکھون مین آنسو بھر آئے

قتل منظور ہے صاحب کو تو حاضر ہون مین
اپنے دامن مین چھپائی ہوئی کیون خنجر آئے

سخت جانی مری مشہور ہے یہہ عالم مین نئی
ذبح کرنے کو ولایت سے کئے خنجر آئے

محتسب کا ہو برا جسنے تو دیکھا گمبا
سامنے ٹھوکرین کھاتے ہوئے ساغر آئے

بعد مرنے کے مری روح کو صدمہ ہوگا
بال کھولے ہوئے گر آپ جنازہ پر آئے

اوس میر حسن کے دانتونسے کبھی مل سکے
لاکھ بچ بچ کے بہان گوہر آئے

پیدا ہوئیں گے جگنو شہیدونکی قبر پر | لوح طلسم ہوگئین لوحین مزار کی
جو نا ہوئے ہین جل کے تپ ہجر یار سے | کیا کیا بیان اوٹھائینگی ایذا فنا کی
معلوم ہوگا تجھکو ہی ملکے چرخ کینہ جو | پڑھ جائیگی جو آہ کسی بیقرار کی

بیٹھے ہین بادشاہ ہے شاہ چمن
اے اشک سر پہ ٹوپیان کہین بہار کی

جیتا ہون سونگھ سونگھ کے بو زلف یار کی | راس آگئی ہے آب و ہوا کنگبار کی
پائی ہے دفن کو جو زمین کوی یار کی | حورین بلائین لیتی ہین دن بہر مزار کی
زلفین قریب گال ہوا پیرہن یار کی | پابیڑیان کہلین سبب سنگبار کی
مکتوب شوق طائر بسمل سے کم نہین | کچھ کیفیت لکھی ہو دل بیقرار کی
دشت جنون دیا ہے اجارہ مین قیس نے | فرہاد سے لی ہے سند کوہسار کی
سودائی انکے تارک دنیا کا نام ہے | زر بفت کی قبا جو ملی تار تار کی
امرت کیطرح کہا گئین رشتے پہ چوٹیان | شکر ہے کہ لیگئین ہین مٹی مزار کی
دیکھا اوسے بہی بہر چراغان کا ہوگیا | تصویر کہینچ دی جو تن اغدا کی
کیا کیا مزے لحد مین اوٹھائی ہین بے فنا | تہین لذتین فشار مین آغوش یار کی
انجام کار صبح قیامت سے مل گئی | کتنی بڑہی ہے دیکہنا شب انتظار کی
کانٹو مین چہد کے رہ گئے دیوانگان عشق | حاجت ہوئی جو وادی وحشت مین خار کی
پائی پر آبلہ سے ڈہونڈینگے دشت مین | اینتو لہو لگا ہے زبانون کو خار کی

نرگس کیطرح وا رہین آنکھین مزار پر پہنکا ہے کیطرح روح نے دہر بہ پاجسم	بعد از فنا بہی حسرت دیدار مین رہے اب کون روز روز کی بیگار مین رہے

اے اشک دل نہ شاد ہوا وصل یار سے
محروم دور چرخ ستمگار مین رہے

کل تو آؤ گے مری لاش اوٹھانیکے لئے
دہر تک بیٹھے رکہہ چہوڑا ہے کہانیکے لئے

غیر سے ہنستے ہین وہ میرے جلانیکے لئے
روز اک بات نکلتی ہے ستانیکے لئے

خال عارض یہ ہے کیطرح یہ دام گیسو
طائر دل کہین پہنس جائے نہ دانیکے لئے

حکم ہے پہینکدو کہدوا کے ابہی لوح مزار
یاد آئی ہی ہے مرا نام مٹانیکے لئے

مجھسے برگشتگی چرخ کا عالم ہے جدا
یون تو ہے گردش افلاک زمانیکے لئے

اونکی زلفون مین یہہ خوشبو ہے کہ سارے عطار
سونگہتے بیچتے ہین بالون مین بسانیکے لئے

فقط اک مجھکو منا ہی ہے وہان جانیکی
گہر مین آنیکی اجازت ہے زمانیکے لئے

بہول جاتے ہو سیوا مرگ تو مین کیا کرتا
یاس سے آئے وہ مری لاش اوٹھانیکے لئے

خوش دماغی کوئی اوس گلشن کی دیکہے
چاہتا ہے کہ گلاب آئے نہانے کے لئے

تجھکو پیدا کیا اللہ نے او ترک سیمین
بیکتا ہون کا نقطہ خون بہانیکے لئے

خفقان ہے مین یہ سمجہا شب تنہائی مین
دوڑتی ہین در و دیوار بہی کہانیکے لئے

گہر مین اپنے جو خفا ہوتا ہے وہ طفل مزاج
ہم طلب ہوتے ہین باہر سے منانیکے لئے

پاؤن پر گر کے مین کہتا ہون کہ مرجاؤنگا
دور بیٹھے ہین وہ مچلے ہوئے جانیکے لئے

وہ گل ہو مری بیت کے ساتھ اوٹھا لیا
کئی گلاب کے شیشے ہزار لیکے پہینکا

جو یار پڑون کو مسکن کوئی یار لیکے پہینکا
جان کی خفت سے اگر بیٹھے بشارت دی

وہ گلعذار جو پہولون کے ہار لیکے پہینکا
اگر مین سیر کو دون بن پہلین کل نزاکت سے

عذار کرے رہ طرح کی لٹکا ر لیکے پہینکا
بہار کا ہمہ تو نہ بدسکے پہر گریبان مین

بغل لالہ دل داغدار لیکے پہینکا
کوئی تو آپ چمن کی بہار لیکے پہینکا

جو صاف دل تھے وہ اس خاکدان عالم سے
مثال شیشۂ ساعت غبار لیکے پہینکا

سما تو تیشے کہ ارادہ ہے سیر گلشن کا
رقیب کو نہیں ساتھ یار لیکے پہینکا

ہر ایک کو ہوا دہوکا کہ کبوتر کا پر
جو وہ ہمارا دل داغدار لیکے پہینکا

مٹا سکے مرا نام و نشان نہ بعد فنا

الله رے ناز کی نہ اوٹھا تھا ابھی پلنگ
ہاتھوں سے رہ گئے وہ کمر کو سنبھال کے

ای دل سمجھ کے رکھنا قدم راہ عشق میں
رستہ بہت کٹھن ہے ذرا دیکھ بھال کے

کیون اب زوال حسن مین ہو منہ چھپاتے ہین
یہہ نفرت آئینہ سے ہوئی خط نکال کے

مر کر بھی عاشقون کے نہ دل سے گیا عتاب
مرقد نہیں یہہ ٹھیرے ہین گرد ملال کے

ایسا کیا تھا تنگ ہمین ہجر یار مین
پہلو سے اپنے پہینکدیا دل نکال کے

پردہ اولٹ کے حسن کا جلوہ دکھا کہو
مشتاق سب کھڑے ہین تمہارے جمال کے

یون تو کبھی یہہ دید کا لپکا نہ جائیگا
جی چاہتا ہے پہینکدین آنکھین نکال کے

نازو ادا سے تو جو کبھی باغ مین چلے
طاؤس و کبک سیکھ لین انداز چال کے

دینگے سوال کا یہہ نکیرین کے جواب
ساقی کے ہم غلام ہین بندے کلال کے

دندان پر ضیا کا ذرا فیض دیکھنا
تارے شعاع بن گئے ڈورے خیال کے

آیا کبھی خیال جو اعمال زشت کا
دریا بہادیے عرق انفعال کے

بچ بچ گیا ہون گو تہی بخت شوم سے
رہ رہ گیا ہے ہاتھ وہ قبضے پہ ڈال کے

دم پر بنی ہے افعی گیسو کے عشق مین
جھگڑے مین جان پڑ گئی ہو مکو بال کے

روز حساب دیکھے کیا انکا حال ہو
جو لوگ قرضدار ہوے ہین کلال کے

کھیلا جو آکے باغ مین ہو وہ گلعذار
نکلے بہی قمقمے نظر آئے گلال کے

چشم سیاہ یار جو آنکھون مین پھب گئی
وحشت مین اشک پاس نہ پھٹکے غزال کے

[illegible]

[illegible]

۱۳۵

لن ترانی کی جو لی وہ بت مغرور مرا
کہیں ہوتے ہیں بھی کہ انداز سخن اچھا ہے

جاندنی راہ سے مرنے پہ جو ہاتھ آجائے
ناتوانوں کی لیے یہہ بھی کفن اچھا ہے

جانتا ہے تجھے لیلی سے حسین مجنون بھی
کوہکن کہتا ہے شیرین سے دہن اچھا ہے

شمع فایدہ کیا بعد فنا زینت سے
شامیانہ ہے تکلف کا کفن اچھا ہے

توہی منصف ہو بھلا کس سے کوئی دے تشبیہ
سارے میووں سے ترا سیب ذقن اچھا ہے

اپنی تعریف جو فرماتے ہیں کیا نادان ہیں
آپ بو دیگا اگر مشک ختن اچھا ہے

رنج راحت ہے کسی جا پہ کہیں راحت رنج
سارے شہروں سے بیابان وطن اچھا ہے

سیر گلزار کیا کرتے ہیں ہم گھر بیٹھے
دل پر داغ سے بھی کوئی چمن اچھا ہے

ایک عالم پہ کسی کی نہ گذر ہے دیکھی
ایسی شادی سے مجھے رنج و محن اچھا ہے

ایک دل کا مرے سو بار نشانہ ہوگا
لوگ کہتے ہیں کہ وہ تیر فگن اچھا ہے

جوہری وصف جو کرتے ہیں بڑی جوہر ہے
تیرے ہونٹوں سے بھلا لعل یمن اچھا ہے

کون کہتا ہے اسے چشمہ خضر اے یوسف
ڈوب مرنے کو ترا چاہ ذقن اچھا ہے

یاد احباب میں رو رو کے ہم مرجاتے ہے
رنج غربت سے جو ہوے ہیں وطن اچھا ہے

بوے الفت کسی گلرو میں نہ پائی ہم نے اشک
خاک تیرے چمنستان دکن اچھا ہے

سنور جاتے ہیں بگڑے کام جب تقدیر لڑتی ہے
کسی کی لاش اسدم کوچہ قاتل میں گڑتی ہے

لگاتے ہیں وہ تلواریں گھڑی جو رنگ ہوتے ہیں
ہٹیں پیچھے قدم کیونکر قضا دامن پکڑتی ہے

عجیب حال ہے فراق گیسو مین
عدم کا راستہ کرن ہیچ سے کٹتا
پس از فنا بھی جلائیگے یقین ہے لکو
مرونگا اوس یم نوبی کے ہجر سے اگر
وہ ترک یاد جو کرتا ہے اسے ہی تو تا ہے
پس از فنا پڑی آنکھ جو جنت پر
بچا نہ وہ جسے انکی زلف نے کاٹا
تمہارے عشق مین کس نے نہین لہو تھوکا
جنون مین لوگ عبث مجھکو قید کرتے ہین
گلون کے شوق مین لہرا جو ہو تم مین
پڑا تھا کاہکو ایسا کبھی تباہی مین
اڑ رکے طائر رنگ چمن پریدہ ہو
کوئی نظر مین سما تا نہین جبین اسکے
عدم سے آکے لیا دم نہ تک ہستی مین
ہوا ایک ہرہ جبین کا ہوا ہے شیفتہ دل

حضور سے کبھی جو چھوٹن خبر ملی دل کی
پہنچکے گور مین راحت ملی ہے منزل کی
بنائی جائیگی تصویر گر مری گل کی
غریب رکہون ابھی سے زمین ساحل کی
نگاہ یاس کہین دیکھ لی تھی بسمل کی
کبھی تھی دل مین یہہ صورت بری شمائل کی
اسی کے تیر مین تاثیر ہے ہلاہل کی
تمام شہر کو بیماریان رہین سل کی
اسیر زلف کو حاجت نہین سلاسل کی
تو پھول جھڑتے ہین منقار سے عنادل کی
تمہارے ہاتھ سے مٹی خراب ہے دل کی
یہہ بیٹھیان کہین سو توت ہو عنادل کی
تمہین پہنچی ہے لوآنکہ پاہ کامل کی
لحد مین سو رہے ہستی چڑھی یہہ منزل کی
لو جان لو مری مٹی ہے جاہ بابل کی

ستم پہ ارشک جو مظلوم آہ نہین کرتے
یہہ راہ دیکھ رہے ہین امام عادل کی

وجد مین احباب کو اے اشک لایا چاہیے
شائقان مین اک غزل اسکو سنایا چاہیے

انکی وحشت مین ولادہ رنگ لایا چاہیے
نام مجنون کا زمانہ سے مٹایا چاہیے

آسمان پر تیر آہون کے لگایا چاہیے
آفتاب چہانشانہ ہے اوڑانا چاہیے

چرخ کو تاثیر آہون کی دکہایا چاہیے
اس پرانے سنگہنڈیکو آج ڈہایا چاہیے

لے پری دیوانگان عشق سارے جمع ہین
بیڑیان سنت کی پاون سے بڑہایا چاہیے

اونکی صحبت مین جو الفت کا مرے ہوتا وکہ
ہنسکے کہتے ہین کسی دن آزمایا چاہیے

کی سزا تجویز شیرین نے یہہ جرم عشق کی
کوہکن کے سر پہ اک تیشہ لگایا چاہیے

ہر قدم پر استو چلنے مین اولجہہ جاتے ہین آپ
یار اتنا بہی نہ زلفونکو بڑہایا چاہیے

فصل گل ہے آج کل ورنہ یہہ ہجو جنون
دہجیان دامان صحرا کی اوڑایا چاہیے

ان حسینان پریوش کو بہی ہنتی ہے فلک
آدمی کا دل کسی صورت دکہایا چاہیے

ہے اگر اولٹی خدائی سے ہر اک سم تبان
برہمن ہون فن ہو من کو جلایا چاہیے

قتل کروایا ہے او قاتل مرے ولنے مجھے
تان کر پہلو مین اک برچھی لگایا چاہیے

یار سے وصلت مین باتین بیحجابانہ رہین
آج اٹہہ کر نقاب رخ اوٹہایا چاہیے

وصل مین اوس حوروش کے منہہ کو بوسے لیجیے
حوض کوثر پاس ہے غوطے لگایا چاہیے

پاس ہمسایہ کر نہ لیگے کچہہ نہ کچہہ پیر مغان
بہٹیون کے پاس کوئی گہر بنایا چاہیے

ہم فقیرونکو بہلا ظل ہما سے کام کیا
اوس شہ خوبان کے دیوار دکا سایا چاہیے

خاک آوارہ ونکی گردش ہی سہے مرنے پہ بہی
اے فلک اب چاک ہو اکر بہرایا چاہیے

باعث فتنہ ہوا یار ترا حسن شباب — بیچ ہیں کافر و دیندار میں آتے جاتے
خط صفائی کا مجھے آپ ہی اب لکھینگے — ہو ہیں آئینہ رخسار میں آتے جاتے
چال چلتا ہے بناوٹ کی جو وہ طفل صغیر — لٹک کے ڈھنگ میں رفتار میں آتے جاتے
کم سنی ہے جو ذرا ہوش انہیں آجاتا — شوق سے محفل اغیار میں آتے جاتے

اشک دولت جو قناعت کی ہمیں ملجاتی
ان حسینوں کے نہ دربار میں آتے جاتے

کب تجھے محبت سے پکارے نہیں جاتے — ہم کوچے سے کس روز اوتارے نہیں جاتے
حسرت سے ہی بلبلیں کہتی ہیں قفس میں — صیاد یہ صدقے بھی اوتارے نہیں جاتے
روتے ہیں وہ جبہہ کشتۂ حسرت کے الم میں — گیسو بھی کبھی رخ پہ سنوارے نہیں جاتے
او فتنۂ عالم وہ بتا کونسا دن ہے — اس کوچہ میں دو چار جو مارے نہیں جاتے
اس درجہ خجالت ہے گنہ ہو قسمی از مرگ — محشر میں بھی جو شرم کے مارے نہیں جاتے
ان ہونٹوں پہ ہے جان بچائے کوئی کیونکر — گیسو یہہ وہ کالے ہیں کہ مارے نہیں جاتے
آتے ہو تو غیروں کو نہ لایا کرو صاحب — اس روگ سے ہم گھر میں تمہارے نہیں جاتے
پہاڑیں گے کفن بعد فنا موسم گل میں — وحشت کو تو یہہ جوش ہمارے نہیں جاتے
کیا جائیگا دل سے یہہ بخار غم ہجران — مرنے پہ بھی اس تپ کی حرارے نہیں جاتے
کی دل میں نہ اوس نے سمجھے ذرا آہ سے تاثیر — کیا عرش پہ یہہ تیر ہمارے نہیں جاتے
گو تاق ہیں لے ترک ہم اور ادا الم سے — ہمت تو کسی بات میں ہارے نہیں جاتے

کسی کا ترک فلک بانکپن نه دیکھ سکا
ہزاروں خاک کے پیوند کجکلاه ہوئے

لقب ہوا مه کنعان اگرچه یوسف کا
وه حسن آپنے پایا که رشک ماه ہوئے

چه ذقن مین جو پہنچا ہین قدر نے
عزیز کہتے ہین یوسف غریق چاه ہوئے

جنہین ہے عشق وه محروم وصل بیٹہے ہین
جہان مین عاشق و معشوق کے نباه ہوئے

فلک کے سات توے دم مین ٹوٹ جائینگے
کہین بلند ہمارے جو تیر آه ہوئے

کریگا عذر قیامت کو کیا بت خونریز
خدا ہی جانتا ہے قتل بیگناه ہوئے

خدا کے سامنے کس منہہ سے جائینگے امی اشک
که تہوڑی عمر مین ہمسے بہت گناه ہوئے

فایده کیا رو چکے جب سینکڑوں گہر گر پڑے
لطف ہے گر قصر گردون لڑ لڑا کر گر پڑے

منہہ جو غرفه سے دکہایا تمنے اے رشک پری
سیکڑون انسان غش کہا کہا کے باہر گر پڑے

رعب جو ڈالا اداے بوالہوسان عشق نے
ہاتہہ جلادون کے یہہ کانپے که خنجر گر پڑے

قتل مین انکار کچہہ بہی گر نه اکت سے کیا
پانون پر اوس ترک کے دو ایک جا گر پڑے

شعلہای داغ ہجران سے ہو خلایق کی پناه
خاک ہو جائے اگر اوڑ کر سمندر گر پڑے

باغمین آیا جو پہر سیر وه خوش قد مرا
کٹ گئے شمشاد خجلت سے صنوبر گر پڑے

عطر کی بو سے معطر ہو گئے ہنسکے دماغ
گر کہین دو گیسو معنبر گر پڑے

موسم گل مین جو بلبل قید سے چہوٹی تو کیا
کشمکش ایسی قفس مین تہی که سب پر گر پڑے

جل کر اک آئینه رو کے ہجر مین کرتے ہین آه
کیا تماشا ہو اگر سد سکندر گر پڑے

۱۳۶

مٹاتا کیوں نشان صیاد بلبل کا گلستان سے
عدو جب باغبان ہوتا ہے تو کاشانہ جلتا ہے

نہ ہو ہی پر بھی جب باقی ہے اتنا غیر کے دل میں
کہ سن سن کر ہمارے عشق کا افسانہ جلتا ہے

تپ غم کی حرارت اب تو دل سے روح تک پہونچی
تماشا ہے مکان کے ساتھ صاحب خانہ جلتا ہے

خجل ہوتا ہوں کیا کیا دل میں اپنی سخت جانی سے
جو بزم شمع رویاں میں کبھی پروانہ جلتا ہے

وہ ہوں کیونکر نہ سمجھیں داغ کو ہم آتش بن رخ پر
سپند آسا ترے خال سیہ کا دانہ جلتا ہے

او تاریکی جگہ پر یونکے پھونکی آتش غم نے
دوہائی ہے مری دل کا مسافر خانہ جلتا ہے

تصور اون لب و دندان کا ہے اک آتش حسرت
یہ دل جلتا نہیں اپنا جواہر خانہ جلتا ہے

تری زلفوں میں جو الجھا مشاطہ نے کنگھی کی
جلایا ہے تو عنبر کی طرح وہ شانہ جلتا ہے

ڈرے کیونکر نہ آہ رند تر دامن سے زاہد بھی
نہ اوٹھ بھاگے تو سارا دلق سالوسانہ جلتا ہے

ہر ایک میخوار کا دل بک گیا ساقی کی حسرت سے
بجھانے بھی نہ جائیں گر نہیں میخانہ جلتا ہے

نہ ہوگا اشک میرا غم کبھی او تنہا یگانے کو
خرابی پر مرے جتنا دل بیگانہ جلتا ہے

یار شانہ دم یقین جو ہلانے آئے
سو گیا ہوں مجھے کا ہیکو جگانے آئے

نزع میں غیر جو آیا مرے بالیں کی طرف
میں یہ سمجھا ملک الموت سرہانے آئے

کیا آوارہ وطن مجھکو بتوں نے پس مرگ
گومتی چھوڑ کے گنگا میں بہانے آئے

گھر میں جانے یہ بگاڑ آج ہوا دربان سے
سگ جانان تو مجھے پھاڑ ہی کھانے آئے

دیکھنا اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤں گا
محفل غیر میں جسوقت وہ گانے آئے

بار کعبہ سے ہے مطلب نہ کلیسا سے غرض
گہر ترا چہوڑ کے ہم لوگ کدہر جائینگے

بعد مردن نہین درکار ہمین شمع و چراغ
قبر مین ساتہہ لیے داغ جگر جائینگے

صفت شانہ ہو صد چاک بلا سے مرا دل
یہہ پریشان ترے گیسو تو سنور جائینگے

فصل گل باغ مین آنے دے ذرا اے گلچین
روز پہولون سے ترے توکرے بہر جائینگے

معترف اپنے ستم پر وہ بہلا کیا ہونگے
دیکہنا ذکر جب آئیگا مکر جائینگے

لاش تیرے گی صنم بعد فنا اشکو مین
قبر مین لیکے جیہہ دیدۂ تر جائینگے

ناتوان ہون مگر اتنا وہ سمجہہ لے دلمین
آسمان تک مری آہونکے شرر جائینگے

یہہ ضعیفی مین رہیگا نہ ہمونکا کس بل
چلے تیرکون کے کمانون کے اوتر جائینگے

ایک اک دیکہنا مشتاق شہادت ہوگا
باندہ کر آپ جدہر تیغ و سپر جائینگے

اون سے چہٹ کر نہ بچینگے کبہی عاشق انکے
سیکڑون اپنا گلا کاٹ کے مر جائینگے

حشر کو خلد کے رستہ پہ محب ہونگے اشک
دشمن آل نبی سوے سقر جائینگے

بہار آئی الٰہی چمن چمن پہولے
ہزار رنگ کی بو دیتے ہین گل پہولے

روش روش گل و نسرین و یاسمن پہولے
ورق نہین مرے دیوان کے ہین چمن پہولے

ندیکہین سبزۂ خط سادہ رو کبہی یارب
ہمیشہ لالہ ہی گردیہہ ذقن پہولے

رکا رہے گا وہ عاشق سے جو حسین ہوگا
ہین عندلیب سے غنچے نکے کیا دہن پہولے

سوال وصل کرون کیا مزاج نازک ہے
عجب نہین کہ کوئی گل دم سخن پہولے

اثر رکھتی ہے آب تیغ قاتل آب حیوان کا
بنے گی لال ہتھیلی قطرۂ خون شہیدان سے

نہ رہنے پائینگے جنت میں ہم اولاد آدم ہیں
زبردستی نکالیں گے شیاطین کو جنان سے

چراغ اگر جلاتا کون تجھ جیسی کی تربت پر
رہا کرتی ہے شب بھر روشنی غول بیابان سے

چھری سے ہاتھ ہم پھر اپنا کاٹ ڈالینگے
اگر تصویر یوسف نکلی تصویر جانان سے

کبھی قید محبت سے وفا پیشہ نہ بھاگیں گے
موئی پر دیکھنا مردہ بھی نکلے گا نہ زندان سے

پس از مردن گھسیٹا کوچۂ جاناں کی محبت نے
اوڑا اگر خاک دیوانوں کی لے آئی بیابان سے

بنایا ہے زمین کو آسمان عشق پری رو نے
ستارہ ہے ہر اک ذرہ شعاع مہر تابان سے

غزل کا ایک ک مصرع ہے یا شاخ گل تر ہے
مشابہ ہے مرا دیوان سعدی کی گلستان سے

نشانی دیکے چھلا لے لیا اس ماہ طلعت نے
پری نے چھین لی انگشتری دست سلیمان سے

اوٹھاتے ہیں پری پیکر جنازہ دوش پر اپنے
مرا تابوت بھی کچھ کم نہیں تخت سلیمان سے

چھپا لیتے ہیں شرما کر رخ روشن جو زلفوں میں
چمک جاتے ہیں گورے گال دونوں ماہ تابان سے

کلیجہ میں کوئی رہ رہ کے اک برچھی چبھوتا ہے
مرے دم پر بنی ہے الفت مژگان جانان سے

بلائے ناگہانی سے خدا محفوظ ہی رکھے
بڑی مشکل سے قاضی کو نکالا بزم رندان سے

تمنا ہے شہادت دیکھنا قاتل سر میدان
لپٹ جاؤنگا اک وار کر شمشیر عریان سے

اسیر ناتوانی رات دن فریاد کرتے ہیں
دوہائی ہے گھٹا جاتا ہے دم طوق گریبان سے

مری ایذا رسانی سے مزہ ملتا ہے قاتل کو
چھڑکتا ہے نمک زخموں پہ لے لیکر نمکدان سے

زلیخا بھیک مانگے کیا خدا کے کارخانے ہیں
عزیز مصر یوسف نکل کر چاہ کنعان سے

حشر ہو جائیگا دم میں ہاتھ اوٹھا او ظالم سے
اے بتو نالہ ہمارا صور اسرافیل ہے

منھ برستے ہیں نکل آیا جو باہر نازنین
بوندیونکی چوٹ سے سارے بدن نیل ہے

ہجر کی شب نے کہیا تھوڑی سی کہا کر سو رہین
موت کو عرصہ ہے آنے مین یہان تعجیل ہے

آسمان حسن کہتے ہین تجھے سب ہیا قی
قطے ہے یہہ نگین الماس کی جو کیل ہے

ناتوان ایسے ہی ہوتے ہین کہین آفاق مین
ایک اک چونٹی مقابل مین ہمارے فیل ہے

گیا وطن مین جی لگے دیوانگان عشق کا
عیش باغ اوجڑا پڑا ہے خشک سوتی جہیل ہے

روح کہتی ہی ہے شب فرقت نکل جاؤنگی مین
وصل جانان مین ابھی سو حیلے کی تاویل ہے

لوٹے دونون ہو گئے ترکِ حسین کو دیکھکر
مین ادہر غش ہو ادہر بیہوش عزرائیل ہے

جانتے ہین وہ اجب التعظیم اوسے سارے فریق
مصحف رخ کو فرنگی کہتے ہین انجیل ہے

اب تو کج بحثی کی عادت ہو گئی اوس شوخ کو
گفتگو ہر امر مین ہر بات مین تاویل ہے

ہر قدم پر رہگیا وحشت جنونمین ناتوان
راہ مین کانٹا نظر آیا تو سمجھا میل ہے

ہجر مین سامان عشرت ہے مجھے سامان حشر
وحشت مطرب مین نہین چھوا اسرافیل ہے

گھر وہ آبہ دین اپنا چشم تر کے ہاتھ سے
داہنی جانب ہے گنگا بائین جانب نیل ہے

آتش غم نے جلا کر دل سیاہ کر دیا
اب کہین گے لوگ کعبہ صورت قندیل ہے

لو لگی تھی جب خدا سے دل لگی عشق بت نہ تھا
عرش مین لٹکی رہی سو ہین وہ قندیل ہے

فصل گل ہے جنگل آنیکی نہین طاقت مجھے
اے جنون صحرای وحشت تو ہزارون میل ہے

غیر ہی آیا جو وہ آئے عیادت کے لئے
روز بالین پر مری موجود عزرائیل ہے

خنجر ابرو ہی قاتل حلق پر چلتا ہے آج
ناوک مژگان تو مدت سے ترازو دل مین ہے

دم نکلتا ہے مگر آنکھین سوئے قاتل مین لگا
کوئی تو حسرت ابھی باقی دل بسمل مین ہے

دولت دنیا سے ہے کس درجہ مستغنی مزاج
یہہ تو غضب ہے کہ ابھی تیری سائل مین ہے

حبیب لنظر کاسہ پہ کی منعم کے دم پر بن گئی
واہ واہ ان اژدہا گویا کف سائل مین ہے

صورت کافور اوڑ جاتا یہہ گورا رنگ بھی
خال مین ہے وہ اثر جو دانۂ فلفل مین ہے

وہ ہتیلی ہے کہ جسکو دیکھکر سب محو ہین
یا کوئی لوح طلسمی یہہ کف عامل مین ہے

انبیا و اوصیا کی اشک جینے کی مدد ہ
ہم غریبون کا وہی حامی ہر اک مشکل مین ہے

کہین دولت ساری یار سے اغیار اوڑ جاتے
تماشا تہا اگر اس گلستان سے خار اوڑ جاتے

صدا ہی لن ترانی بام سے سنتے جو بس ہوتا
لگا کر پر تمہارے طالب دیدار اوڑ جاتے

کہین جلجل کے زیر بادہ کش یہہ جو اف کرتا
تو گولے زال کے بنکر خم خمار اوڑ جاتے

کسی صورت سے یہہ آپس کا جھگڑا پاک ہو جاتا
دیا دنیا سے سارے کافر و دیندار اوڑ جاتے

نہ قیدی زلف کے ہوتے نہ بنتے گوہ تمکین ہم
ہوا جس سمت کی ہوتی تمہارے زار اوڑ جاتے

گلاب ایسا کہان ہوتی رسائی گر تری گہہ تیز
یہی منہہ کا عرق لیا ہے عطار اوڑ جاتے

نہ نکلے خانۂ صیاد سے وحشی طیور آکر
وگرنہ چہٹ کے وحشی بہاگتے پر دار اوڑ جاتے

کبہی ناحق دیا جاتا نہ سولی حق پہ گر ہوتا
فرشتے سب مع منصور لیکر دار اوڑ جاتے

نہ تیا فصل گل مین ہے اگر زندان مفلس کو
ہزارون ہی خم میخانۂ خمار اوڑ جاتے

[illegible]

اوسدن نثار کرکے یہ دل ہم بھی پھنکیں
انجام کا خیال دلا چاہیے ضرور
ہم ہر طرح حسینوں کی صحبت میں ملگئے
اللہ کیا تصور گیسو کا ہے اثر
پہنچے ضرر نہ شمع سے قسمت ہو گر رسا
غربت میں ہوں یہ چین نہیں آگے ہاتھ سے

جسدن تمہاری زلف شکن پر شکن بنے
قطع لباس بعد ہو پہلے کفن بنے
سید کہیں بنے تو کہیں برہمن بنے
آنکھوں کے ڈھیلے نافہ مشک ختن بنے
پروانوں کو جہاز دخانی لگن بنے
یہاں بھی عدو جان مرے اہل وطن بنے

عشق بتاں سے پہلے مسلمان ہوں تو ہوں
پھرتے ہیں اشک جیسے پہلے برہمن بنے

۱۴۵

تلوار پئے قتل تو سو بار نکالی
دیوانوں کے اب قتل پہ باندھی کمر اوسنے
یاد آگئی یوسف کی ہر اک شخص کو صورت
پیدا ہوئی تیرش تری ابرو کی طرح سے
ہر وقت مرے قتل پہ آمادہ ہے قاتل
منہ پھیر کے قاتل نے چھری حلق پہ پھیری
آنکھوں سے قیامت میں بہن دیکھو اوسکی [illegible]
لپٹا کے گلے پیار کیا خوب شب وصل
گردوں نے کیا تجربہ ہر پھر کے جہی پر

حسرت بھی کوئی آپ نے او یار نکالی
پوشاک پہننے کو جو گلنار نکالی
تصویر جو اوسکی سر بازار نکالی
خنجر کی بھی ترکیب جو خمدار نکالی
شب کو بھی کئی مرتبہ تلوار نکالی
کیا خوب مری حسرت دیدار نکالی
جس شخص نے یہ اوٹھ کی دیوار نکالی
جی بھر کے تمنائے دل زار نکالی
صورت جو پئے ذلت اغیار نکالی

[illegible] خار نکالی
پتلی تری آنکھوں میں وہ جادو سے بھری ہے
اس بزم خرابات میں کوئی بری ہے
پھر زیست کا عالم بھی جو ہے سو ہری ہے
چلیوں کو دیا ہو جراغ سحری ہے
آنکھیں میں تری [illegible]
سینہ ور سے قاتل [illegible]

[illegible]

نادان نہ غفلت مین گنوا عمر دو روزہ
پچتائیگا اک دن جو یہی بیخبری ہے

کیا راحت و آرام سے کام اہل فنا کو
کچھ مصلحت اسمین ہے جو یہ بیخبری ہے

رونیکی جو طاقت ہو تو عالم کو بہادون
باقی ابھی آنی مری آنکھون مین تری ہے

عشاق پہ کیا غیر کے بھی کٹتے ہین چہرے
جو سامنے اوس ترک کے آیا نظری ہے

کام آئیگی ہر شخص کے اللہ کی رحمت
وہ کون ہے دنیا مین جو عصیان سے بری ہے

اللہ سے ہم دیکھنا فریاد کرینگے
اے دل جو بتون کی یہی بیدادگری ہے

دوری سے تمہاری ہے یہ عالم اہل جہان کو
ہر بزم مین نغمہ کے عوض نوحہ گری ہے

دلچسپ ہے کس مرتبہ عکس قد موزون
ہر آئینہ مین لطف عقیق شجری ہے

کس نے تری فرقت مین نہین داغ اوٹھایا
جو دل کا نگینہ ہے عقیق شجری ہے

سو بار کبھی عریان جو وہ قاتل تو یہ سمجھا
شمشیر برہنہ مرے پہلو مین دہری ہے

خالی نہین دنیا مین غرض رنج سے کوئی
طفلی مین بھی کشتون کو غم بے پدری ہے

کوہ الم اے ثانی شیرین نہین کٹتا
فرہاد بھی کہتا ہے بڑی دردسری ہے

پتھر مین شرارے نہین ہین طور کے شعلے
ہر چیز مین اے یار تری جلوہ گری ہے

کل ٹھوکرین کہائیگا یہی دیکہنا غافل
جس سر پہ ترے آج کلاہ شتری ہے

شعر اپنے جو دیکھے کہین بیٹے تو کہا اشک
اولاد کے جیتے جی مری دربدری ہے

گریبان چاک گل نکلے ترے آتے ہی گلشن سے
تڑپ کر بلبلین گر گر پڑین اپنی نشیمن سے

نکلجاتے ہین اپنے گہرسے لوگ یا تو ہمکو
رہ الفت مین سرکٹ کر سبکدوشی ہوئی حاصل

ہمارے زخم کاری دیکہہ کر جراح کیا رویا
گریبان کون بگڑیگا مرے قاتل کا محشر مین

کیا دیوانہ اک دہقان بچہ کے عشق نے ہمکو
لیے جو اوس لب رنگین کے بوسے آج سینے مین

بلای جان عاشق ہے تمہارا عشق گیسو کا
نزاکت کہتی ہے پہولونکا گہنا چاہئے تجہکو

یہ تنگ آئے ہین ہمسا مری افغان شیون سے
بڑا یہ بوجہ قاتل نے اوتارا میری گردن سے

لگا ہے آنسوؤنکا ایک ٹپکا چشم سوزن سے
خدا کے سامنے کہدونگا مین راضی ہون دشمن سے

بدنکے استخوان سب چور ہین سنگ فلاخن سے
نگین یاقوت کے ہاتہ آگئے ہیں ہیرے کی معدن سے

شب فرقت مین تنگ آگیا ہون جی لگی اوجہن سے
کہین یہ بیارے بیا ہا تہہ نہ چہل جائین کنگن سے

ہزارون اشک ہین تیر نگاہ ناز کے زخمی
لگا تا ہے نشانے ترک دیوار ونکے روزن سے

جلائیں مار ڈالیں جسکو جی چاہے زمانہ ہے
طلب میری لئے قیمتی ہے گا ہے تازیانہ ہے

ہزارون درہم داغ جنون کہتا ہے سینہ میں
چمن مین سنکے ہر گل جہومتا ہے وجد مین آکر

ہزارون آدمی کرتے ہین سجدہ ہر آستانہ پر
نکلیو نہ شل ہوا یہ تو سن عمر روان بہاگے

عروس مرگ ہم بیاہ لیجاتے ہین گہر اپنے

بتونکے گہر لین ان روزون خدائی کارخانہ ہے
مقدر مین یونہین لکہا تہا الفت کا بہانہ ہے

مرے قبضہ مین گویا آج قارونکا خزانہ ہے
ہمارا نالۂ دل یار بلبل کا ترانہ ہے

بڑا حاجت روا ہے خلق بت کا آستانہ ہے
نفس کی آمد و شد دم بدم اک تازیانہ ہے

مبارکباد نوحہ شور ماتم شادیانہ ہے

ہر اک ہیچ ہوا زلف پیچان تازیانہ ہے
چمن ہے بزم ساقی پہول ہین جام مے رنگین

ہے شور قلقل مینا کہ بلبل کا ترانہ ہے
لب رنگین کی باتون سے یہی ثابت ہوا ہمکو

دہان تنگ اہین لالون کا گویا آشیانہ ہے
تمہارے وزرا و دیکہے سب اہل نظر دیکہین

غزل جو اشک نے دیوانہ مین ...
کسطرح ہجر یار مین عاشق ...

جل چلکے مانگتا ہون دعائیں یہ ہجر مین
ہیرے سوا جو اوسکو چہو ئی ہاتھ گل پڑے

نالہ ہمارا صور قیامت سے کم نہین
ڈر ڈر کے خفتگان لحد بہی اوچھل پڑے

اسدرجہ نحم ہوا مرے مرنے کا یار کو
پیری سے روتے بیٹھتے باہر نکل پڑے

گریان ہین بے سبب نہین بزم شعر ساز
دیکہا جو آفتاب کو آنسو نکل پڑے

رفتار ناز سے نہ قیامت بپا کرو
مردے کئی مزار سے باہر نکل پڑے

شکل حباب بحر نظر آئے آسمان
جسدم نہ چشم تر سے کوئی اشک ڈہل پڑے

کہتا ہے یہ تڑپ کے شب ہجر دل مرا
دشمن کی چین مین نہ آئی خلل پڑے

اوجہین دل حزین کو سوا ہو نہ کسطرح
زلفو نہین اونکے اور سلجہنے سے بل پڑے

دیکہا جو اونکے افعی گیسو کو دور سے
آنکہون سے طفل اشک مچلکر نکل پڑے

اے اشک تمیہ مصرع آغا یہ ختم ہے
جس جا کوئی حسین نظر آیا پہسل پڑے

جو کوسے یار سے ایذا و رنج پاکے چلے
اجل پکاری کہان بستر اوٹہا کے چلے

دل حزین کو وہ زلف رسا دکہا کے چلے
بلا مین طائر وحشی مرا پہنسا کے چلے

نہ پہیرا پاؤن دم امتحان جو غیر و نکا
اودہر سے ناوک مژگان بہی اٹہا چلے

ہوا ہے نحم سے ترا ناتوان یہ کاہیدہ
مجال کیا جو ذرا سامنے ہوا کے چلے

مرض ہے وحشت لو دی کا ناتوانکو
نہ اوٹھ سکے تو وہین مثل آسیا کے چلے

جہ وقت ترا خسپوش خط سبز سے ہے
دکہائی دے تو کنوان آدمی بچا کے چلے

اگر رواق پہ رندان یار سا کے چلے
بیٹھکے سایہ دیوار کا جو وصف رہے
وہ ... کوئی تا چمن دکھا کے چلے
دلا ہے کوچۂ گیسو مین خوف ...
جہان خطر ہو سر قدم اوٹہا کے چلے
وہی ... جو مقدر مین لکہ گیا اے موت
بہت سی ہم بہی زمانہ کی خاک اوڑا کے چلے
نگاہ پڑتے ہی عشاق تا طریقے ہین
ہزار کوئی دوپٹہ سے منہ چہپا کے چلے
کہلا نہ چہپ ہی راز و نیاز الفت کا

کبھی نہ راہ حقیقت کو آدمی ہو کے
... کیجئے اور تم سنا کے چلے
... بتا کہان سا مت قضا کے چلے
... بہی لا ... دکہا کے چلے
تمام رات رہے ... دم رخصت

[illegible]

دہلیا نہین اوس قد دلجو کو یاد کرتے ہین
منہہ سے نالہ بہی نکل آئے تو موزون ہوجائے

بعد مردن بہی وہ ٹہکرا مجہہ مجنون کو
ہڈیان کہا کے سگ یار نہ مجنون ہوجائے

نازبیجا نہ اوٹہینگے ستم ایجادون کے
اجی پتہر کا کلیجہ بہی ہو تو خون ہوجائے

چاردن لالہ رخونکے جو رہے صحبت مین
الفت خال سیہ نشۂ افیون ہوجائے

ہون تری خال کے بالمقابل جو دو نون جاشق
مجہکو تریاق بنی غیر کو افیون ہوجائے

موسم گل مین نظر آئے خزان کا عالم
پہری تقدیر سے پانی ہے گلگون ہوجائے

رنج دوری نہین اک لحظہ گوارا دلکو
مال کے ساتہہ نہ منعم کہین مدفون ہوجائے

چاردن جاکے جو میکش رہین خمخانہ مین
کوئی جمشید بنے کوئی فلاطون ہوجائے

وہ پری رو مرے بالین پہ جو آئے دم نزع
دیکہتے ہی ملک الموت بہی مجنون ہوجائے

ہجر ساقی مین اگر قصد ہو مے پینے کا
گردش جام مجہے گردش گردون ہوجائے

باز آتا نہین یہ تفرقہ پردازی سے
یا الہی کہین غارت فلک دون ہوجائے

ہون وہ بیمار فراق ایک پری پیکر کا
دم جو لینے ہی مرے واسطے افسون ہوجائے

یاد مین فصل بہاری کے لہو روئے اب
دامن وحشت مجنون اشک سے گلگون ہوجائے

اشک انسان تو ہین اوس پر وہ جبین کا اگر
ہے تماشا جو فرشتہ کوئی مفتون ہوجائے

دیکہا ہین جو یار سے نظر وہ پڑے ہوئے
آنکہو نمین اشک بہر کے الگ جا کہڑے ہوئے

دوسرے جنون مین ایسے بہت سے کردئی ہوئے
دو دو مری کمر مین ہین لنگر پڑے ہوئے

روروکے اندھی ہوگئین آنکھین فراق تیرہ
جان آگئی شراب اوترتے ہی حلق سے
کیونکر نہ مہر و ماہ کے ہون بخت اوج پر
خوش ہوکے بھی سمجھتے نہین اونکو بے تمیز

دونون مین نام کو نہ نگینے جڑے ہوئے
مردہ پڑے ہوئے تھے ابھی اوٹھ کھڑے ہوئے
پاپوش یار کے ہین ستارے جڑے ہوئے
جنکے شہر شہر مین ہین سکے پڑے ہوئے

اے **اشک** سچ ہے خاک نہین لطف زندگی
بیفائدہ ہو ملک دکن مین پڑے ہوئے

خدا کرے فلک خانمان خراب اوڑجائے
بلائی زلف مین کیسا مجھے پھنسایا ہے
نقاب یار اولٹ دو چہرہ کر روشن ہے
جہان مین کون ہے جسنے نہ سایا ہو قسمت
بھری ہے مے کوئی ساقی کہ روح دم کر
ہوائی کبر سمائی ہے مغز غافل مین
چہرک دو گرمی جان آفرین تماشا ہو
خزان کے آتے ہین جھونکی جو موسم گل مین
ہتیلیان ہین یہ رنگ حنا سے انگارا
سنو جو دل سے کسیدن مرا فسانۂ غم
مری بلا سے نہ سمجھے اگر کوئی کج فہم

جو یہ نہو تو زمانہ سے انقلاب اوڑجائے
خدا کرے یہ دل خانمان خراب اوڑجائے
مثال کرمک شبتاب ماہتاب اوڑجائے
ہزار خم مین بھری ہو اگر شراب اوڑجائے
نہ ہاتھ سے کہین چھلکر بط شراب اوڑجائے
کہین نہ کاسۂ سر صورت حباب اوڑجائے
اوترکے سیخ سے طائر صفت کباب اوڑجائے
کہین اوکھڑکے چمن سے نہ ہر گلاب اوڑجائے
لگا دے ہاتھ جو ساقی شراب ناب اوڑجائے
تمہاری آنکھو نسے بھی یار شکو خواب اوڑجائے
یہ کچھہ ضرور نہین مطلب کتاب اوڑجائے

نہچین ہون جو زخم جگر مین نہ درد ہو
کافور کے عوض یہان زنگار چاہیے

پہر دیکہو جوش رحمت پروردگار کیا
محشر مین کوئی مجہسا گنہگار چاہیے

سینے دو گہر مین عاشق حسن ملیح کو
کوئی ضرور پاس نمکخوار چاہیے

بوسہ وہان زخم سے لونگا مین تیر کا
پیوست دلمین تالب سوفار چاہیے

ہر اک حسین کی چاہنے والے سی قدر ہے
یوسف ہزار ہا مین خریدار چاہیے

دو دو چڑہائین گل جو شہید ونکی قبر پر
اوسپر بہی ایک پہولونکا انبار چاہیے

سو قوت وحشت اپنی نہین کچہہ بہار پر
آباد اے جنون تری سرکار چاہیے

منہہ سے نہین سہی جو کوئی لن ترانیان
اک دن تو دیکہنا ترا دیدار چاہیے

اٹھے بوجہ سے گنہ کی نہ ہوگی رہ عدم
منزل مین راہرو بہی سبکبار چاہیے

شیرین وشونکے ہجر مین فرہاد کیطرح
سینے کیواسطے مجہے کہسار چاہیے

دل شیفتہ ہے یار کے ہندو نی زلف کا
گیسو کے تار کا مجہے زنار چاہیے

معشوق پیر زا مشش اے اشک کچہہ نہین
طرار شوخ چشم دل آزار چاہیے

غم دوری سے ایذا موت کی مر کر اوٹھا لینگے
بلا سے صدمہ جہائی جانکے دم پر اوٹھا لینگے

خدا کیواسطے اے بت نہ موتی زلف جھٹکا کر
یہی ڈر ہے پے تسخیر جادوگر اوٹھا لینگے

اگر مانند قارون خو بدولت جمع کی تو کیا
یہ منعم مر کے سر پر تو وہی زر اوٹھا لینگے

یقین ہے مر بہی جائین گر شیرین کی الفت مین
ہماری خاک کو سب جانکر شکر اوٹھا لینگے

جنون کب سلسلہ جنبان تہا ضعف نقاہت سے ۔ رہی گردش ہمیشہ صورت پرکار گہر بیٹھے

نقاہت بستر آزار سے اوٹھنے نہیں دیتی ۔ جلو جلسے کو چھٹی ہو گئی بیمار گہر بیٹھے

کہیں اوس گل کو روز وصل ہم بیٹھے ہیں ترسا کر ۔ رقیبون کو دیا کرتے ہیں کیا کیا خار گہر بیٹھے

قناعت سے شکست اب دیکھئے اپنی نفس کش کا ۔ یہ اوتری ہوش سے گویا ہمین للکار گہر بیٹھے

ترے کوچہ سے جا کر پہر کبھی آئین نہیں ممکن ۔ موے پر بہی نہ نکلینگے اگر اہی یار گہر بیٹھے

پے تسکین بیان کرتے ہیں جس دم عشق کے قصہ ۔ رولا جاتے ہیں اوترا کر مرے غمخوار گہر بیٹھے

کہان اب بحث مذہب عشق کا بندہ زمانہ ہے ۔ تمہارے عہد مین سب کا فر و دیندار گہر بیٹھے

خرابا ت محبت رہا ہر اک تیری گیسو کے سودے مین ۔ نہ زاہد معتکف نے صاحب زنار گہر بیٹھے

پسے جاتے ہین کسکے بار الفت سے سراپا ہم ۔ کہان سے آ گئے یہ مفت کی بیگار گہر بیٹھے

شراب مفت قاضی بہی حلال اسکو سمجھتے ہین ۔ گنہ پینے مین کیا گر ہو حید خمار گہر بیٹھے

خریدار و نکا یہ مجمع غنیمت جان ای یوسف ۔ میسر ہے کسے کیفیت بازار گہر بیٹھے

پے دنیا نہ کیا کیا دست و پا مارے ز ہے غفلت ۔ ہوے کب سست اعضا تو ہم بیکار گہر بیٹھے

ستانے سے وہ باز آتے ہین کب بے کس گر بیٹھو ۔ کرو بیجاتے ہین اب بہی گالیان دو چار گہر بیٹھے

بجز ایذا دل راحت نہیں ہرگز مقدر مین ۔ کوئی فتنہ اوٹھو گر وہ غریب آزار گہر بیٹھے

صدا خلخال کی سنکر تہ و بالا زمانہ ہے ۔ بپا کرتی ہے محشر آپکی رفتار گہر بیٹھے

شب فرقت نہایت دل میں لیٹے رو کے پچھتائی ۔ محلے کے ہزارون ہی در و دیوار گہر بیٹھے

نکل کر بیٹھو نکی راہ لی فصل بہار مین ۔ ہوا یدلی نظر آئی جہان میخوار گہر بیٹھے

١٥٣

آئینہ وار اک سہ نہیں مرقد میں بعد مرگ | ہیں خاک سے غبار سکندر بھرے ہوئے
کیا کیا لئی ہے دولت دیدار یار بھی | ہیں مال و زر سے دوستوں کے گھر بھرے ہوئے
ظالم نے نامہ بر مرے اتنے کیے ہیں ذبح | دیکھو کہیں ہیں کبوتروں کے پر بھرے ہوئے
دستار خوان نعمت خالق وسیع ہے | ہر مور اپنے مونہ میں ہے شکر بھرے ہوئے
گھبرائینگے محاسب اعمال حشر کو | دیکھیں گے جب گناہوں سے دفتر بھرے ہوئے
یاد آئی بزم ساقی مہوش خلد میں | حوریں جو لائیں ساغر کوثر بھرے ہوئے
سمجھا جنونمیں رکھے ہیں پھولوں کی ڈالیاں | دیکھے کہیں جو آگ سے مجمر بھرے ہوئے
کیا جانے کون کون ہوا کشتۂ ادا | آئے لہو میں ترک ستمگر بھرے ہوئے
دیکھا ادا سے جسکو وہ دیوانہ ہو گیا | ہیں انکھڑیوں میں سحر فسونگر بھرے ہوئے
وحشت جنونمیں آئے تھے لڑکوں سے بھاگ کر | داماں کوہ میں بھی ہیں پتھر بھرے ہوئے

پھر لیطرف سے غیر نے کیا جانے کیا کہا
اے **اشک** آج وہ ہیں دن بھر بھرے ہوئے

عیش دنیا کا ستمگاروں کی تقدیروں میں ہے | سوز جو شمعوں نے پایا کب وہ گلگیروں میں ہے
دل گرفتار محبت ہے اوسی کی آل کا | ذکر جس محبوب کا قرآن کی تفسیروں میں ہے
موم کی مانند پگھلا جیسے زندہ انساں کا دل | نغمۂ داؤد کا انداز زنجیروں میں ہے
ختم ہیں اے صانع قدرت تجھی پر سب کمال | نور کا عالم تری مٹی کی تصویروں میں ہے
تازگی باتوں پہ کڑی ہوتے ہیں لوگوں کو زلہ | قینچیوں کا ڈھنگ لئے پھرتی کی تقریروں میں ہے

جو بہاگا زلف سے پیچھا چہرا کر دشت وحشت کو
لپیٹا دام گیسو سے مجھے دامان ہاموں نے

سکافات عمل سے محتسب تا تنا نہ غافل ہو
لیا ضحاک سے جمشید کا بدلا فریدون نے

نہ تہا دیدار قسمت مین اجل مائل ہوئی ورنہ
سکان یار تک پہنچا دیا بخت ہمایون نے

شرارت سے جو تالی تربت بن نکلے بیٹھے تھے
گرایا قصر دوزخ مین اونہین کو بخت واژون نے

سفیدی سحر کو دیکھ کر کیا دم اولجھتا ہے
بھلا دی دل سے شکل صبح یاد زلف شبگون نے

وہی لے اشک پیش آیا علی کو بعد احمد کے
کہ جو امت سے دیکھا غیبت موسیٰ مین ہارون نے

گذرنا بحر غم سے ہجر کے دشوار ہوتا ہے
یہ بہت ہی ناخدا گر ہون تو بیڑا پار ہوتا ہے

نحیف اس رجہ فرقت مین یہ جسم زار ہوتا ہے
کہ اوٹھنا بیٹھنا ہر دم مجھے دشوار ہوتا ہے

جو حال درد دل پیش صنم اظہار ہوتا ہے
تو کہتا ہے سنا ہے روز تو بیمار ہوتا ہے

یہی ڈر ہے نکلجا ہے نہ دم اک روز حسرت سے
میسر دیکھیے کس دن ترا دیدار ہوتا ہے

خریدار نگہ کا جمع اس سر سے اوس [illegible]
ترا کوچہ بھی گویا مصر کا بازار ہوتا ہے

خدا حافظ ہوا اب پرورش کی بھی جان شیرین کا
کہ خون کوہکن ناحق سر کہسار ہوتا ہے

ہوا ثابت یہ محبوب الٰہی نام ہونے سے
فرشتون سے بھی کچھ انسان جلوہ دار ہوتا ہے

ترے پتر گیسو کو خدا نے یہ شرف بخشا
کہیں تسبیح کا ڈورا کہیں زنار ہوتا ہے

گذر جائینگے بیخوف و خطر دریائے فانی سے
یہان سے کشتی و ملاح بیڑا پار ہوتا ہے

[illegible] یان اک دن گذر جاتا ہے دنیا سے
تمہارے نرگسی آنکھون کا جو بیمار ہوتا ہے

یاد میں گیسوے جانان کے جو روتے ہیں کبھی
آج پیتا تو ہوں میں ہجر میں ساقی کے شراب
ڈوبتے ہیں جگر و دل میں یہ نشتر کیطرح
کہا گیا ہے غم ہجران تر اٹھائیں بلکہ
وحشت آباد جہاں میں مجھے رہنے نہ دیا
دل جگر ناوک مژگان نے برابر توڑے
ہی مقدر میں نہیں ہم وہ ہی قسمت ہیں

اشک کیطرح چھلکتے ہوئے آنسو نکلے
یا الٰہی کہیں ہو ہو کے نہ اچھو نکلے
کیا ہی او ترک نکیلے ترے ابرو نکلے
دل جگر دونوں سے خالی مرے پہلو نکلے
شیر بن بنکے مرے سامنے آہو نکلے
دونوں پہلو میں ترے تیر ترازو نکلے
خم گردوں میں بھی ڈھونڈیں تو نہ جادو نکلے

خوب دم دیکے رقیبوں کو نکالا گھر سے
فیلسوفی میں تم اے اشک ارسطو نکلے

۱۵۵

کوچۂ جاناں میں گرنے کی اجازت کب ہوئی
مثل موسیٰ حسن کے جلوہ سے ہم غش ہو گئے
اک صنم کے دھیان میں بیٹھے رہے ہم بیخبر
مرہ قیس آکے یہاں بے تیغ دو ٹکڑے ہوا
اسطرف پہنچی اجل آیا ادھر وعدہ پہ یار
عیش و عشرت ہے اوسکو جسکی قسمت ہو رسا
پھر پشیمانی نکچھہ پیر میں ہم سے ہو سکا
پھونکدیتا خانۂ پر درد جو ایک آہ میں

بعد مرنیکے میسر مجھکو جنت کب ہوئی
درد دل اپنا بیان کرنیکی مہلت کب ہوئی
صور کب پھونکا خدا جانے قیامت کب ہوئی
غیر کی تربت سے ظاہر یہ کرامت کب ہوئی
آرزو دلکی نکالیں اتنی مہلت کب ہوئی
گھر میں بھی آئے کبھی وہ تو فرصت کب ہوئی
حیف اس دنیا میں دو دن کے دلکو فرصت کب ہوئی
کوہکن کو عشق میں اتنی حرارت کب ہوئی

کانون مین آتی ہے نالونکی صدا ہر ساعت | عوض دل یہان پہلو مین گہڑی رہتی ہے
میرے پاس آنیکی باری تہی گئے غیر کے گہر | وصل جانا نہین ہی کیا دہوکا دہڑی رہتی ہے

اشک بیجان لئے پاس سے لب ٹلتے ہین
موت سائل کیطرح سر پہ کہڑی رہتی ہے

روز مرنیکی شب ہجر مین تیاری ہے | زندگی سے ہمین اس مرتبہ بیزاری ہے
شب فرقت کبھی سکتہ کبھی غش طاری ہے | جو مرض قیس کو تہا وہ ہمین بیماری ہے
مرہی جاینگے بت پردہ نشین ہے ہیہات | وہان شادی کی یہان موت کی تیاری ہے
اک زمانہ کا جو بگڑا نظر آتا ہے مزاج | نیل کا ماٹ کوئی گنبد زنگاری ہے
آجکل ہے تری الفت کا مرض عالمگیر | عشق کا میری طرح سیکڑون آزاری ہے
اک خدائی نظر آتی ہے جو دیوانہ عشق | چشم فتان صنم کی یہ فسونکاری ہے
اوسکی الفت مین جو بیخود ہے وہ داناہی | جسکو سب کہتے ہین غفلت وہی ہشیاری ہے
روح جمشید کی دیتی ہے دعائین ساقی | آج وہ فیض زمانہ مین ترا جاری ہے
دہر کی گرد کدورت سے بہلا کیا رکہتے | کہ طبیعت مری دریا کیطرح جاری ہے
کوئی بچتا نظر آتا نہین تا صبح فراق | آج کی رات مریضونپہ تری بہاری ہے
مجرم زلف ہین جکڑے ہوئے زنجیر وسے | قابل دید ہماری بہی گرفتاری ہے
تیر مژگان کا جو تیلا نہین بچتے دیکہا | زخم اس تیر کا برچہی سے سوا کاری ہے
اشک سے گہر جہنم کا گمان لوگونکو | آجکل ہم مری آہونکی شرر باری ہے

[illegible]

کہتا آسمان سے لے ہی کراونہینگے مرتے دم
سدرہ سے نخل قامت دلدار کم نہین
آمادہ ہے ہر ایک ستمگار قتل پر
بیٹھا ہون کب سے در پہ نہ آؤ سنو تم
ہے آسمان جو در پے آزار غم نہین
صورت کہان یہ حور و پری کو ہوئی نصیب
دیکھا جسے وہ قالب بیجان نظر پڑا
ایسا کیا ہے زار مجھے ہجر یار نے
رونے کی اپنے یا حقیقت نہ پوچھیے
کعبہ کا نام گو ہے بڑا آج زاہدا
سلطان پہ کیا فقیر بھی جھکتے ہین نعمتین
برسون سے ٹالے جاتے ہین وعدہ وصال کے

گیسوان سے بھی یہ زیادہ بخیل ہے
ہر گیسو سے دراز پر جبرئیل ہے
دنیا مین خون عاشق صادق سبیل ہے
ان کی طرف سے قتل مین عاشق کی ڈھیل ہے
ہر حال مین غریب کا خالق کفیل ہے
تو ماہ مہر سے بھی زیادہ شکیل ہے
تیغ نگاہ ناز کا عالم قتیل ہے
ہر سو رنا توان مری نظرون مین فیل ہے
ایک ایک ابتو دیدۂ تر رود نیل ہے
اس بت کا آستان بھی نہایت جلیل ہے
ہر اک شعر ایک حصہ خوان خلیل ہے
حیلہ ہے روز روز طبیعت علیل ہے

سوسنی کے ساتھ کیون نہ کرے بس تو انسیان
اے اشک بے نیاز ہے وہ جو شکیل ہے

زوال حسن سے چھوڑو یہ باتین لن ترانی کی
ہوئی وصلت کیئن باتین وہ ویسی بدگمانی کی
سوا گالی کے موہنہ سے عاشقو کچھ ہم نہ پایا

عیان ہے صبح پیری کٹ گئین راتین جوانی کی
بڑی چھت سوتے ہین آج غفلت مین جوانی کی
بڑی تعریف سنتے تھے تری شیرین زبانی کی

156

[illegible]

پردہ ہے گا کب تک اور کب ناز ہم سے ۔ پھیریگا حلق پر جب تلوار دیکھہ لینگے

صیاد فصل گل ہے لے چل ذرا چمن کو ۔ چاک قفس سے بلبل گلزار دیکھہ لینگے

غیرون ہی کی جو تمکو منظور پرورش ہے ۔ ہم اور کوئی جاکر سرکار دیکھہ لینگے

تا زندگی یہ ٹھیری احسان کیا یہ کم ہے ۔ مرنیکے بعد اپنی غمخوار دیکھہ لینگے

کہتے ہین اشک سنکر شکوے دل حزین کے
عرضی مین لکھہ کے لاؤ اکبار دیکھہ لینگے

سراسر موج بحر نور ہین جبینین جبینونکی ۔ کوئی شئے حسن سے خالی نہین ہے [illegible]

ثنا لکہی جو مین نے مہروین کے مہ جبینون کی ۔ فلک سے بڑھ گئی دو ہاتھ رفعت ان زمینونکی

مثال گل ہے شادابی مری اشعار رنگین مین ۔ ملک جنت کو لیجائینگے مٹی ان زمینونکی

مرے اشعار کی ہر بیت گویا بیت جنت ہی ۔ سراسر مشک عنبر بیز ہے مٹی زمینون کی

حجاب عرش سے رکہتی ہے کیا چشم حقیقت بین ۔ یہ وہ عینک ہے جسنے قدر کہودی دوربینونکی

لرزتے ہین زمین و آسمان نالے جو کرتے ہین ۔ ہلا دیتی ہین آہین عرش کو تیری حزینونکی

گرے قصر و محل مٹی ہوئے خود بعد مرنیکے ۔ مکانون کا وہ نقشہ ہے یہ صورت ہے مکینونکی

کبھی بام بلند یار تک ہم جا ہی پہنچینگے ۔ حقیقت کیا ہے اس افلاک کی سات آٹھہ زینونکی

مکدر تھی طبیعت خوب موقع پر اجل آئی ۔ غبار تن سے نکلی جھاڑ دی گرد آستینونکی

ہر اک سفلہ ہلال اب ناخن پا کو سمجھتا ہے ۔ بڑہی ہے چرخ دون کے دور مین عزت کمینونکی

نہین مضمون پا[illegible] گرد ہی مردا کہتے ہین ۔ کمر باندہی ہے اب لوگون نے چوری پر دفینونکی

تیجے میں لوگ آئے کپڑے بدل بدل کر
اپنی بھی بزم ماتم شادی کی انجمن ہے

نالاں ہیں کسکی خاطر یارب تمام بلبل
یہ چاک کس کے غم میں ہر گل کا پیرہن ہے

لاکھوں ہی پابستہ ہیں بیجان پڑے ہیں عاشق
رفتار میں تمہاری تلوار کا چلن ہے

یعقوب کیطرح میں جیتا ہوں سونگھ کر بو
مجھکو تو اوڑھنا یوسف کا پیرہن ہے

اے اشک اپنے رتبے محشر میں ہونگے ظاہر
خود کبریا کہیں گے مرا پنجتن ہے

تہلکے اک حشر کے سے بحر و بر میں پڑ گئے
دو شرر جو آہ سوزاں کے سقر میں پڑ گئے

رقت رخصت پیچ سن لینا سفر میں پڑ گئے
ہاتھ جسدم سیکڑوں اونکی کمر میں پڑ گئے

نیم بسمل قتل گہ میں آج پھر چھوڑا مجھے
ہاتھ سے جلاد کے چھالے جگر میں پڑ گئے

درد کا بس ہو چکا جو کچھ کہ ہونا تھا علاج
اپنے کپڑے ہی مگر زخم جگر میں پڑ گئے

وحشت گردش میں تجب او لٹا مرض پیدا ہوا
آبلے تلوں کے بدلے اپنے سر میں پڑ گئے

کام آئیگا پس از مردن نہ اسباب جہاں
اسقدر کیوں لوگ حرص مال و زر میں پڑ گئے

بس دلا ایسی نزاکت کے ہی صدقے جائیے
بوجھ سے زلفوں کے سنبل کمر میں پڑ گئے

کیا غم فرقت سے تن گھل گھل کے لاغر ہو گیا
کسقدر حلقے ہماری چشم تر میں پڑ گئے

توڑتے ہیں کسقدر مجھ ناتواں کی تیر آہ
سیکڑوں رخنے تری دیوار و در میں پڑ گئے

چار ہی دن یار حسن عارضی کی ہے بہار
جھائیاں گالوں پہ کیا دیکھو قمر میں پڑ گئے

شعلۂ رخسار جاناں سے سرکنا ہی محال
آبلے ابتو مری پائے نظر میں پڑ گئے

بوی گلاب لیکر دوڑی ہوا چمن کی
چالاکیوں سے دل کی ساری ہوس نکالی
سونگھنے میں چھپان ہیں کیا کیا لب و دہن کی
[illegible]

گردون پہ جہرتا بان آیا رکیا ہے جہپیا   ٹوٹی پہن سکے نکلے جس روز تم کرن کی

حصہ مین آگئی کچھ یہ بھی پریشون کے   جلاد کی طبیعت شرم و حیا دولہن کی

ہوگی زیادہ اس سے کیا عشق کی علامت   کینسے کم نہین یہ زردی ہمرے بدن کی

سغز سر اپنا ایدل لپس لپس گیا جنون مین   پتہر کی تہین وہ چوٹین سر مین تہین لگی کہن کی

جس دن خدا نے چاہا آشک چل ہی دینگے
ہمکو نہ راس آئی آب وہوا دکن کی

تہا یہ وقت کا زندگی بہر دیکھیے اب کیا کرے   ہے وہی غم مرگئے پر دیکھیے اب کیا کرے

اک نگاہ ناز سے پہلے ہی دیوانہ کیا   یار کی چشم فسونگر دیکھیے اب کیا کرے

سیکڑون ملتے تھے بوسے جب تہا کوئی رقیب   یار روز ینہ مقرر دیکھیے اب کیا کرے

جوکہ اٹھتے تھے وہ ادنے کی ہین آنکہون نے لیے   آسمان سفلہ پرور دیکھیے اب کیا کرے

آنکھیں ہم حسرت زدونکی جو نکلوائی گئین   دل سے کہتے ہین ستمگر دیکھیے اب کیا کرے

جب سے جرم عشق مین اوسنے کیا ہمکو اسیر   ہے یہی سبکی زبان پر دیکھیے اب کیا کرے

جاکے ٹکرائی ہین گردونسے مرے سیل سرشک   بڑھ کر آب دیدہ تر دیکھیے اب کیا کرے

گہر سے اونکے حسرت دل نے نکلوایا ہمین   روز دروازہ کا چکر دیکھیے اب کیا کرے

ٹہوکرین کہلوا چکا گردون دو دن فرنکے بعد   مجھ گدا کا کاسہ سر دیکھیے اب کیا کرے

کوئی پہلو ظلم کا چہوٹا نہ اوس جلاد سے   لاش تو جلوا چکا سر دیکھیے اب کیا کرے

فکر مین صیاد مدت سے مرے قاصد کے تہا   کہا گیا پہندا کبوتر دیکھیے اب کیا کرے

سوتوف کی جو یاد ہے مشق شناوری	الیاس بحر میں بیٹھے ہیں ساحل او واس ہے
دل کی مراد آج نہیں کل حصول ہے	ہے وہ کریم کس لئے سائل او واس ہے
سچ ہے بہت مہیب ہے ملک عدم کی راہ	سب سے زیادہ گور کی منزل او واس ہے

جسدن سے عشق زہرہ وشان ترک کر دیا
اے اشک دل پہ کیا چہ بابل او واس ہے

ابکے تو یار کے دل مضطر نجائینگے	وصلت نہ ہو نہیں سہی کچھ مر نجائینگے
پہرے ہوئے کھڑے ہیں یہ کہ نامہ بر تو شتاب	کہتے ہیں ہمتو آج ترے گھر نجائینگے
محشر میں دینگے ظلم و ستم کی گواہیاں	تسکین طلب نہونگی کہ خنجر نجائینگے
ہیں جیتے جی کی ساری یہ نازک ادائیاں	مرقد میں ساتھ پھولوں کے بستر نجائینگے
داغ غم فراق ہزاروں ہی دلمیں ہیں	گھر سے مرے گلی یہ کبوتر نجائینگے
ہم وحشیوں کے سر سے یہ سودا نجائیگا	شریان تک مژہ کے جو نشتر نجائینگے
وحشت دکہائیگی ہمیں اشتیاق جہتا کی سیر	او حور کہاں کہاں ترے لاغر نجائینگے
جلتے ہیں نامہ بر کو مرے دیکھکر رقیب	جنت میں یہ عدو سے پیمبر نجائینگے
ان واعظوں کا ہوگا نہ قصہ کبھی تمام	جبتک کہ مسجد و فنسے یہ ممبر نجائینگے
روز جزا سے خوف کرو ظالم اشقی	یہ ساتھ روم و شام کے لشکر نجائینگے

میت کو دفن کرکے نہ پوچھینگے یار اشک
اکدن ہی لیکے پھولون کی چادر نجائینگے

١٦١

غربت زدون کا اہل وطن کو کہان خیال
خط ہی کبھی لکھا نہ کسی مہربان سے

دونوں پہلو دونوں ہاتھوں سے سنبھالا چاہئے
دل جگر ٹکڑے برابر ہیں اور سینہ تیر سے
جو سمجھا دیا تجھے پر عشق پہچان ہو گیا
گلی کہنا دو عاشقوں سے شانا کی تاثیر سے
صد ہاے وقت و لدار او ٹھ سکے نہیں
مار ڈالا ہے اجل ہمکو تری تاخیر سے
جان تن میں آ گئی جب کی مرغ پر نظر
ہجر کی شب کی سماں آ تری تصویر سے
بزم میں حسرت سے ہیں او شعلہ رو گرم کیا

عرق جو پہول سے چہرہ پہ یار کے آیا
ہوے ہیں جمع وہ اختر ہمارے طالع پر
گیا نہ جان دیے پر بہی زلف کا سودا
اوٹہینگے صدمہ جانکاہ کس سے خوب کے
ہمتنوں کا نہ مرنے پہ زور کام آیا
چلین بدن سے جو روحین بگڑ گئی پالیس
بعد صف نہیں کے وہم فتح آسمان ہوا
شب وصال بہی وہ چور رو رہتی ہے
جو ہمکو بخشدے محشر میں وہ نہیں ایسا
تمام عمر سہے ہم نے دشمنوں کے ستم
تمہارے عاشق مژگان لہو نہیں روتے
غم والم میں ہیں آخری نہ سوا کی

گلاب ہو کے ٹپکنے لگا عذاروں سے
ہوا ہیں سارے کی نحوست بہی بیماروں سے
بلا پہ روتیں نہیں ہوتی کبہی قتاروں سے
نہیں تیر جاوہ صحرا چہری کی دھاروں سے
لحد میں ہڈیاں پس پس گئیں فشاروں سے
صدا شکست کی آنے لگی حصاروں سے
گرے ہے بیٹہ ہزاروں لہو کی دھاروں سے
گذشتہ ہو گئے ہیں مری آہ کے شراروں سے
قریب ہوتی ہے رحمت گنہگاروں سے
ہمارے ناز اوٹہاے گئے نہ یاروں سے
فگار رہتے ہیں پاے نگاہ خاروں سے
نہ اوٹہا سکے جو زلفوں کے سوگواروں سے

نہ آیا ہاتہ میں زر انقلاب سے ہرگز سبہی
کسی دن آنکہہ تو ہے چپنی نہ مالداروں سے

جو عالم کو کیا حسن بت بے پیر نے
منہہ جو دیکہنے کو نقاب اولٹی بت بے پیر نے
خفتگان خاک یہ سمجہے قیامت آگئی

سر بلوں کی صف اولٹ دی یار کی تصویر نے
آنکہہ چپکا دی رخ پر نور کی تنویر نے
غل کیا ایسا ہمارے پاؤں کی زنجیر نے

ہر ایک شے مین ہے وہ یار ظاہر و باطن
نہان ہے سنگ مین جیسے عیان شرار مین ہے

یقین ہے مین کسی شیرین ادا کا کشتہ ہون
کہ جوی شیر کا عالم لہو کی دہار مین ہے

محال ہے کہ رہا س تنگنا ے عالم مین
نحیف کیطرح بدن جیسے جی فشار مین ہے

نظر پڑے جو کسی دن چہپک گیا ان آنکہین
چمک و مہک عجب اوس آتشین عذار مین ہے

کہانی اپنی زیادہ ہے الف لیلہ سے
ہزار قصۂ غم عشق زلف یار مین ہے

گہٹی رہی نہ کسیطرح یہ علامت عشق
سوی یہ بہی ہی رہی مر گیا مین ہے

پس از فنا جو تمہارا خیال رہتا ہے
وصال حور ملے تو ہمین مزار مین ہے

رہے ستون مین کیا دفن اوسے شیرین
کہ ہم شہیدونکی تہر وارا کہ پہنسا مین ہے

پہنسا کوئی دل مجروح اونکے بالو مین
کہ آج خون کی بو زلف مشکبار مین ہے

خزان رسیدہ گلستان ہے لکہنؤ اپنا ہی
عجب بہار اوس اجڑے ہوی دیار مین ہے

کہینگی خلق موی پر کہ **اشک** کا قرہتا
بتون کا ذکر زبان پر جو احتضار مین ہے

الفت اوس بت سے نباہی بڑی زور و شور سے
دم یہ بن بن گئی ہے روز رنگ کہر کے وقت

کفن رنگین صنم رشک یہ بیٹھا ہے
تو نکلتی ہے چراغونکی طرح پورون سے

لیکئے داغ جدائی ترسے عاشق دلمین
اتنک آہونکے نکلتے ہین وہ ہین گور دوستے

رہتی ہے آمد و شد بعد فنا حورون کی
راستے گلشن فردوس ہین گورون سے

لوٹ کر لیگئے دین و دل و جان ترک پسر
گہر کے اسباب مین تنکا نہ بچا چور و ستے

163

روشنی بہاگتی ہے اپنی سیہ بختی سے
کچہہ نکچہہ آ ہی چلا اندہون ہر کار رو پر
ہم ابہی سے کہے دیتے ہیں بگڑ جائیگا
رحم کہا کر مجھے صیاد نے کیا چھوڑ دیا

گہر بچا جاتا ہے میراقہر آتے آتے
رک گئی اوسکے محل کی خبر آتے آتے
آئیگا صحبت بد کا اثر آتے آتے
نوچ ڈالے ہیں مری بال و پر آتے آتے

لیگیا ساتہہ وہ بینائی بہی چشم تر آہ اشکِ
رہگیا سو بہی سے کچہہ نظر آنسو آتے آتے

کیا فصل بہاری کی چمن میں خبر آئی
خوشبو سے مہکنے لگے سب جدہر آئے
اب جو رکوئی شکے بہی آئے تو نہ پوچھیں
اللہ رے تیزی نگہہ ناز بتان کی
تڑپا کیا بجلی کی طرح بستر غم پر
کسکو نہیں اے دل الم مرگ جوانی
بوسے لب شیریں کے نہ جیتے جی اوسکے
اے یار بچیگا نہ ترا عاشق و مدان
مرنے پہ بہی رستہ نکلا ملک عدم کا
معلوم نہیں یار و پہ کیا گذری جو ہم پر
دیتا ہے خدا ظرف بہی رتبہ کے موافق

ہنستی ہوئی گلشن میں نسیم سحر آئی ہے
پہولوں میں بسی آج نسیم سحر آئی
کم بخت طبیعت جدہر آئی اودہر آئی
بسچپی کی آئی تہی کہ جبک اوتر آئی
فرقت میں ترے نیند کسے تا سحر آئی
ماتم میں مرے چاک گریبان سحر آئی
ہر مرتبہ گہل کر مرے منہہ میں شکر آئی
پیر سے کی کنی تہی کہ کلیجہ میں در آئی
کہوئے گئے جب یاد تمہاری کمر آئی
پہر کر کوئی آیا نہ کسی کی خبر آئی ہے
افلاک سے جو آئی بلا میرے گہر آئی

مجھ کو بہول گئے نشۂ جوانی مین
نہ بیخودی مین پتے پاو راستے گہر کے

ثبوت خون قیامت مین اشک کیا ہوتا
گواہ مل گئے قاتل سے میرے محشر کے

مری بغل مین جو وہ شاہد ستمگر ہے
لباس گل کیطرح پیرہن معطر ہے

جہان محو رخ باصفاے دلبر ہے
یہ آئینہ جسے ملجاے وہ سکندر ہے

ہمارے قتل سے کیا شاد وہ ستمگر ہے
خوشی مین تیغ بہی جامہ سے باہر ہے

ہمیشہ سر مین ہواے عذار دلبر ہے
مرا دماغ بہی گل کیطرح معطر ہے

ہماری گور پہ آنسو بہا رہا ہے صنم
بجاے چادر گل موتیون کی چادر ہے

مین ذبح ہوتا ہون جلاد وحشت دل سے
مرے گلے کو گریبان تنگ خنجر ہے

یہ نامہ بر نہو میرا کہین خداوندا
بہت دنون سے تباہی مین اک کبوتر ہے

سنا کہ لکہی ہے خط مین جو دل کی تباہی
ادہی گہڑی ہی پہ نکلی مرا کبوتر ہے

تمہارے عشق کا بہرتا ہے دم مرا دل زار
سنا جو ہو کبہی پایا ہو بہی کبوتر ہے

جو مجہ سے اس دل ویران کو پوچہتا کوئی
تو اوس سے کہتا ہون اک پیرو وستا کا گہر ہے

نہ اپنے خانہ بدوشونکا پوچہیے احوال
فقیر بیٹھ گئے جس جگہہ وہی گہر ہے

بہار گل پہ ہے کیا قطرہ ہاے شبنم سے
عروس ہنے ہوئے موتیونکا زیور ہے

بغل مین اک بت عالی دماغ سوتا ہے
پلنگ آج مرا عرش کے برابر ہے

کیا ہے سیمتونکے فراق نے کشتہ
ہماری خاک بہی اکسیر کی برابر ہے

قدم زمین پہ نہ رکہیں اگر یہ چال سے
جو اپنے منہ سے کہیں جذب مین وہ ہو جاے
بچیں کہیں نہ فقیر ایسے با کمال سے
خرام ناز سے کس کی یہ حشر برپا ہے
ہزارون دل ہین رستہ مین پائمال سے
عجب یہ نعرہ پرواز آسمان سے ہین
کہ سینے تنگ نہ چمن مین ہی دو نہال سے
سفر عدم کا مبارک ہوا

گدا ہے در کو ترے مانگنے سو نفرت ہے
جو بے نصیب کا لینے وہ بے سوال ملے

خبر نہ تیکو ہین سو جو دعنبر جل یہ حسین
گرا پڑا جو کہین مفلسون کا مال ملے

فلک سے چاند زمین پر ابہی اوتر گئے
جیکو رکہو پری پیکر ونکی چال ملے

سوے پہ شہر خموشان کا کہل گیا احوال
جو پادشاہ تھے وہ بہی شکستہ حال ملے

جنون مین بہی ادب آموز عشق چشم رہا
سلام کر لیا جہک کر جہان غزال ملے

کہو گئے جتنی ہوئین اوسکی دیکھکر لے اشک
کئے ہین نقش مصور نے جو وبال ملے

مائل ایذا رسانی چشم و ابرو ہو گئے
یہ جو بندا ہنگے کا فردہ پہندہو گئے

چہا گئی بدلی پریشان جب وہ گیسو ہو گئے
نیند کے سوتی پہ تو عارض سے جگنو ہو گئے

وا دم صید افگنی اونکے جو گیسو ہو گئے
قیدی دام بلا کتنے ہی آہو ہو گئے

تو نے رہنے کو دیا ہمیا وتنگ ایسا قفس
چار ہی دن میں مرے بیکار بازو ہو گئے

دلمین کیا خال حسینان جہانکی جا ہوئی
خانہ کعبہ مین سب ہندو ہی ہندو ہو گئے

ساتھ غیرونکے سنا جسوقت مل بیٹھنگے وہ
تیر غم میرے کلیجہ مین ترازو ہو گئے

کہینچتا ہے تیر چٹکی سے جو ترک کمیدان
غنچہ گل کیطرح سوفار خوشبو ہو گئے

کہل گیا جو جڑا جو بالون کا اندہیرا ہو گیا
ذرے افشان کے شب تیرہ مین جگنو ہو گئے

یاد ابرو مین ہوا جب قتل اللہ رے اثر
خون کے قطرے زمین پر گر کے جہو ہو گئے

سوز غم سے خشک ہو کر رگہین جتنیان تر
تھے جو طوفان خیز دریا اونمین ٹاپو ہو گئے

گذشتہ گردون سے نکلوا اشک خواجہ کے بقول
ڈر ہے گر پڑے کا آتش یہ مکان گوشتین ہے

نقشا ہتا کیا ہین چمن روزگار سے ... اچھا ہوا جو مرگئے پہلے بہار سے
محشر بپا ہے آج تو رفتار یار سے ... مرقے ہزارہا نکل آئے مزار سے
چکرا گیا ہے آہ دل بیقرار سے ... دبتا ہے آسمان بھی تجہہ خاکسار سے
دلمین رہا جو شوق ہم آغوشی صنم ... نکلین گے ہاتہہ بعد فنا بھی مزار سے
سودا امرد مزاج ہین نازک مزاج وہ ... بنتی ہے روز روز بگڑتی ہے یار سے
شادی ہے باغ باغ ہین ہم جستجو کو دل ... آتی ہے بو دولہن کی نسیم بہار سے
ثابت ہوا چلی تن خاکی سے جبکہ روح ... نکلا اک آفتاب درخشان غبار سے
دولت زوال حسن سے ہاتہہ آئی یار کی ... موی سفید کم نہین چاندی کے تار سے
زلفون نے یار کے دل وحشی چہڑا لیا ... آہو پکڑ کے لائے ہین ہاتھ تتار سے
گلفام و گلعذار و گل اندام و نازنین ... اک پہول چن لیا چمن روزگار سے
کشت رقیب پر گری جا کے برق آہ ... اوٹھی بہت چمک کی دل بیقرار سے
آگے صدف کے رکہو جو دندان کی یاد مین ... آنسو بدل لئے گہر آبدار سے
دشمن ہے آسمان کی طرح کچہہ زمین بھی ... اللہ کی پناہ لحد کے فشار سے
بھر بھر کے خوب جام سبوحی پلا مجھے ... مر مر گیا ہون رات کو ساقی خمار سے
رو دیا جو ڈار ہین یار کے مژگان کی یاد مین ... بہاگینگے ڈر کے شیر نیستان کچہار سے

ذریت کا نہ ڈہنگ نہ نشان زور ہے
حاصل ہے وصل اک بت عالی دماغ کا
ہر وقت شکر نعمت خالق ضرور ہے
مرتے ہیں یہ نشتر جو ہوئے انگلیان
جب تک ہے اتحاد و محبت ضرور ہے
مرتا ہے ایک روز مقدر مین ڈوب کر
دشوار ہجر غم سے ہمارا عبور ہے
مرنے کے بعد بھی نہ بجہی جا کی آگ

کوئی کشتہ ہے ابرو کا کوئی بسمل نظر کا ہے
ہمارا دل تو دیوانہ تری پتلی کمر کا ہے

محبت میں دلا ساری خدائی چھین کر لی ہے
ہمیں پر قہر نازل اوس بت بیداد گر کا ہے

گنہگار محبت تھے کسی کے ہم جو مرنے پر
ہر اک داغ اپنے سینہ پر بھی انگارا سقر کا ہے

قناعت کی مجھے دولت خدا نے آج بخشی ہے
مری آنکھوں کے آگے خاک تو وہ مال و زر کا ہے

زیادہ کاوش مژگان جانان اور کیا ہوگی
کہ ابتو ساتھ ہر آنسو کے اک ٹکڑا جگر کا ہے

چھری صیاد نے پہلے ہی سے تیز کر رکھی
خدا ہی فصل گل میں بلبل بے بال و پر کا ہے

بلانے کی دہان گور سے آواز آتی ہے
بدلنا ہی ترے بیمار کو منظور گھر کا ہے

دیا زہر الم تمسے چھڑا کر پھیر گردون نے
یہ لیس ہو یا ہوا سارا اوسی بیداد گر کا ہے

گرفتار محبت ہوں کسی بحر لطافت کا
بجای طوق گردن میں مرے حلقہ بھنور کا ہے

کہاں رہ گئے وہ نہیں جا کر نجم و دری جانانسے
سمندر میں بھی کوئی سوتا ہماری چشم تر کا ہے

پتا کس سے ملے ایدل کوئی جا کر کدھر کو ہو گئے
خدا جانے کہاں گھر اوس بت بیداد گر کا ہے

خدا جانے عدم کو قافلہ کس دن روانہ ہو
یہاں کہتا ہے دل کیسا ارادہ کس سفر کا ہے

جو نعم کہانے سے پیر یار خوش ہیں کوئی یاں نہیں ہو
یہ میٹھا زہر ہے ایدل مزہ اسمیں شکر کا ہے

تڑپ کر ہو دو چلے آتے اگر تاثیر کچھ ہوتی
حقیقت میں قصور اپنی ہی آہ بے اثر کا ہے

ادا اک یہ بھی ہے ماتھے پہ جو صندل لگا کر
کرینگے قتل عاشق کو بہانہ درد سر کا ہے

کریں کیونکر نہ دنیا دار یہ رونق بجا ہے
سٹری پھرتے ہیں ہم جب سے عشق اک سیمبر کا ہے

ترے دامن سے جو دھونے پہ بھی قاتل نہیں چھٹتا
یہ چھیٹا کا لہو ہے یا کسی کے نامہ بر کا ہے

[illegible]

باغ سے آتے ہین بازار مین گل بکنے کو
ایک صورت پہ گذرتی نہین زردارونکی

بحر الفت مین قدم تک نہ کسی کا ٹھیرا
آشنا تیرے خبر لاتے ہین منجدارونکی

اشک اوس گل نے دیا خار جدائی ہمکو
خاک جی چاہے بھلا سیر کو گلزارون کی

بلبل ہماری زمزمہ پرداز بان سنے
اپنا بھی دل کہلے جو کوئی قدردان سنے

دیر و حرم مین کون مری داستان سنے
ہندو یہان سنے نہ مسلمان وہان سنے

صیاد چہچہون کو عنادل کے بہولجا ے
اک دن مرے گلے کی جو ٹکنیان سنے

پہرتے ہین خضر وادی الفت مین ڈہونڈتے
تجھکو ہمین نے ڈہونڈ لیا بے نشان سنے

آفت زدون کا پوچھنے والا نہین کوئی
دل کی لگی سنائین اگر آسمان سنے

تاراجی چمن ہے ستم عندلیب پر
گلچین کے کان ہون تو کسیکی فغان سنے

کیا کیا گلون کی یاد مین کرتا ہے شور شین
فصل بہار مین کوئی دل کی فغان سنے

مرنیکے بعد خلد مین حورون سے راہ کی
کیسا خفا ہو دل مین جو وہ بدگمان سنے

واعظ بہی نا نہ کرتا ہے گلزار خلد پر
اک روز ہم سے مدحت کوی بتان سنے

کنج قفس مین دی ہین وہ اذیتین
صیاد سے بگاڑ ہو گر باغبان سنے

آتی نہین صدا کبہی ناقوس کے سوا
عشق بتان مین ہوگئی مدت اذان سنے

سب بیوفائیان مین گلونکی بیان کرون
صیاد گوش دل سے اگر داستان سنے

ریتبون سے انکے خاک بہی واعظ خبر نہو
ہم سے ثنا ی حضرت پیر مغان سنے

١٦٩

[illegible]

سوا ہی مرگ کچھ چارا نہین دوجلی کا
یہی بیماریان اچھی نہین ہوتین مسیحا سے

کسیدن **اشک** کو بھی ایرکھنچ ای بتا رسا
محبت دل فریبدا کی تری زلف چلیپا سے

جو چاہین ظلم کرین آج کل زمانہ ہے
بتون کے گھر مین خدائی کا کارخانہ ہے

ثنائے شاہ ولایت مرا ترانہ ہے
بغل مین بلبل سدرہ کے آشیانہ ہے

کمر کسے ہوئے آمادہ سفر رہیئے
رواروی کا زمانہ مین کارخانہ ہے

نہ کام آئیگی اوس شوخ کی مسیحائی
تپ فراق اجل کے لیئے بہانہ ہے

گلون کو وجد مین لاتے ہین وسم گلین
فغان یہ مرغ شب آہنگ کا ترانہ ہے

مزار کوئی بنا دے درخت کے نیچے
یہی لحد کا غریبون کے شامیانہ ہے

بہار گل مین سنے کوئی چہچے دل کے
بغل نہین مری بلبل کا آشیانہ ہے

ہوا سے بال جو اوڑتے ہین کیا گڑ تا ہے
سمند ناز کو گیسو بھی تازیانہ ہے

کسی طرح نہین صیاد قید رکھ سکتا
نصیب مین جو گلستان کا آب و دانہ ہے

جو **اشک** مر گئے عشرت مین غم نہین اسکا
ہمارے حصہ کا زیر زمین خزانہ ہے

بن رہی ہے شام سے زلف دوتا کسکے لیئے
ہوتی ہے تیار یہ کالی بلا کسکے لیئے

خوب ہی رنگین ہین میرخون سے قاتل کے ہاتھ
یون لبِ زمردن ہوئی نشو و نما کسکے لیئے

سلطنت کرتے ہین اپنے بوریائے فقر پر
سوچ کے ٹکڑے نہین ہے نعمت کا مزا کسکے لیئے

ہمین گریبان کی دھجیان ہین یہ چمن شہیدان ہے
سر جلاد پہ کس کا ہے جو سر گلستان کے
آسمان پہ جو رہین وہی پھول ہے آہ تو
چمن پہ سمن سے شمع روشن ہے
ہر روش میں سرو کی جو صد ہزار دل جو
بیہوش ہوئے ہمین دم جو دل جلے بزم
ہر دم معلوم ہوتا ہے زندگی ہر شمع
تصور کسی جانان کا ہر دم ہے سر میں
سما گئی ہے ہوا سے سلطنت کی گویا سلیمان ہے
جب دیکھو وہ اپنے ترن کا ...
وہ دیوانہ ہون بیابان کا نہین ...
جگر پہ داغ الفت کا داغ داغ ...
بیعت دیکھا ہے سرو سے ...
نہین پاس گریبان کے ...

نہ لیتے نام بھی گلزار جنت کا بس اے مردن	جو ہوتے ہم کہین کوی صنم کے رہنیوالونسے
حساب روز محشر سے کسیطرح ہو چھٹکارا	یہ نان خشک بہتر منعمون کے نرنوالونسے
بنیگا ایکدن صحرای وحشت خون کا دریا	لہو اتنا ٹپکتا ہے مرے تلوونکے چھالونسے
دل و جان دین و ایمان ہیٹھے عشق بازیمین	رہ و رسم محبت کم نہین جو سر کی چالونسے
غرض کچھ اہل دولت سے نہین کہتی گدا تیری	ہماری کملیان بہتر ہین منعم کے دوشالونسے
تصور مین کسی بد مست کی رہتی ہین تر آنکھین	نہین آنسو مے الفت چھلکتے ہین پیالونسے
دل پر داغ کیا مارا ہوا چشم سیہ کا ہے	ہزارون شیر صید دستے کیے ہین غزالونسے

کسی کو داغ سے خالی نپایا اس زمانہ مین
ہمین صحبت رہی ہے **اشک** اکثر باکمالونسے

غم حسن ملیح نازنینان کا ہش جان ہے	دل مجروح ہی آٹھون پہر مین نمکدان ہے
گلستان جہان نیرنگی گردونسے زندان ہے	جو حلقہ ہے مری زنجیر کا چشم حیران ہے
مرا وادی وحشت سے بھلا مجنونسے کیا ہوگا	جدہر دیکھو وہاں آنکھ کو سونا بیابان ہے
پڑا ہے بعد مدت سابقہ ہم سخت جانونسے	تری تلوار کا حلقہ واللہ ہی نگہبان ہے
تمہارا سبزۂ خط دیکھکر ہم لوگ جیتے ہین	یہ سبزے کا پیالہ عاشقونکو آب حیوان ہے
ذرا ٹہرو عدم کے جانیوالو ہم بھی آتے ہین	یہان اسباب لیناہے نہکچھ درکار سامان ہے
رہین پابند وہ شرم و حیا کے دیکھئے کبتک	ہماری یار کی خلوت سرا یوسف کا زندان ہے
حسینان پریوش آگئے ہین مستی کے جلسے مین	سنا ہے خانہ باغ یاران عروس پرستان ہے

دل اپنا جل کے ...
دیدہ کی حسرت ہے باقی کو بھری گردن ہے
اشک بازیچۂ طفلان ہے
پہرتی ہین آنکھین ...
رو رنگین ادا ... کا ...
آج کل حسن ہوا ہی یار کا ...
اوس سراپا ناز کے پہلو ...
جس کی تصویر ایک داغ ...
کوئی دم جامہ ...
خواب مین ہی وحشت وحشت سے اپنے ہم غافل نہین
ہم نہ کہتے تھے کہ جلا دی ...
کیا جوان ہوکر ہی بازی ...
آفتاب محشر ...
یون ...
دیکھا لوگون کو ہمارے نالہ ...
اس قدر ...
اک نشان ...

[illegible]

دیکھیے کیا رنگ لاے بلبلون کی آہ سرد
کوئی تو پوچھیگا محشر مین یہ اوس گلچین
ذکر جب آتا ہے محفل مین تو رو دیتا ہے وہ
گرم رفتاری مین آتی ہے عرق سے بو گل
بات کرنے مین جو پڑتا ہے در دندان کا عکس
خوش ہوا دل مین ادہر وہ لوٹنے جیسے نسیم
مرگیا فصل بہاری مین یہ جیسا بادہ نوش

بیطرح سے یہ پڑی باری پا تن گلشن پہ ہے
خون کشتہ بہگتا ہوگا تری گردن پہ ہے
نقش الفت کا مرے اب تک دل دشمن پہ ہے
شک ہمین باد بہاری کا ترے سوسن پہ ہے
موتیون کی بیل مین سمجھا ترے دامن پہ ہے
بار اپنے وحش کا اب گردن آہن پہ ہے
ابر رحمت را تدن چھایا ہوا مدفن پہ ہے

ہم اوٹھ جائینگے کاہے اپنا حرم سے دیر مین
اشک وارفتہ یہ دل بھی اک برہمن پہ ہے

کسکو یہ امید تھی اوسکے ہوا ہی تیر سے
یہ بھی قسمت کی رسائی وہ جو آنکلے ادہر
مارڈالا اس موذن نے شب وصل صنم
مین وہ گریان ہون کہ نقشہ آگیا پیچیدہ سا
کیا چمن بندی ہے جو ہر آئینہ اپنا دیکھتا
اسقدر مجھکو جھکایا ناتوانی نے مری
اندرون یہ آتش گل تیز ہے نام خدا
ہے مجھے سمیتو نکے عشق نے کشتہ کیا

دل مرا اولٹا نشانہ ہو گیا تقدیر سے
اپنے گہر کا راستہ بہولے مری تقدیر سے
چہلکی دل پر پھری سی نعرہ تکبیر سے
تار آنسو کا نہ ٹوٹے طوبے کہ تصویر سے
بو جیسے پہولونکی آتی ہے تری شمشیر سے
ٹیک دی اودبہی ہوئی ہے پاؤنکی زنجیر سے
پہول گلچین توڑتا ہے روز آتشگیر سے
کم نہین یہ ڈھیر اپنا تودۂ اکسیر سے

صورتین چاندنی دیکھین پری آدم جا
درد کیا کیا نہ جدائی کے اوٹھائے صدمے
سر سے پا تک مجھے تصویر سمجھے غم کی
ہر قدم پر صف عشاق تہ و بالا ہے
ناز سے کیا وہ چلے جان چلی عالم کی
ہمنشین آپ سے ہمین دی نہ کسی کو ایذا
پھر دشمن ہی مناتے ہین ہماری دم کی
ایک دن قبر پہ آیا نہ وہ خورشید جمال
بعد مردن بھی نہ تقدیر ہماری چمکی
شوق دیدار نہ بہکنے دے ہماری سرکو

[illegible]

[illegible]

ای اجل اور تمنا تو نہیں کچھ دم کو	شوق پابوسی دلدار رہا جاتا ہے
وصل میں بھی نہ ہٹائی رخ روشن سے نقاب	آج پھر وعدۂ دیدار رہا جاتا ہے
نرگسی چشم کی الفت نہ نبہیگی اے دل	کس سے برسوں یہاں بیمار رہا جاتا ہے
کل ہی کچھ دور نہیں وصل اگر ہے منظور	آج عاشق پس دیوار رہا جاتا ہے
دیکھ چشم و لب نازک تو ہے سے تم نے	یاد رکھیگا یہ رخسار رہا جاتا ہے
وادی قیس کو سب چھان چکے وحشت میں	بیچ فرہاد کا کہسار رہا جاتا ہے
عاشقوں میں نہ مرا نام لکھا او یوسف	فرد میں ایک خریدار رہا جاتا ہے
کس سے سیکھا ہے پری زاد یہ انداز خرام	کبک پیچھے دم رفتار رہا جاتا ہے
اپنے برگشتہ مقدر ہیں کہ اوس گل سے حضور	مطلب دل دم گفتار رہا جاتا ہے
آمد فصل بہاری ہے چلو دیوانو	کہیں اب سیر گل گلزار رہا جاتا ہے
مست ہے بادۂ گلگوں سے ہر اک محفل میں	ساقیا اک ترا میخوار رہا جاتا ہے

نذر قاتل نہوا سر یہ کسی دن اے اشک
اپنی گردن پہ بڑا بار رہا جاتا ہے

زمانہ یار کا دار فتہ زلف معنبر ہے	جسے دیکھو وہ اپنی آجکل جامے سے باہر ہے
خرابات مغاں جنت تو ساقی حور پیکر ہے	مرے جام و سبو میں ہی نہ سمجھو آب کوثر ہے
اثر یہ کہتا ہے مضمون بیتابی دل اپنا	بعینہ مرغ نامہ بر مرا الوحش کبوتر ہے
چلے جاتے ہیں یہ کہتے ہوئے شوق شہادت میں	نہیں معلوم کتنی دور اب جلاد کا گھر ہے

فراق یار میں ہر رگ ترے آب خنجر ہے
خرابی کیا بتوں سے دل کی ہمارے کعبۂ دل کی
نہ اتنا بھی کوئی سمجھا کہ یہ اللہ کا گھر ہے
مسخر ہے زمانہ حسن عالمگیر کا اوس کے
شمیم زلف سے چین و ختن سارا معطر ہے
فلک پر ہے دماغ اوس [illegible]
[illegible] اے یار پر جس دن سے بستر ہے
ہمارے لوح تربت ہو [illegible] بعد مرنے کے

[illegible]

ستم ایجاد کیے سب سے نرالے تم نے	پیٹ سے پاؤں جوان ہوکے نکالے تم نے
اغنیا سے بس مردن کوئی اتنا پوچھے	کیا کیے لیکے مکانوں کے قبالے تم نے
چشم نم سے مرے یون اشک برستے ہین	کبھی دیکھے ہون جو برسات کے جھالے تم نے
یہی ون بھر دل عشاق کی پھپکا پھاکی	خوب گیند ہو سوی افلاک اوچھالے تم نے
ہوگا انگور کے خوشے کا گمان صاحب کو	میرے دلکے ابھی دیکھے نہین چھالے تم نے
رنج و غم ہجر کے تقدیر مین کیا لکھے تہے	زہر کے مجھکو کھلائے ہین نوالے تم نے
دل پکڑ لیتے ہین اس راہ کے چلنے والے	ایسے پر درد سنے ہین کبھی نالے تم نے
الفت چشم مین کیا دل یہ بہی تمکو کیا	کردیا ترک ستمگر کے حوالے تم نے
کیا کہون دشت نوردی مین جو کچھ عالم تہا	ابتو دیکھے ہین یہ پھوٹے ہوے چھالے تم نے
ہون روان اشک مسلسل تو کہونگا اوسنے	سو تیو نکے کبھی دیکھے تہے یہ نالے تم نے
کم سنی تک رہین الفت کی نگاہین ہم پر	ظلم ہونے لگے جب ہوش سنبھالے تم نے
اک نظر دیکھ لیا رنج و الم دور ہوے	میری چھاتی سے پہاڑ آج یہ ٹالے تم نے
یہہ ادائین تہین بہلا لیلی و شیرین مین کہان	ناز و انداز نکالے ہین نرالے تم نے

سنہہ پہ کہدونگا ابلا اشک مروت کیسی
دل اوڑا یا ہے مرے گیسوؤن والے تم نے

اوسکے جاتے ہی اجل کے سب حوالے ہوگئے	زیست بیمار و نکو دم بھر کے سنبھالے ہوگئے
گرد کانونکے نقاب اوٹھتے ہی ہالے ہوگئے	پرتو رخسار جہر افروز یالے ہوگئے

ہمکو منظور رہائی ہو اگر او دربان
روشنی کی ہو جو غربت زدہ گا ہمکو خواہش
خنجر تیز کا عالم نظر آوے سبکو
دل وحشی ہو جو زلفون سے مژہ کا مائل
اونکے دانتون کا جو دہیان کرے وہم فکر سخن
مجہہ گدا کے ہو بغل مین جو وہ بلقیس لقا
نظر لطف سے ہو تے ہین گدا مستغنی
راتدن جوشش وحشت مین یہی ڈر ہے مجھے

ابہی چہوٹا ترا قفل در زندان ہو جاے
غول صحرا سے مزار روشن چراغان ہو جاے
آستین سے کہین وہ ہاتہ جو عریان ہو جاے
آہوے دشت ختن شیر نیستان ہو جاے
آپ سے آپ طبیعت گہر افشان ہو جاے
بوریا رشک دہ تخت سلیمان ہو جاے
آپ جس مور کو چاہین وہ سلیمان ہو جاے
تنگ ہو کر کہین ہہانسے نہ گریبان ہو جاے

کلمہ کیون نہ پڑہون اوسکا مین دن رات انجم
رخ وہ کافر بہی جو دیکہے تو مسلمان ہو جاے

بتون کے عشق سے دل اعتبار رہنے دے
ادا و ناز و کرشمہ نگار رہنے دے
جفا مین سبکے چلے باغبان خدا حافظ
فراق یار مین خود زہر کہا کے مر رہتے
نہ مل کے ہوسکے کمزاف کی نظر مین سبک
بی حفاظت جان لگیا ہے قلعہ جسم
چہڑی گلاب کی بنجاے گیسوے مشکین

یو ہین مجہے مرے پروردگار رہنے دے
کسی کے دل پہ تو کچہہ اختیار رہنے دے
اوٹہا رکہہ اپنا چمن یہ بہار رہنے دے
لحد مین جب یہ دل بیقرار رہنے دے
نہ اوٹہہ کے جا کہین کچہہ تو وقار رہنے دے
مگر جو سیل فنا یہ حصار رہنے دے
یو ہین گندہے ہوے پہولونکے ہار رہنے دے

165

بھیجے خدا اسکے لیے اشکبار رہنے دے
ابہی تو باقی ہین ہم پایمال ہونے کو
قدم رکاب مین او شہسوار رہنے دے
ہوس ہے وحشت دل کو ہی زلف لا مجلی
مجال کیا ہو میان مزار رہنے دے
نکل رہے گی کوئی وصل کی ہی شکل و شکل
کسی طرح ہمین گہر مین تو یار رہنے دے
دل مین عاشق

ہجر مین بیٹھے تصور سے اوتار الفشتہ
دعوی جب زبانی تہا ہت موسی کو
زندہ پاؤگے نہ بیمار غم ہجران کو
جیتے جی داغ غم ہجر دیے کا فرنے
ظلم صیاد سے ڈرتا نہین وہ بلبل ہون
قتل ہونیکی تمنا مین کہڑے رہگئے ہم
زعفران زار ہے عشاق کے چہرہ نہین زرد
کس سے او چہتے شب تنہائی کے صدمہ توبہ
خوب رو پشت ہے خون شہدا سے رنگین
ہجر اوس بت سے ہوا دیکہکے روئے وصال
فیصلہ گیسو و دل کا نہوا آپس مین
رحم عاشق پہ دم نزع اونہین آہی گیا
شیشۂ می مجھے بخشا جو مرے ساقی نے
ہے غبار شہدا غازۂ رخسار بتان
رہگئے وصل کی حسرت مین ہم او آئینہ رو
ولے تیور نکے وہ او تیرے ہوا سبزۂ عصیان
بہولتی ہی نہ تہین زلف سیام آتشک

صفحۂ دل پہ رقم یار کی تصویر ہوئی
اوسکے آگے جو گئے خاک کی تقریر ہوئی
اے مسیحا نفس آنے مین جو تاخیر ہوئی
بعد مرنیکے جلا دینے کی تدبیر ہوئی
خندۂ گل مجھے آواز پہ تیر ہوئی
میان سے ترک کے باہر ہی شمشیر ہوئی
کوی جانان کی زمین خطۂ کشمیر ہوئی
موت میرے لیے ہیچ پوچھو تو اکسیر ہوئی
سرخ تا اب آج تو قاتل تری شمشیر ہوئی
یہ تو برعکس مرے خواب کے تعبیر ہوئی
کچھہ عجب طرح کی اوبھی ہوئی تقریر ہوئی
آپ ہی رو کے جو حالت مری تغییر ہوئی
مین یہ سمجھا کہ پری آج یہ تسخیر ہوئی
خاک ہو جائیے یا اللہ یہ توقیر ہوئی
بیچ مین سد سکندر تری شمشیر ہوئی
زہر تھی اونکو یہ بوٹی مجھے اکسیر ہوئی
کیسی کالی یہ بلا میرے گلو گیر ہوئی

177

سر محفل پڑی ہین عشقین لچھہ کتنون کو سکتا ہے ۔ یہہ برق طور ہے گہونگٹ مین یا عارض چمکتا ہے

اودہر خار غم فرقت کلیجے مین کھٹکتا ہے ۔ دل پر داغ ادہر پہلو مین پہوڑا سا تپکتا ہے

مرے رونے پہ حیرت کیون ہو سارے زمانہ کو ۔ غم فرقت سے نم ہر چشم یا دریا چھلکتا ہے

درخشان یون در گوش صنم ہے زلف کے نیچے ۔ کبھی ابر سیہ مین جسطرح جگنو چمکتا ہے

فلک سے خون برستا ہے کہ فوارے لہو کے ہین ۔ یہہ بجلی کوندتی پہرتی ہے یا تیغہ چمکتا ہے

رہ مہر و محبت طے ہوئی منزل کو جا پہنچا ۔ تمہارا عاشق صادق کہین بیٹھا بہٹکتا ہے

تپ غم کی حرارت کا نتیجہ حال فرقت مین ۔ بدن جلتا ہے یون جسطرح انگارہ دہکتا ہے

گمان ہوتا ہے کیا کیا محتسب کو شیشہ ہی کا ۔ یہان اپنی بغل مین آبلہ دل کا چھلکتا ہے

تہ گیسو بنا گوش اپری پیکر رخسار چمکا تہا ۔ مین یہہ سمجھا تمہارے کان کا موتی جہلکتا ہے

غم دنیا و ما فیہا نہین ہم بادہ نوشونکو ۔ شرابین کہنچ رہی ہین رات دن چہوا ٹپکتا ہے

پہری ہر روز اونکی عاشقون پر تیز رہتی ہے ۔ خدا جانے یہ دروازہ مین کس کا سر پٹکتا ہے

ملا درد جدائی سے نہ اک دم چین غربت مین ۔ غم احباب نشتر کی طرح دل مین کھٹکتا ہے

نزاکت کے سبب اس سے کہی تیغ اوٹھ نہین سکتی ۔ جو خنجر ہاتھہ مین لیتا ہے تو پہنچا لچکتا ہے

گلستان جہان مین مجہ یاد دوست مین سب ہین ۔ پپیہے شور کرتے ہین کہین بلبل چہکتا ہے

خط و رخسار کی الفت مین ہے دل داغ داغ اپنا ۔ ادہر ہے جوش لالہ کا ادہر سبزہ لہکتا ہے

یہہ حالت اب تو پہنچی ہے تری بیمار ہجران کی ۔ نہ مرتا ہے نہ جیتا ہے پڑا دن بہر سسکتا ہے

عجب حسن صفا پایا ہے تو نے اے بت شیرین ۔ کہ آئینہ بہی حیرت سے تری صورت کو تکتا ہے

شیشکو ہاتہہ پر کبہی افشان چہڑک کر آئیے
اپنے کشتوں کے مزارون پر چراغان کیجیے

ہو گئی فرقت اوس رشک چمن کی یاد میں
اشک خونی سے تر اپنا جیب و دامان کیجیے

ہوگئے مجروح ادای گلرخان ابکی برس
ہر وہان زخم کو باب گلستان کیجیے

وصل مین اوسکے لب رنگین کی مسی چوسکر
جی مین ہے نیلم کو پہر لعل بدخشان کیجیے

آج اپنے ساتہہ وہ طفل جواہر پوش ہے
جوہری بازار چلکر سیر کی دکان کیجیے

فصل گل مین دست وحشت سے تنگ آئے ہین ہم
حد نہین کب تک رفو چاک گریبان کیجیے

دل جگر کے زخم مین لب کے بہر لیجے خوب سا
آج تو اوس ترک کا خالی نمکدان کیجیے

عشق گیسو مین رہا کرتے ہین آشفتہ مزاج
کسطرح جمعیت حال پریشان کیجیے

خط نکل آیا سمجھے چشمہ حیوان اسے
اب سپرد خضر یہہ چاہ زنخدان کیجیے

کوئی دم اوس مصحف رخسار کی بہولی نہ یاد
حافظو مین نام ہو وہ حفظ قرآن کیجیے

شوخ چشمان پریوش سے بڑہا کر رابطہ
خانہ باغ دل کو بازیگاہ طفلان کیجیے

ہو بہڑکنے کے چراغ گور بہی شعلہ زنے
آتش عشق بتان دل مین جو پنہان کیجیے

صورت طاؤس آتشبار جل و تہی رہتی
گر شب ہجران مین ضبط آہ سوزان کیجیے

مجتمع ہوتے نہین اجزای مضمون فراق
جمع گر سو بار دیوان پریشان کیجیے

کپڑے لہو سے لال ہیو کا ہیکو ہوئے
سوتے ہین کو ہی یار مین دولہا بنے ہوئے

انگیا کے بند کس کے جو باندہے ہین شوخ نے
جوبن کٹورے یون مین گیند ابہے ہوئے

زاہد کو عشق حور کا ساقی یہ گمان ہے	جنت نہین یہہ میکدۂ پیر مغان ہے
واعظ کی سننا کوئی موسم گل مین	جو رند ہے وہ معتقد پیر مغان ہے
گہیرے ہے زنخدان صنم کو خط شبرنگ	کیونکر نہ گرین لوگ اندہیرین کنوان ہے
آہون سے ہماری تہ و بالا ہے زمانہ	گردش مین ہنڈولے کیطرح یہ مکان ہے
شاہ ہنکا تجمل مجہے حاصل ہے پس از مرگ	تابوت یہہ کاندہو نپہ نہین تخت روان ہے
اک پیچ مین گیسو کے گرفتار ہین دونون	سودا ہے جو مجہکو تو اونہین بہی خفقان ہے
پوشیدہ کہین رہتا ہے کہین راز محبت	مین لاکہہ چہپاؤن مری باتونسے عیان ہے
مرتا ہین ہیا یا یہہ غریب الوطنی کا ✣	چادر ہے لحد پر نکوئی فاتحہ خوان ہے
دنیا کی نمایش پہ نہ مغرور رہو غافل	دو روز مین یہہ باغ جوانی بہی خزان ہے
عشق ذقن یار حلاوت سے ہے خالی	ہم دلمین سمجہتے تہے کہ شیرین یہہ کنوان ہے
کس جا نہین مدفون ترے حسرت زدگانکا	سنبل نہین عشاق کی آہونکا دہوان ہے

کیا حال کہون الفت گیسو مین جو ہے اشک
اونکو کبہی ہوتی ہے کبہین خفقان ہے

خلق خدا خراب تلاش صنم مین ہے	بتخانہ مین پتا نہ کہین کا نا حرم مین ہے
رووُن جو غم سے مین تہ و بالا جہان ہو	اتنی اثر تری تو مری چشم نم مین ہے
کہاتے خوشی سے کیون نہ سگ یار ہڈیان	یا دام کا مزہ مری مغز قلم مین ہے
لکہتے ہین یار کے رخ رنگین کی وصف ہم	چہکار بلبلونکی صریر قلم مین ہے

شرکت نو کی ہے دورۂ آخر مین ساقیا	کچھ بھی ہمارے نام کی بھی جام جم مین ہے

کوچہ مین اوسکے دفن کی ٹھیری ہے بعد مرگ
اے اشک آج داخلہ باغ ارم مین ہے

قطعات تاریخ اتمام

قطعہ تاریخ

تصنیف جناب مولانا مقتدانا ماہر علوم و فنون عالم بے نظیر شاعر دلپذیر علامۂ زمان خیر الحاج جناب مولوی شیخ عبد الوہاب صاحب ثاقب تخلص سلمہ اللہ تعالے +

شاعر بلیغ الحق اوست در جہان کامرنحو	بر قلمرو معنی دست وقا بو اشکست
بکر فکر صائب را دستہا بگردن او	نو عروس مضمونش اسر بند او اشکست
در غزل نئی کلکش تا کہ نغمہ سنج آمد	اہل ذوق را از وجد رگ دل سبو اشکستا
اندرین زمان فرمود نظم طرفہ دیوانی	کرد ہتا نقش پیدا زور بازو اشکست
بہر سال تاریخش گفت مصرعے ثاقب	این نکو بیان اہل عقد لولو اشکست

۱۲۹۵ھ

ایضاً

تصنیف علامی فہامی سخندان و سخن سنج شاعر عدیم المثال منبع فضل و کمال جناب مولوی سید احمد حسن صاحب بلیغ تخلص نے از لطف و اشفاقہ +

۱۸۰

خوش گفت ہمہ علی حسن اشک
بہر جلوہ کلامش آیدم رشک
زمایش آنجناب فی الحال
اشعار سہرت آمدہ سال
سنہ ۱۲۷۲ ہجری

تاریخ تصنیف جناب معلے القاب نواب میرزا علی بہادر خانصاحب بیخود تخلص شاگرد میر انشاء اللہ خان

اشک راچو دیوانے مثل گل مرتب شد
بے شور از وگلچین گرکسے سخن چین است
بکر فکر رنگینش ہمچو حور رضوان است
ہر عروس مضمونش با ہزار تزئین است
جادوے بیان او طرز دلستان او
ہر دلربائیہا مثل لعبت چین است
فکر اوست خوش اسلوب معنیش بدل مرغوب
ہر ورق ز دیوانش ہمچو باغ رنگین است
آنکہ در فصاحت ہا رشک طوطی ہند است
بہر صید مضمون ہا فکر او چو شاہین است
وصف آن دُر یکتا در رقم نمے آید
مدح اوست بے پایان پای کلک چوبین است

بہر سال تاریخ فکر کردم چون بیخود
گفت پیر گردون صاف سحر سامری این است
سنہ ۱۲۷۲ ہجری

تاریخ تصنیف نازک خیال شیرین مقال طوطی ہند بلبل شیراز مرزا حاتم علی بیگ صاحب متخلص بہ مہر شاگرد رشید جناب غفران مآب استاد زمان علامہ دوران جناب شیخ امام بخش صاحب ناسخ مرحوم مغفور

واہ واصل علے صل علے صل علے
یہہ وہ دیوان ہے کہ جس پر شاعرون کو رشک ہے
مہر ہاتف کی ندا آئی بدیہہ دفعتہ
کیجیے قند مکرر اسکو فکر اشک ہے
سنہ ۱۲۷۲

تاریخ تصنیف عزیز القدر گرامی منش برخوردار سعادت شعار میرزا محمد باقر الرضوی المعروف بسید علی فکر تخلص

اوستاد کا دیوان جو ہوا فکر مرتب ۔۔۔ دل کو مرے حاصل ہوئی کس درجہ مسرت
تائید سے ہے ہاتف غیبی کے بدیہہ ۔۔۔ تاریخ کہی گوہر اسرار فصاحت
سنہ ۱۲۷۲ ہجری

ولہ

فکر دیوان حضرت اوستاد ۔۔۔ ہے جو اسرار غیب بے شک و ریب
فی البدیہہ کہا یہہ ہاتف نے ۔۔۔ سال تاریخ ختم سر غیب
سنہ ۱۲۷۲ ہجری

قطعہ تاریخ تصنیف محمد سرفراز علی وصفی

شدہ مطبوع چون دیوان رنگین ۔۔۔ ز دیدن نیک شادان گشت ہر کس
بگفتا سال طبعش وصفی زار ۔۔۔ کلام شاعر اوستاد اقدس
سنہ ۱۲۹۳ ہجری

ولہ

بہ فضل ایزدی گردید مطبوع ۔۔۔ چو این دیوان رنگین فیض بنیاد
چو خوش وصفی نوشتم سال طبعش ۔۔۔ کلام اشک عالی قدر اوستاد
سنہ ۱۲۹۳ ہجری

بقلم احقر العباد کمترین محمد علی
اکبرآبادی

صحت نامہ دیوان غالب

صفحہ	شعر	غلط	صحیح	صفحہ	شعر	غلط	صحیح	صفحہ	شعر	غلط	صحیح
۳	۱۰	[illegible]	[illegible]	۱۴	۲۵	می پروونکا	ہین ابرونکا	۳۰	۱۲	جبلدر	جلد
				۱۵	۳۰	دای	وادی	ایضاً	۳۱	دریاہو	دریا
				۱۶	۱۰	تری	تیری	۳۱	۱۳	جوت	چھوٹ
۴	۱۸	اپاہج	اپاہج	ایضاً	۱۲	پہنیکا	پھینکا	ایضاً	۲۰	ہوتیکی	ہولیکی
ایضاً	۳۳	ہجرمی	ہجرمی	ایضاً	۱۸	+	پہ	۳۲	۱۷	دیکھنی ہی کے	دیکھنے ہی کے
۶	۲۶	پیپلا	نیمچہ	ایضاً	۲۵	پیری	تیری	ایضاً	۲۶	دیدباری	دیدبازی
۷	۲	اٹرتھی	اوٹھتی	ایضاً	۲۹	پناہ	تباہ	۳۵	۲	دلکابنکا	دل لگانیکا
۸	۶۰	جو	وہ	۱۷	۲	+	روز	ایضاً	۱۸	روتا	رویا
ایضاً	۱۴	ہن	+	ایضاً	۱۰	پناہ	تباہ	۳۷	۲۳	مردی سے	مردہ سے
ایضاً	۱۶	جوکہوہی	چونکون ہین	۱۸	۲۴	تہنگ	ننگ	۴۶	۱۳	ہین	ہی
ایضاً	۲۱	لن ترانی	لن ترانی	۱۹	۷	نہ سنے	نہ سہی	ایضاً	ایضاً	رہتا ہے	رہتا ہون
ایضاً	۲۳	+	جو	ایضاً	۲۲	اکید	اکیدن	۴۷	۹	درسردیوار	سردیوار
ایضاً	۳۴	توکہاجیا	توکہان جلتا	۲۰	۲۵	تو	+	ایضاً	۱۶	زہرآلودہ	زہرآلود
۹	۶	چاہ عالم	چاہ الم	ایضاً	۳۳	سکہم	سم	۵۰	۲۲	جب	جو
ایضاً	۲۲	سہر	مر	۲۱	۳۴	جہولا	جہولایا	۵۳	۷	ہے	+
۱۰	۲۵	+	فنا	۲۲	۲	آپہ	آپ	۵۵	۳	+	گرچشم غزالان
[illegible]	۱۲	مین	ہی	~~ایضاً~~ ۲۳	۱۷	گبتہی	گنتہی	۶۱	۹	ہے	ہین
ایضاً	۱۸	جنا	جنان	۲۴	۱	تہی	رہی	ایضاً	۱۳	و	+
ایضاً	۳۳	ترا	تری	۲۵	۱۹	چوٹی	چونٹی	۶۲	۳۲	+	کا
۱۲	۱۰	[illegible]	[illegible]	۲۶	۱۸	کورسر	کوسر	۶۵	۳۲	پڑی	تری
ایضاً	۱۱	ہین	ہی	ایضاً	۲۸	بہی	+	۶۶	۵	ہمارہ	ہمارا
ایضاً	۲۶	+	تہی	۲۷	[illegible]	انجم	نجم	۶۸	۱۳	رہتی ہے	رکھتی ہین
ایضاً	۳۵	پوچھیگی	پوچھیگی	۲۸	[illegible]	[illegible]	دست جنون	۶۹	۲۰	ہولے	ہوسلے
۱۳	۲۸	پہ	سے	۲۹	۱۳	نہ پوچھ	نہ پوچھو	۷۰	۶	سخن فہم	سخن فہمو
۱۴	۲۴	ہی	ہین	ایضاً	۳۲	پہری	پھیری	ایضاً	۹	[illegible]	

صفحہ	شعر	غلط	صحیح	صفحہ	شعر	غلط	صحیح	صفحہ	شعر	غلط	صحیح
٧٠	١٦	بیگناہ	بیگنہ	٨٩	١٥	لدتی	لتی	١٠٥	٦	توالا	پہیکا
٧٤	٣٨	دیکھہ	دیکھیے	ایضاً	٢٨	کوئی	کہین	ایضاً	٨	خورشید اوسر	خورشید کا
ایضاً	ایضاً	لہوا	ہوا	٩٠	٣١	سرسوے	شتر اسوے	ایضاً	٢٤	عاقل	قاتل
٧٧	٣٠	جینے وزان	جینے دلدار	ایضاً	٢٤	نازنین بنسام	نازنین شام	١٠٦	٣	بادہ بہائی	بادہ بہائی
٧٨	٣٤	گہہ جاتین	گہہ جاتا ہی	ایضاً	٢٦	اوس	اس	ایضاً	٧	گبکا دیکہکے	کہکے دیکہ
٨١	١٣	بریاتی	ٹڑباتی	ایضاً	٢٨	رکہہ کہ	رکہہ رکہہ	ایضاً	١٧	وعشت	دہشت
ایضاً	١٤	نہاتی	سناہے	٩١	٢٣	نزکت	نزاکت	ایضاً	١٩	سد	سبد
ایضاً	ایضاً	پیرباتی	ٹڑباتی	٩٢	٣٢	اختیا	اختیار	١٠٧	٢٥	پٹہری ہین	اٹہی ہین
٨٢	١٨	اوترائے	اترائے	٩٣	١١	کرتی ہیں	کرتی ہے	١٠٨	٩	الشد	اللہ سے
ایضاً	١٩	ایضاً	ایضاً	ایضاً	١٩	نالی	نالی	ایضاً	٥	یہی	بہی
ایضاً	٢٨	آیا	آتا	٩٤	٢٧	بہٹی	بیٹھی ہین	١٠٩	٣٠	سمجہی خاک	سمجہا خاک مین
ایضاً	٢٩	ڈوربہا	ذرا بہا	٩٥	٩	دشت	دست	ایضاً	٣١	پڑہیئے	پڑہتی
٨٣	٨	چارون	چار دنگی	ایضاً	٣٢	اغنیاہی	اغنیا سے	١١٠	١٦	دلبر	ٹہادلبر
ایضاً	٢٦	اک نازہ	اک ناز	٩٦	٥	گردن	گردون	ایضاً	٢٥	آئینہ خالی	آئینہ خانہ
ایضاً	٢٩	آتی ہے	آتی ہی ہے	ایضاً	١٥	تدبی نمونی	قد بے نمونی	ایضاً	٣٣	دیاہے	دیا
ایضاً	٣	متابل	مقابل	٩٨	١٠	نبگی	نبگین	١١١	٣١	قارو داکا	قارورہ کا
ایضاً	٣١	باقی	نافی	ایضاً	٢٣	ہوا پہری	ہوا پہری	١١٢	٣	وحشت بنا	وحشت سے
٨٤	١	نوز	لونہ	٩٩	٧	بیدا ہو	پیدا ہوا	ایضاً	١٧	وبہ	دیہ
ایضاً	١٢	کہڑکہڑ	گہرگہر	ایضاً	١٩	لیے	لیٹے	ایضاً	٢٥	چلین	چلین
٨٥	٧	محل	محفل	ایضاً	ایضاً	سنتی ہی	سنتے ہین	١١٤	١٨	دیکہگی	دیکہگی
ایضاً	١٥	باو	پاو	ایضاً	٢٢	جہنکار تیری	جہنکار تیری	ایضاً	٢٣	آئی	کہی
ایضاً	٢٤	تالون	باتون	ایضاً	٣١	کاٹتے	کانٹا	١١٥	٤	زمانہ کو	زمانہ کے
ایضاً	٢٦	سہرہ	رہرو	١٠٠	٣	اسلوبے	اسلوب ہے	ایضاً	٩	تلموز کی	تلموز کی
٨٦	٣٠	سیمین تبون	سیمین تنون	١٠١	٣٩	بے پار	بے پار	ایضاً	١٧	+	[illegible]
٨٧	٥	دیواجام	دیو دیا جام	١٠٢	٣١	دکہتا ہی	دیکہتا ہے				
		نہوار	سیخوارہ	١٠٤	١٨	خدا سے	خدا سن				